# احکامِ شریعت

امام اہلسنت اعلیٰحضرت احمد رضا خان بریلوی
علیہ الرحمۃ

شبیر برادرز اردو بازار لاہور

مسلک اہلسنت کے مطابق روزمرہ شرعی مسائل کا مستند مجموعہ

# احکامِ شریعت

تینوں حصے مکمل معہ ملفوظات

تصنیف لطیف

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی قادری قدس سرہ العزیز

دیباچہ و موضوع بندی

علامہ عالم فقری

شبیر برادرز ۴۰۔ بی
اردو بازار لاہور

نام کتاب ———— احکام شریعت (مکمل تین حصے)

نام مصنف ———— اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں بریلوی

ترجمہ عربی ———— محمد اول قادری چشتی

دیباچہ سوانح مصنف ———— عالم فقری

تعداد طبع اوّل ———— ایک ہزار

سال طباعت ———— ۱۹۸۴ء

زیر نگرانی ———— جناب حاجی انوار اختر صاحب

شبیر برادرز

ناشر ————

اردو بازار لاہور

قیمت ———— -/۵۷ روپے

مطبوعہ ———— خادم پرنٹرز اردو بازار لاہور

# عرضِ ناشر

احکامِ شریعت اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی مقبول عام کتاب ہے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ نے مسلک اہل سنت کی جو گراں قدر خدمات سرانجام دی ہیں، آپ سے برصغیر کا بچہ بچہ واقف ہے۔ موجودہ دور کے مطابق فقہی مسائل کے سلسلے میں نہایت ہی عمدہ تحقیق فتاویٰ رضویہ کی صورت میں پیش کی ہے۔ آپ کے اس فتاویٰ کو شہرت دوام حاصل ہے۔ کتاب احکام شریعت بھی اعلیٰحضرت کی فقہی کاوشوں کی ایک کڑی ہے۔ یہ کتاب دراصل روزمرہ کے شرعی مسائل کا مجموعہ ہے اور ان میں بیشتر مسائل ایسے ہیں جن سے ہر انسان کو روزانہ واسطہ پڑتا ہے۔ لہٰذا بحیثیت مسلمان ان مسائل کا جاننا ہر مسلمان کے لیے ازحد ضروری ہے۔

اگرچہ یہ کتاب مختلف ناشرین نے شائع کی ہے لیکن ہمارے ادارہ نے اشاعت کا از سر نو اہتمام موضوع بندی کیساتھ کیا ہے تاکہ قاری ادارہ نے اس کتاب کی اشاعت کا از سر نو اہتمام کیا ہے تاکہ قاری کو مسئلہ تلاش کرنے میں آسانی رہے۔ اور یہ خصوصیت دوسرے ناشرین کی شائع کردہ کتاب میں نہیں ہے۔ پھر اس کتاب کے تینوں حصوں کو یکجا کر دینے کے علاوہ ملفوظات بھی درج کیے گئے ہیں اس طرح سے یہ کتاب ہر لحاظ سے مکمل اور مفید ہے۔

نیازمند

شبیر حسین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# نعتِ رسولِ مقبولؐ

از

## مولانا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رح

واہ کیا جود و کرم ہے شہِ بطحا تیرا
نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

دھارے چلتے ہیں عطا کے وہ ہے قطرہ تیرا
تارے کھلتے ہیں سخا کے وہ ہے ذرہ تیرا

فیض ہے یا شہِ تسنیم نرالا تیرا
آپ پیاسوں کے تجسس میں ہے دریا تیرا

اغنیا پلتے ہیں در سے وہ ہے باڑا تیرا
اصفیا چلتے ہیں سر سے وہ ہے رستا تیرا

فرش والے تری شوکت کا علو کیا جانیں
خسروا! عرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا

آسماں خوان، زمین خوان، زمانہ مہمان
صاحبِ خانہ لقب کس کا ہے تیرا تیرا

میں تو مالک ہی کہونگا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

تیرے قدموں میں جو ہیں غیر کا منہ کیا دیکھیں
کون نظروں پہ چڑھے دیکھ کے تلوا تیرا

بحر سائل کا ہوں سائل نہ کنوئیں کا پیاسا
خود بجھا جائے کلیجا مرا چھینٹا تیرا

چور حاکم سے چھپا کرتے ہیں یاں اسکے خلاف
تیرے دامن میں چھپے چور انوکھا تیرا

آنکھیں ٹھنڈی ہوں جگر تازے ہوں جانیں سیراب
سچے سورج وہ دل آرا ہے اجالا تیرا

دل عبث خوف سے پتا سا اڑا جاتا ہے
پلہ ہلکا ہی بھاری ہے بھروسا تیرا

ایک میں کیا مرے عصیاں کی حقیقت کتنی
مجھ سے سو لاکھ کو کافی ہے اشارا تیرا

مفت پالا تھا کبھی کام کی عادت نہ پڑی
اب عمل پوچھتے ہیں ہائے نکما تیرا

تیرے ٹکڑوں سے پلے غیر کی ٹھوکر پہ نہ ڈال
جھڑکیاں کھائیں کہاں چھوڑ کے صدقہ تیرا

خوار و بیمار خطا وار، گنہ گار ہوں میں
رافع و نافع و شافع لقب آقا تیرا

میری تقدیر بری ہو تو بھلی کر دے کہ ہے
محو و اثبات کے دفتر پہ کڑوڑا تیرا

تو جو چاہے تو ابھی میل مرے دل کے دھلیں
کہ خدا دل نہیں کرتا کبھی میلا تیرا

کس کا منہ تکیے کہاں جایئے کس سے کہیے
تیرے ہی قدموں پہ مٹ جائے یہ پالا تیرا

تو نے اسلام دیا تو نے جماعت میں لیا
تو کریم اب کوئی پھرتا ہے عطیہ تیرا

موت سنتا ہوں ستم تلخ ہے زہرابۂ ناب
کون لا دے مجھے تلووں کا غسالہ تیرا

دور کیا جانیے بدکار پہ کیسی گزرے
تیرے ہی در پہ مرے بیکس و تنہا تیرا

تیرے صدقہ مجھے ایک بوند بہت ہے تیری
جس دن اچھوں کو ملے جام چھلکتا تیرا

حرم و طیبہ و بغداد جدھر کیجیے نگاہ
جوت پڑتی ہے تری نور ہے چھنتا تیرا

تیری سرکار میں لاتا ہے رضا اس کو شفیع
جو مرا غوث ہے اور لاڈلا بیٹا تیرا

# فہرست

مسئلہ نمبر | عنوان | صفحہ نمبر

## حصّہ اوّل

| صفحہ نمبر | عنوان | مسئلہ نمبر |
|---|---|---|

مسئلہ نمبر | عنوان | صفحہ نمبر

مسئلہ نمبر | عنوان | صفحہ نمبر

| صفحہ نمبر | عنوان | مسئلہ نمبر |
|---|---|---|
| ۱۶۷ | حضور کے والدین کو عذاب میں جاننا افترا ہے۔ | |
| | شرعی احکام کو جانتے ہوئے تسلیم نہ کرنا گمراہی ہے۔ | |
| ۱۶۷ | مدینہ طیبہ میں رہائش | ۹ |
| | انگریزوں کے عہد اقتدار میں ہندوستان سے ہجرت | |
| ۱۶۷ | تحریک خلافت میں حصہ نہ لینے کی وجہ | ۱۰ |
| ۱۶۸ | درخت یا اس کا پتہ تسبیح میں غفلت پر سزا کی وجہ سے گر جاتا ہے | ۱۱ |
| ۱۶۹ | ذکر خداوند تعالیٰ ضمیر مفرد سے ہو یا ضمیر جمع سے | ۱۲ |
| ۱۷۰ | کس عمر میں بچے کو بسم اللہ شروع کرائی جائے | ۱۳ |
| ۱۷۰ | اپنے مرشد کے وصال کے بعد کسی دوسرے بزرگ سے بیعت | ۱۴ |
| ۱۷۱ | جمعہ کے دن احتیاط الظہر | ۱۵ |
| ۱۷۱ | ڈاڑھی منڈے کے بارے میں اگر علم نہ ہو کہ مسلمان ہے یا کافر تو سلام میں ابتداء نہ کرے۔ | ۱۶ |
| ۱۷۱ | حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چار نسبتوں کو درود و فاتحہ جائز ہے | ۱۷ |
| ۱۷۲ | یزید پلید کا اسلام وکفر | ۱۸ |
| ۱۷۲ | غنی صدقہ کھا سکتا ہے یا نہیں | ۱۹ |
| ۱۷۲ | فرشتوں پر درود و فاتحہ | ۲۰ |
| ۱۷۳ | یہ نذر کہ کام ہو گیا تو نذر مسجد میں لے جاؤں گا، امیر غریب سب کھا سکتے ہیں۔ | ۲۱ |
| ۱۷۳ | مردے کی طرف سے دیا جانیوالا کھانا صرف غریب کھائے۔ | ۲۲ |
| ۱۷۳ | پیٹھا حلال ہے۔ | ۲۳ |
| ۱۷۴ | ختنہ کی تقریب میں عام دعوت کی جاسکتی ہے۔ | ۲۴ |

## حصہ سوم

| صفحہ نمبر | عنوان | مسئلہ نمبر |
|---|---|---|

| مسئلہ نمبر | عنوان | صفحہ نمبر |
|---|---|---|

اور مغلیہ دور میں معزز عہدوں پر فائز رہے ۔ آپ کے جدِ امجد حضرت محمد سعید اللہ خان صاحب ششش ہزاری منصب پر فائز تھے اور شجاعت جنگ آپ کا خطاب تھا۔ ان کے صاحبزادے سعادت یار خان صاحب کو حکومت کی طرف سے ایک مہم سر کرنے کے لیے بریلی روہیل کھنڈ بھیجا گیا ۔ فتحیابی پر ان کو بریلی کا صوبیدار بنانے کا شاہی فرمان آیا ۔ لیکن وہ ایسے وقت آیا جبکہ وہ بسترِ مرگ پر تھے ۔

**پیدائش :-** آپ ۱۰ شوال المکرم ۱۲۷۲ھ بمطابق ۱۴ جون ۱۸۵۶ء بروز ہفتہ بوقت ظہر بریلی شریف کے محلہ جسولی میں پیدا ہوئے آپ کا نام محمد رکھا گیا لیکن آپ کے والدِ ماجد اور دیگر عزیز و اقارب شفقت اور پیار سے احمد میاں کے نام پکارا کرتے تھے ۔ مگر آپ کے جدِ امجد مولانا رضا علی خاں نے آپ کا نام احمد رضا رکھا اور بعد ازاں آپ اسی نام سے مشہور ہوئے ۔

**شجرہ نسب :-** آپ کا شجرہ نسب حسب ذیل ہے ۔

مولانا احمد رضا خاں بریلوی بن مولانا نقی علی خاں بن حضرت مولانا رضا علی خان بن مولانا حافظ محمد کاظم علی خان بن شاہ محمد اعظم خان بن مولانا محمد سعادت یار خان بن مولانا سعید اللہ خان آپ کے والد ماجد مولانا نقی علی خان اور جد امجد مولانا رضا علی خان جو اپنے زمانے میں متحدہ ہندوستان میں معروف عالم دین اور بلند پایہ مفتی اور صاحب دل تھے ۔

**حصول علم :-** آپ نے دینی علم اپنے والدِ ماجد ہی سے حاصل کیے آپ کے والد چونکہ ایک بلند پایہ عالم دین تھے ۔ اس لیے انھوں نے خصوصی توجہ سے آپ کو ابتداًء میں قرآن پاک ناظرہ پڑھانا شروع کیا حتیٰ کہ صرف چار برس کی عمر میں آپ نے قرآن پاک ناظرہ پڑھ لیا ۔ اس کے بعد صرف و نحو کی کتابیں مولانا غلام قادر بیگ سے پڑھیں پھر تمام علوم و فنون اپنے والد ماجد مولانا نقی علی خان سے حاصل کیے ۔ تیرہ سال دس ماہ کی عمر میں تمام علوم عقلیہ و نقلیہ میں مہارت حاصل کر کے ۱۴ شعبان ۱۲۸۶ ھ کو سندِ فراغت حاصل کی اور دستارِ فضیلت زیبِ سر فرمائی ۔

**فتویٰ نویسی :-** آپ کے والد ماجد نے تعلیم سے فارغ ہوتے ہی فتویٰ نویسی کی خدمت آپ کے سپرد کر دی تھی۔ آپ نے پہلا فتویٰ دستار بندی کے لگے روز ۱۵ شعبان ۱۲۸۶ھ کو لکھا۔ اس کے بعد آخری دم تک فتویٰ نویسی کے فرائض انجام دیتے رہے۔ "فتاویٰ رضویہ" آپ کا بلند پایہ شاہکار ہے اور بارہ ضخیم جلدوں میں ہے جو فقہ حنفی کا نہایت تحقیقی جامع اور قابل قدر ذخیرہ ہے۔

**علوم وفنون میں بلند مقام کا حصول :-** آپ نے علوم دینیہ میں کمال حاصل کیا اور خاص کر درسی کتب میں کمال درجہ تک مہارت تھی۔ اس میں شک نہیں کہ آپ نے درسی علوم اپنے اساتذہ سے حاصل کیے لیکن ان درسی علوم کے علاوہ آپ نے اپنی خداداد صلاحیتوں کی بنا پر بے شمار علوم حاصل کیے۔ اور خاص کر مندرجہ ذیل علوم میں آپ کو وہ عروج اور کمال حاصل ہوا کہ جس کا اعتراف محققین اور علماء کیے بغیر نہیں رہ سکتے۔

علم قرآن، علم حدیث، اصول حدیث، فقہ، اصول فقہ، جدل، تفسیر، عقائد، کلام نحو، صرف، معانی، بیان، منطق، بدیع، مناظرہ، فلسفہ، تکسیر، ہیئت، ریاضی، ہندسہ، قرأۃ، تجوید، تصوف، سلوک، اخلاق، اسماء الرجال، سیر، تاریخ، نعت، ادب، ارثماطیق، جبرومقابلہ، حساب سینی، لوگارثمات، توقیت، مناظرہ ومرایا، اکر، زیجات، مثلث کروی، مثلث مسطح، ہیئت جدیدہ مربعات، زائرچہ۔ عروض وقوافی۔ نجوم، فن تاریخ۔ نظم ونثر فارسی، وغیرہ۔

محدث کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ "ایک بار صدر اکہ مایۂ ناز (مقامات) شکل حماری اور شکل عروسی کے بارے میں مجھ سے سوال فرما کر جب کتابی کی (وہی کیفیت ہے) دیکھی تو اپنی تحقیق بیان فرمائی تو میں نے محسوس کیا کہ حماری کی حماریت بے پردہ ہوگئی اور عروسی کا عروس ختم ہوگیا۔ مسئلہ بخت واتفاق شمس بازغہ کا سرمایہ تفلسف ہے۔ مگر اس بارے میں اعلیٰحضرت

کے ارشادات جب مجھ کو ملے تو اقرار کرنا پڑا کہ **مُلّا محمود** اگر آج ہوتے تو اعلیٰ حضرت کی طرف رجوع کرنے کی حاجت محسوس کرتے۔ اعلیٰ حضرت نے کسی ایسے نظریے کو کبھی صحیح وسلامت نہ رہنے دیا جو اسلامی تعلیمات سے متصادم ہو سکے اگر آپ وجود فلک کو جاننا چاہتے ہوں اور زمین و آسمان دونوں کا سکون سمجھنا چاہتے ہوں اور سیاروں کے بارے میں **كُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ** کو ذہن نشین کرنا چاہتے ہوں تو ان رسائل کا مطالعہ کریں جو اعلیٰ حضرت کے رشحات قلم ہیں۔ اور یہ راز آپ پر ہر جگہ کھلتا جائے گا کہ منطق و فلسفہ و ریاضی والے اپنی راہ کے کس موڑ پر کج رفتار ہو جاتے ہیں۔

**بے مثل قوت حافظہ:۔** اعلیٰ حضرت کی قوت حافظہ بے نظیر تھی۔ آپ کی بے مثل ذہانت اور حیرت انگیز قوت حافظہ کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ تکمیل فتویٰ میں جو حضرات آپ کے معاون ہوتے جب انھیں کوئی جزئیات فقہ کتب فقہ میں نہ ملتیں تو آپ ان کی راہنمائی فرماتے اور یہاں تک فرما دیتے کہ یہ فلاں کتاب جلد فلاں کے فلاں صفحہ اور سطر میں ہے اور واقعی جب فقہ کی کتب میں وہ جزئیات تلاش کی جاتیں تو وہ واقعی اسی کتاب اور صفحہ پر ہوتیں جہاں اعلیٰ حضرت نے بتایا ہوتا۔ مولانا حسین احسان ابتدائی تعلیم میں آپ کے ہم سبق تھے۔ ان کی روایت ہے کہ "شروع ہی سے ذہانت کا یہ حال تھا کہ استاد سے کبھی چوتھائی سے زیادہ کتاب استاد سے پڑھنے کے بعد بقیہ تمام کتاب از خود پڑھ کر یاد کر کے سنا دیا کرتے"۔

آپ کی قوت حافظہ کا اندازہ اس طرح بخوبی کیا جا سکتا ہے کہ آپ نے افتاء وغیرہ کی مشغولیت کے باوجود صرف ایک ماہ میں قرآن مجید حفظ کر لیا۔ واقعہ کچھ یوں ہے کہ بعض لوگ آپ کے نام کے ساتھ حافظ کا لفظ لکھ دیا کرتے تھے۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ ان بندگان خدا کا کہنا غلط نہ ہو ہمیں قرآن پاک یاد ہی کر لینا چاہیے چنانچہ رمضان المبارک میں عشاء کے بعد تراویح میں حافظ صاحب سے پارہ سن کر دور فرمالیتے اس طرح رمضان شریف کے تیس دنوں میں پورا قرآن پاک حفظ کر لیا یہ اللہ تعالیٰ کا انعام بھی تھا اور حافظہ کی کرامت بھی۔

اگر کوئی باآواز بلند قرآن پاک پڑھ رہا ہوتا اور اعراب کی غلطی کرتا تو آپ کتنے ہی مصروف کیوں

نہ ہوتے اسے فوراً ٹوک دیتے تھے اور اصلاح فرماکر یہ بھی بتا دیتے تھے کہ وہ کس پارے کے کس رکوع کی کس آیت کے کس لفظ پر لغزش کا شکار ہوا ہے۔

**بیعت وخلافت :۔** آپ میں حصولِ روحانیت کا جذبہ فطری طور پر موجود تھا اور جونہی آپ جوان ہوئے تو اس میں خود بخود نکھار پیدا ہونا شروع ہو گیا۔ لیکن راہنمائی کے لیے پھر بھی کسی رہبر کامل کی ضرورت تھی چنانچہ آپ جمادی الاول ۱۲۹۴ھ میں اپنے والدماجد کے ہمراہ حضرت شاہ آل رسول کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر ان کے دست حق پرست پر سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت ہوئے۔ حضرت شاہ آل رسول مارہروی اپنے دور سلوک وطریقت میں امام الاولیاء تھے۔ اور انھوں نے یک نگاہ میں آپ کو کامل کر دیا پھر آپ کے مرشد نے آپ کو اجازت وخلافت سے سرفراز کیا۔

یہ دیکھ کر دیگر حاضرین کو رشک ہوا اور عرض کی حضور! اس بچے پر یہ کرم کیوں ہوا؟ ارشاد فرمایا۔ اے لوگو! تم "احمد رضا" کو کیا جانو۔ یہ فرما کر رونے لگے اور فرمایا کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا کہ اے آل رسول! تو دنیا سے کیا لایا؟ تو میں احمد رضا کو پیش کر دوں گا۔ اور فرمایا کہ یہ چشم وچراغ خاندان برکات ہیں۔ اوروں کو تو تیار ہونا پڑتا ہے۔ یہ بالکل تیار آئے تھے انہیں صرف نسبت کی ضرورت تھی۔

آپ کو صوفیاء کے مختلف سلاسل میں خلافت حاصل تھی۔ مگر سلسلہ قادریہ کو آپ نے بہت فروغ دیا۔

**سعادت حج وزیارت حرمین :۔** بیعت سے ایک سال بعد یعنی ۱۲۹۵ھ میں آپ کو اپنے والدین کی معیت میں پہلی بار حج بیت اللہ شریف اور روضۂ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سعادت نصیب ہوئی۔ وہاں حرمین وشریفین کے اکابر علماء اور شیوخ سے آپ کی ملاقاتیں رہیں مثلاً مفتی شافعیہ سید احمد دحلان، مفتی حنفیہ شیخ عبدالرحمٰن سراج وغیرہم۔ ان دو حضرات سے آپ نے حدیث، تفسیر، فقہ اور اصول فقہ میں سندیں

حاصل کیں۔ اسی سفر مقدس میں آپ نے نماز مغرب حرم شریف میں ادا کی۔ بعد از نماز امام شافعیہ حسین بن صالح بغیر کسی تعارف کے آگے بڑھے اور اعلیٰ حضرت کا ہاتھ پکڑ کر گھر لے گئے فرطِ محبت سے دیر تک آپ کی پیشانی کی طرف دیکھتے رہتے ہیں اور جوشِ عقیدت میں ان کے مُنہ سے نکلتا ہے۔

اِنِّیْ لَاَجِدُ نُوْرَ اللّٰہِ مِنْ ھٰذَا الْجَبِیْنَ

بے شک میں اس پیشانی میں اللہ کا نور محسوس کر رہا ہوں

بعد ازاں شیخ حسین بن صالح کو اعلیٰ حضرت نے صحاح ستہ کی سند اور سلسلہ عالیہ قادریہ کی اجازت اپنے دستخط خاص سے عنایت فرمائی۔ اور ان کا نام شیخ ضیاء الدین احمد رکھا۔ شیخ نے اپنی ایک کتاب "الجوہرا المضیئۃ" پر شرح لکھنے کی فرمائش کی۔

جب آپ دوسری دفعہ حج کو گئے تو وہاں طبیعت علیل ہو گئی محرم کے آخری دنوں میں طبیعت بحال ہوئی تو آپ نے غسل فرمایا پھر آپ نے دیکھا کہ یکدم بادل چھا گئے ہیں حرم شریف تک پہنچتے ہوئے بارش شروع ہو گئی اسی اثناء میں آپ کو ایک حدیث یاد آگئی کہ جو بارش میں طواف کرے تو رحمت الٰہی میں تیرتا ہے آپ نے اسی وقت حجر اسود کو بوسہ دیا اور طواف شروع کر دیا لیکن آپ نے محسوس کیا کہ آپ دوبارہ بخار میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ مولانا سید اسماعیل صاحب فرماتے ہیں کہ آپ نے ایک ضعف حدیث کے لیے اپنی صحت پرواہ نہ کی آپ نے جواب دیا کہ حدیث اگر ضعیف ہے مگر الحمد للہ امید قوی ہے۔

## شعر گوئی میں آپ کا مقام :-

اعلیٰ حضرت کو شعر گوئی میں بھی بہت بلند مقام حاصل تھا اور آپ کی شعر گوئی مدحتِ رسول کے ساتھ وابستہ ہے یعنی آپ شاعری کا مقصد صرف نعت گوئی ہے پھر شعر و ادب میں نعت گوئی ایک مشکل صنف ہے کیونکہ عام شاعری میں شاعر آزاد ہوتا ہے لیکن نعت گوئی میں یہ آزادی نہیں بلکہ نعت گوئی میں ہر مقام پر تعظیم اور حدودِ شرع کو ملحوظ خاطر رکھنا پڑتا ہے۔ آپ کی زبان و بیان بڑا دلکش اور جاذب ہے پھر آپ نعت گوئی میں عشقِ رسول کے بحرِ بیکراں میں ڈوبے ہوئے نظر آتے ہیں آپ نے اپنے

اشعار میں جس چیز پر زیادہ زور دیا وہ عشقِ رسول کی پاسداری ہے اور یہی درس آپ نے اپنی نعت گوئی میں دیا ہے کہ جب تک مسلمان رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کو عقیدت اور محبت کا مرکز نہیں بنائیں گے وہ نجات نہیں پاسکتے۔

کلام رضا کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ آپ رسول اکرم کو باطنی آنکھ سے سامنے دیکھ کر جو قلبی واردات آپ پر پیدا ہوتی ہے آپ اسے کہہ ڈالتے ہیں جس سے شعر میں سوز و محبت اور مدحت رسول کا ایسا انداز پیدا ہوتا ہے کہ ہر درد رکھنے والا مسلمان آپ کے اشعار کو اپنے دل کی گہرائیوں میں جگہ دیتا ہے۔

**علوم قرآن میں مہارت :-** اعلیٰ حضرت کو علوم قرآن میں خصوصی مہارت حاصل تھی آپ کے علم قرآن کا اندازہ آپ کے قرآن پاک کے ترجمے کنز الایمان سے بخوبی لگایا جا سکتا۔ جو دیگر تراجم سے ایک منفرد مقام کا حامل ہے آپ نے ترجمے میں آداب اور حقائق کی وضاحت کو ہر ممکن برقرار رکھنے کی کوشش کی ہے اور کسی مقام پر بھی ترجمہ قرآن پاک کی اصل حقیقت اور روح سے دور نہیں ہوتا۔ کنز الایمان گوناگوں خوبیوں کی بنا پر بہت مشہور ہے۔

آپ نے فتویٰ میں جن قرآنی آیات سے استنباط کر کے مسائل کا حل پیش کیا ان سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اپنے موضوع کی مناسبت کے لحاظ سے نہایت ہی موزوں ہیں جس سے علوم قرآن میں آپ کی مہارت کا اندازہ ہوتا ہے۔ پھر آپ کو قرآن پاک کی تلاوت سے والہانہ لگاؤ تھا بارہا آپ جب تلاوت فرماتے تو اشک بار ہو جاتے۔

**اعلیٰ حضرت کا علم حدیث :-** قرآنی حقائق اور مسائل کی اس وقت تک وضاحت نہیں ہو سکتی جب تک کہ صحیح علم حدیث نہ ہو۔ اس لیے احیائے دین کے لیے قرآن پاک کے علاوہ حدیث و سنت مطہرہ پر کامل عبور کا حاصل ہونا نہایت ہی ضروری ہے لہٰذا امام احمد رضا خاں بریلویؒ علم الحدیث میں بھی بڑے راسخ تھے۔

چونکہ آپ کے علم الحدیث کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ جتنی احادیث فقہ حنفی کی ماخذ ہیں ہر وقت آپ کے پیش تھیں۔

علم الحدیث میں سب سے نازک شعبہ علم اسماء الرجال کا ہے۔ اعلیٰ حضرت کے سامنے کوئی سند پڑھی جاتی اور راویوں کے بارے میں دریافت کیا جاتا تو ہر راوی کی جرح و تعدیل کے جو الفاظ فرما دیتے تھے، اُٹھا کر دیکھا جاتا تو تقریب و تہذیب و تہذیب میں وہی لفظ مل جاتا تھا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حدیث کے سلسلے میں آپ کا مطالعہ بہت وسیع تھا۔

## علم فقہ میں اعلیٰ حضرت کا مقام :-

اعلیٰ حضرت علم فقہ میں بھی متبحر کے عالم دین تھے۔ فتاویٰ رضویہ میں جو علمی گہرائی پائی جاتی ہے۔ وہ دوسرے فتوؤں میں بہت کم پائی جاتی ہے۔ اور خاص کر اختلافی مسائل میں اُنھوں نے جو سینکڑوں چھوٹے چھوٹے رسائل لکھے ہیں اور ان میں جس اسلوب اور بخوبی کے ساتھ فقہ حنفی کی حمایت کرتے ہوئے ان اختلافی مسائل کا حل پیش کیا ہے وہ آپ کے علم و فضل کا مُنہ بولتا ثبوت ہے اور آپ کی علم فقہ میں اس مہارت کا اعتراف بے شمار علماء نے کیا ہے۔

آپ اہل علم کا بے حد احترام کیا کرتے تھے۔ آپ کے پاس عموماً علماء کرام تشریف لاتے رہتے تو آپ حسب توفیق ان کی خدمت کرتے اور حسب مراتب کسی کی خاطر تواضع میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ فرماتے۔

## فتویٰ صادر کرنے کی خُداداد صلاحیت :-

فتویٰ صادر کرنے کی صلاحیت آپ میں خُداداد تھی۔ کہا جاتا ہے کہ آپ کا معمول تھا کہ استفتا ایک ایک مفتی کو تقسیم فرما دیتے اور یہ صاحبان دن بھر محنت کرکے جوابات مرتب کرتے۔ پھر عصر و مغرب کی درمیانی مختصر ساعت میں ہر ایک سے پہلے استفتاء پھر فتویٰ سماعت فرماتے اور بیک وقت سب کی سنتے۔ اسی وقت مصنفین بھی اپنی تصنیف دکھاتے اور زبانی سوال کرنے والوں کو بھی اجازت تھی کہ جو کہنا چاہیں کہیں اور جو سنانا ہو سنائیں۔ اتنی

آوازوں میں اس قدر جدا گانہ باتیں اور صرف ایک ذات کو سب کی طرف توجہ فرمانا، جوابات کی تصحیح و تصدیق اور اصلاح، مصنفین کی تائید و تصحیح اغلاط، زبانی سوالات کے تشفی بخش جوابات عطا ہو رہے ہیں۔ اور فلسفیوں کے اس خبط لَا یَصْدُرُ عَنِ الْوَاحِدِ اِلَّا الْوَاحِد (ایک ہستی سے ایک وقت میں ایک ہی چیز صادر ہو سکتی ہے) کی دھجیاں اڑ رہی ہیں۔ جس ہنگامۂ سوالات وجوابات میں بڑے بڑے اکابر علم وفن سر تھام کر چپ ہو جاتے ہیں کہ کس کس کی سنیں اور کس کس کی نہ سنیں، وہاں سب کی شنوائی ہوتی تھی اور سب کی اصلاح فرمادی جاتی تھی، یہاں تک کہ ادبی خطا پر بھی نظر پڑ جاتی تھی اور اس کو درست فرمادیا کرتے تھے۔

**تصانیف :-** آپ کی تصانیف بے شمار ہیں چودہ سال کی عمر سے آپ نے مسلسل لکھنا شروع کیا اور آخری دم تک لکھتے رہے اس عرصہ کے دوران آپ نے تقریباً ایک ہزار کے قریب کتابیں لکھیں جن میں چھوٹی بڑی کتب اور رسائل سبھی شامل ہیں جو موضوع کے اعتبار سے مختلف علوم پر محیط ہیں۔

آپ کی سب سے بڑی کتاب فتاویٰ رضویہ ہے جو بارہ جلدوں میں ہے۔ جس میں مسائل کو بڑی خوبی سے بیان کیا گیا ہے پڑھنے والے حضرات فوراً مسئلہ کی تہ تک پہنچ جاتے ہیں۔

تصنیف و تالیف کا زیادہ کام آپ نے عمر کے آخری حصے میں کیا اس کے بارے میں حضرت سید ابوبرکات فرماتے ہیں کہ جب اعلیٰ حضرت کی عمر ۵۰ برس ہو گئی تو آپ نے اپنی تمام تر توجہ تصنیف و تالیف کی طرف مبذول کر دی اور اسی زمانے میں آپ نے زیادہ کتب تحریر کی ہیں۔

**تحریک پاکستان کی حمایت :-** اعلیٰ حضرت اور آپ کے ساتھیوں نے تحریک پاکستان کے سلسلے میں دو قومی نظریے کا پوری طرح پرچار کیا آپ کے خلفاء صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی اور حضرت سید محمد محدث کچھوچھوی نے تحریک پاکستان کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لیے آل انڈیا سنی کانفرنس کی بنیاد رکھی اور بعد ازاں اس پلیٹ فارم سے انھوں نے تحریک پاکستان کے لیے بہت کام کیا۔

**اخلاق وعادات:۔** اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نائب غوث الاعظم مولانا احمد رضا خان بریلوی قدس سرہٗ نہایت عمدہ اور اچھے اخلاق وعادات کے مالک تھے۔ پوری زندگی حبِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں گزری۔ اپنی ذات کے لیے نہ کبھی کسی سے انتقام لیا نہ کبھی شکایت کی۔ اللہ عزوجل اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا معاملہ ہوتا تو کسی سے ہرگز رعایت نہ کرتے۔ نماز پنجگانہ باجماعت نہایت اہتمام سے ادا کرتے۔ حتیٰ کہ شدید بیماری کی حالت میں بھی کرسی پر بیٹھ کر مسجد میں آتے اور جماعت سے نماز ادا فرماتے۔ فرض نماز عمامے اور انگرکھے کے بغیر ہرگز نہ ادا فرماتے۔ ایک موقع پر شدید علالت کی وجہ سے نماز میں قرأۃ دشوار ہوگئی تو آپ فرائض اور سنن کسی اور کی اقتداء میں ادا کرتے۔ فرض روزوں کے علاوہ نفلی روزے بھی رکھتے۔ ایک دفعہ رمضان شریف میں طبیعت سخت علیل ہوگئی۔ طبیبوں کے کہنے کے باوجود آپ نے روزہ افطار نہ کیا۔ روزے کی برکت سے صحت بھی حاصل ہوگئی۔

آپ رات کو سوتے وقت اقدس "محمد" صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل میں استراحت فرماتے سلام کرنے میں ہمیشہ پہل کرتے۔ کسی چیز کے دینے اور لینے میں ہمیشہ دایاں ہاتھ بڑھاتے۔ کبھی قہقہہ نہ لگاتے صرف تبسم فرماتے۔ قبلہ کی طرف کبھی پاؤں دراز نہ کرتے اور نہ ادھر منہ کر کے تھوکتے۔ آہستہ آہستہ چلتے۔ اکثر نگاہیں نیچی رکھتے۔ ایک پاؤں دوسرے پاؤں پر رکھ کر بیٹھنے کو ناپسند فرماتے۔ آپ جب کوئی حدیث یا آیت کریمہ بیان کر رہے ہوتے تو قطع کلام کرنے والے کو ادب سکھاتے۔ نہایت سخی اور سیر چشم تھے۔ جو دروازے پر آتا خالی نہ جاتا۔ غریبوں ناداروں، طالب علموں، یتیموں اور بیواؤں کے وظائف مقرر تھے۔ بیرونی ضرورت مندوں کو بذریعہ منی آرڈر رقمیں بھیجتے۔ روپیہ پیسہ جمع نہ رکھتے، فوراً تقسیم فرمادیتے، ایک دفعہ آپ نے فرمایا کہ میں نے کبھی ایک پیسہ بھی زکوٰۃ کا نہیں دیا کیونکہ میرے پاس کبھی اتنی رقم جمع ہی نہیں ہوئی کہ سال گزر جانے کے بعد اس پر زکوٰۃ واجب ہو۔

**وصال:۔** آپ کا وصال ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ بمطابق ۱۹۲۱ء جمعۃ المبارک کو دن کے ۲ بج کر ۳۸ منٹ پر عین اذان کے وقت ہوا آپ کے چاہنے والوں کو بے حد صدمہ ہوا وصال کے بعد آپ کے جنازہ کو بصد احترام بریلی شریف میں دفن کر دیا گیا۔ جہاں آپ کا مزار اقدس مرجع خلائق ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۰ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ ۰

## مسئلہ ۔ جانوروں کی حرمت ۲ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ کھانا جھینگہ کا درست ہے یا نہیں ؛ مکروہ ہے یا حرام ؛ مع دستخط ومہر کے جواب تحریر فرمائیے ۔

ہمارے مذہب میں مچھلی کے سوا تمام دریائی جانور مطلقاً حرام ہیں۔ تو جن بعض کے خیال میں جھینگہ مچھلی کی قسم سے نہیں ان کے نزدیک حرام ہوا ہی چاہیئے مگر فقیر نے کتب لغت وطب وکتب علم حیوان میں بالاتفاق اسی کی تصریح دیکھی کہ وہ مچھلی ہے۔ قاموس میں ہے :

## الجواب

| | |
|---|---|
| الاربیان بالکسر سمك کالدود۔ | اربیان ہمزہ کے زیر کیساتھ ایک مچھلی ہے مکوڑے کی طرح ۔ |

صحاح وتاج العروس میں ہے ؛

| | |
|---|---|
| الاربیان بیض من السمك کالدود ویکون بالبصرۃ | اربیان مکوڑے کی طرح سفید مچھلی ہوتی ہے جو بصرہ میں پائی جاتی ہے۔ |

صراح میں ہے ؛

| | |
|---|---|
| اربیان نوعی از ماہی ست | اربیان ایک قسم کی مچھلی ہے۔ |

منتہی الارب میں ہے ؛

| | |
|---|---|
| اربیان نوعی از ماہی ست کہ آنرا بہندی جھینگا می گویند۔ | اربیان مچھلی کی ایک قسم ہے جس کو اردو میں جھینگا کہتے ہیں۔ |

مخزن میں ہے :

| | |
|---|---|
| روبیان وار بیان نیز آمدہ بفارسی ماہی روبیاں وماہی میک وبہندی جھینگا مچھلی نامند | روبیان کو اربیان بھی کہتے ہیں فارسی میں روبیاں مچھلی اور میک مچھلی اور ہندی میں اس کا نام جھینگا مچھلی ہے۔ |

تحفۃ المومنین میں ہے :

| | |
|---|---|
| بفارسی ماہی روبیان نامند | فارسی میں مچھلی کا نام روبیان ہے۔ |

تذکرۂ داؤد انطاکی میں ہے :

| | |
|---|---|
| روبیان اسم نصرب من السمك يكثر بحر العراق و القام احمر كثير الا رجل نحو السرطان لكنه اكثر لحما. | روبیان ایک قسم کی مچھلی کا نام ہے جو عراق اور قام کے سمندر میں بکثرت پائی جاتی ہے۔ سرخی مائل کیکڑے کی طرح بہت سے پاؤں والی لیکن اس میں گوشت زیادہ ہوتا ہے۔ |

حیاۃ الحیوان الکبریٰ میں ہے :

| | |
|---|---|
| ۲ الروبیان هو سمك صغير جدا احمر | روبیان بہت چھوٹی مچھلی ہے اور وہ بہت سرخ ہوتی ہے۔ |

تو اس تقدیر پر حسب اطلاق متون وتصریح معراج الدرایۃ مطلقاً حلال ہونا چاہیئے کہ متون میں جمیع انواع سمک حلال ہونے کی تصریح ہے :

| | |
|---|---|
| والطانی ليس نوعا براسه بل وصف يعترى كل نوع | اور طافی کوئی خاص قسم نہیں بلکہ ایک وصف ہے جس کی طرف ہر نوع کی نسبت ہوتی ہے۔ |

اور معراج میں صاف فرمایا کہ ایسی چھوٹی مچھلیاں جن کا پیٹ چاک نہیں کیا جاتا اور بے آلائش نکالے بھون لیتے ہیں امام شافعی کے سوا سب آئمہ کے نزدیک حلال ہیں۔ ردالمحتار میں ہے وفی معراج الدرایہ :

| | |
|---|---|
| ولو وجدت سمكة فى حوصلة طائر تؤكل وعند الشافعى | اگر تو پرندہ کی پوٹہ میں مچھلی پائے تو کھائی جائے گی اور امام شافعی کے نزدیک |

لا تؤكل لانه كالرجيع ورجيع الطائر عنده نجس وقلنا انما يعبر رجيعا اذا تغير وفي السمك الصغار التي تقلى من غير ان يشتق جوفه فقال اصحابه لا يحل اكله لان رجيعه نجس وعند سائر الائمة يحل

کھانا جائز نہیں کیونکہ وہ بیٹھ کی طرح ہے امام شافعی کے نزدیک پرندہ کی بیٹھ ناپاک ہے اور ہم کہتے ہیں بیٹ اس وقت ہوگی جبکہ وہ چیز بدل گئی۔ اور وہ چھوٹی مچھلیاں جن کا پیٹ چاک کیے بغیر انہیں پکایا جاتا ہے، شوافع کہتے ہیں ان کا کھانا حلال نہیں کیونکہ پرندہ کی بیٹ نجس ہے اور تمام ائمہ کے نزدیک حلال ہے

مگر فقیر نے جواہر اخلاطی میں تصریح دیکھی کہ ایسی چھوٹی مچھلیاں سب مکروہ تحریمی ہیں اور یہ کہ یہی صحیح تر ہے۔

حيث قال السمك الصغار كلها مكروهة كراهة التحريم هو الاصح۔

جبکہ کہا ہے تمام چھوٹی مچھلیاں مکروہ تحریمی ہیں۔ یہی بات زیادہ صحیح ہے۔

جھینگے کی صورت عام مچھلیوں سے بالکل جدا اور گنگچے وغیرہ کیڑوں سے بہت مشابہ ہے اور لفظ ماہی غیر جنس سمک پر بھی بولا جاتا ہے۔ جیسے ماہی سقنقور، حالانکہ وہ ناکے کا بچہ ہے کہ سواحل نیل پر خشکی میں پیدا ہوتا ہے۔ اور ہمارے ائمہ سے حلت روبیان میں کوئی نص معلوم نہیں۔ ور مچھلی بھی ہے تو یہاں کے جھینگے ایسے ہی چھوٹے ہیں جن پر جواہر اخلاطی کی وہ تصحیح دارد ہوگی۔ بہر حال ایسے شبہ و اختلاف سے بے ضرورت بچنا ہی اولیٰ ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ عبدالمذنب احمد رضا
عفی عنہ بمحمدن المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

## مسئلہ ۲۔ لفظِ ندا اور وسیلہ کا ثبوت اور دلائل ۳ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے فحول و مفتیان ذوی العقول اس مسئلہ میں کہ کہنا "یا رسول اللہ" "یا ولی اللہ" کا جائز ہے یا نہیں؟ اور مدد چاہنا پیغمبران اور ولی اللہ سے اور حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو "یا مشکل کشا علی" وقت مصیبت کے کہنا جائز ہے یا نہیں؟ اس کا جواب

مع دستخط کے مرحمت فرمائیے تاکہ میں صاف صاف لوگوں کو سمجھا دوں۔ اور عربی آیت و حدیث جہاں آئے اس کا ترجمہ زبان اُردو تحریر فرمایا جاوے۔ بینوا توجروا۔

**الجواب**: جائز ہے جبکہ انہیں بندۂ خدا اور اس کی بارگاہ میں وسیلہ جانے اور انہیں باذن الٰہی والمدبّرات امراً اسے مانے اور اعتقاد کرے کہ بے حکم خدا ذرہ نہیں مل سکتا۔ اور اللہ عزوجل کے دیئے بغیر کوئی ایک حبہ نہیں دے سکتا۔ ایک حرف نہیں سن سکتا۔ پلک نہیں ہلا سکتا۔ اور بے شک سب مسلمانوں کا یہی اعتقاد ہے۔ اس کے خلاف کا ان پر گمان محض بدگمانی و حرام ہے اور ایسے سچے اعتقاد کے ساتھ ندا کرنا بلاشبہ جائز ہے۔

جامع ترمذی شریف وغیرہ کی حدیث میں ہے خود حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک نابینا کو یہ دعا تلقین فرمائی کہ نماز کے بعد یوں نہیں:

| | |
|---|---|
| یا محمّد انی اتوجّہ بك الی | یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں حضور کے وسیلے سے |
| ربی فی حاجتی ھذہ لیقضی | اپنے رب کی طرف اپنی حاجت کیلئے متوجہ |
| لی۔ | ہوتا ہوں تاکہ میری یہ حاجت پوری ہو۔ |

اور بعض روایات میں ہے:

| | |
|---|---|
| لتقضی لی یارسول اللہ | تاکہ حضور میری یہ حاجت پوری کرا دیں۔ |

ان نابینا نے بعد نماز یہ دعا کی، فوراً آنکھیں کھل گئیں۔

طبرانی وغیرہ کی حدیث میں ہے عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت میں حضرت عثمان بن حنیف صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ دعا ایک صحابی یا تابعی کو بتائی۔ انہوں نے بعد نماز یوں ہی ندا کی کہ یا رسول اللہ میں حضور کے وسیلے سے اس حاجت میں اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کرتا ہوں۔ ان کی حاجت بھی پوری ہوئی۔ پھر علماء ہمیشہ اسے قضائے حاجات کے لیے لکھتے آئے۔ نیز حدیث میں ہے:

| | |
|---|---|
| اذا ارادعونا فلینا داعینونی | جب استعانت کرنا اور مدد لینا چاہے |
| یا عباد اللہ۔ | تو پکارے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔ |

فتاویٰ خیریہ میں ہے۔

| | |
|---|---|
| قولھم یا شیخ عبد القادر | یا شیخ عبد القادر کہنا ندا ہے۔ اس کے |
| نداء فما الموجب لحرمتہ | حرام ہونے کا کیا سبب ہے۔ |

فقیر نے اس بارے میں ایک مختصر رسالہ "انوار الانتباہ فی حل نداء یا رسول اللہ" لکھا۔ وہاں دیکھیے کہ زمانہ رسالت سے ہر قرن و زمانہ کے ائمہ و علما و صلحا میں وقت مصیبت محبوبان خدا کو پکارنا کیسا شائع ذائع رہا ہے۔ وہابیہ کے طور پر معاذ اللہ صحابہ سے آج تک وہ سب بزرگان دین مشرک ٹھیرتے ہیں۔ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا
عفی عنہ بمحمدن المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

## مسئلہ ۳: ناپسندیدہ لباس اور نماز

۴ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے احناف، رحم کرے اللہ تعالیٰ آپ لوگوں پر اور برکت دے علم میں کہ فیض پہنچاتے ہیں علم سے اپنے خلائق کو اس قول میں کہ وردی جو کہ سپاہی پولیس کے پہنتے ہیں اور دھوتی جو کہ کفار پہنتے ہیں اس کو پہن کر نماز مکروہ ہے یا کہ مکروہ تحریمی؟ بینوا توجروا۔

**الجواب:** وہ وردی پہن کر نماز مکروہ ہے خصوصاً جبکہ سجدہ بروجہ مسنون سے مانع ہو۔ فتاویٰ امام قاضی خاں میں ہے:

| | |
|---|---|
| الاسکاف او الخیاط اذا ستؤجر | موچی اور درزی جب کسی ایسی چیز کے بنانے |
| علی خیاط شیئ من ذی الفساق | کا اجارہ کرے جو فاسقوں کا لباس ہے اور |
| ویعطی لہ فی ذٰلک کثیر الاجر لا | اس کے بدلے اجرت بھی زیادہ ملے تو اسے |
| یستحب لہ ان یعمل لانہ | وہ کام نہ کرنا مستحب ہے کیونکہ اس کام کا کرنا |
| اعانۃ علی المعصیۃ۔ | گناہ پر مدد کرنا ہے۔ |

اور دھوتی باندھ کر بھی مکروہ ہے کہ اگر لباس ہنود وغیرہ نہ ہو تو کپڑے کا پیچھے گھرسنا ہی نماز کو مکروہ کرنے کے لیے بس ہے:

| | |
|---|---|
| لنهیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ | حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کپڑے |
| وسلم عن کف ثوب او شعر | اور بال سمیٹنے کو منع فرمایا۔ |

لانگ پیچھے نہ گھرسیں تو وہ دھوتی نہیں تہبند ہے۔ اور اس میں کچھ کراہت نہیں بلکہ سنت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم

کتبـــــــہ
عبدہ المذنب احمد رضا
عفی عنہ بمحمدن المصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

## مسئلہ۔ کافر کا جھوٹا کھانے سے پرہیز ۶ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے اہلسنت کہ جھوٹا کافر کا پاک ہے یا ناپاک ؟ اگر کوئی کافر سہوًا یا قصدًا حقہ یا پانی پی لے کیا حکم ہے ؟ ترجمہ بزبان اُردو ضرور بالضرور ہر مسئلہ میں تحریر فرماتے جائیے تاکہ عام لوگ بخوبی سمجھ لیا کریں۔ بینوا توجروا کثیرا۔

**الجواب :** کافر ناپاک ہیں۔ قال اللہ تعالیٰ :

| | |
|---|---|
| انما المشرکون نجس۔ | بیشک کافر ناپاک ہیں۔ |

یہ ناپاکی ان کے باطن کی ہے۔ پھر اگر شراب وغیرہ نجاستوں کا اثر ان کے منہ میں باقی ہو تو ناپاکی ظاہری بھی موجود ہے اور اس وقت ان کا جھوٹا ضرور ناپاک ہے اور حقہ وغیرہ جس چیز کو ان کا لعاب لگ جائے گا ناپاک ہو جائے گی۔ تنویر الابصار میں ہے :

| | |
|---|---|
| سو رشارب خمر فور شربھا | شراب پینے کے بعد شرابی کا جھوٹا اور |
| و ھرۃ فور اکل فارۃ نجس۔ | چوہا کھانے کے بعد بلی کا جھوٹا ناپاک ہے۔ |

یونہی اگر کافر شراب خور کی مونچھیں بڑی بڑی ہوں کہ شراب مونچھ کو لگ گئی۔ تو جب تک مونچھ دُھل نہ جائے گی پانی وغیرہ جس چیز کو لگے گی ناپاک کر دے گی۔ در مختار میں ہے :

| | |
|---|---|
| لو شاربہ طویلا لا یستوعبہ | اگر اس کی مونچھیں اتنی لمبی ہوں کہ ان تک زبان |
| اللسان فنجس ولو بعد زمان۔ | نہ پہنچ سکے تو نجس ہے اگرچہ کچھ دیر کے بعد ہی پیے۔ |

اور اگر ظاہری نجاستوں سے بالکل جدا ہو تو اس کے جھوٹے کو اگرچہ کُتّے کے جھوٹے

کی طرح ناپاک نہ کہا جائے گا:

فی التنویر والدر سور آدمی مطلقًا ولو جنبا او کافرا طاھر الفم طاھر اھ

تنویر اور در میں ہے مطلقًا آدمی کا جھوٹا پاک ہے اگرچہ جنبی ہو یا کافر ہو بشرطیکہ اس کا منہ پاک ہو۔

مختصر اگر ہر چیز کہ ناپاک نہ ہو طیب و بے دغدغہ ہونا ضرور نہیں۔ رینٹھ بھی تو ناپاک نہیں، پھر کون عاقل اسے اپنے لب و زبان سے لگانے کو گوارا کرے گا؟ کافر کے جھوٹے سے بھی بحمد اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ایسی ہی نفرت ہے۔ اور یہ نفرت ان کے ایمان سے ناشی ہے:

وفی رفعه عن قلوبهم اسقاط شناعة الکفرة عن اعینهم او تخفیفها وذٰلك غش بالمسلمین وقد صرح العلماء کما فی العقود الدریة وغیرها ان المفتی انما یفتی بما یقع عنده من المصلحة ومصلحة المسلمین فی ابقاء النفرة عن الکفرة لا فی القائها

اور ان کے دلوں سے اس کے اٹھانے میں ان کی آنکھوں سے کفار کی برائی دور کرنا ہے یا کم کرنا۔ اور یہ مسلمانوں کے ساتھ دھوکا ہے اور محقق علماء نے تصریح کی ہے جیسا کہ عقود دریہ وغیرہ میں ہے بیشک مفتی وہ فتویٰ دے جس میں مفتی کے نزدیک مسلمانوں کا بھلائی ہو۔ اور مسلمانوں کا بھلا کافروں سے نفرت باقی رکھنے میں یہی ہے نہ کہ اس نفرت کے ختم کرنے میں۔

ولہٰذا جو شخص دانستہ اس کا جھوٹا کھائے پیے مسلمان اس سے بھی نفرت کرتے ہیں۔ وہ مطعون ہوتا ہے۔ اس پر محبت کفار کا گمان ہو جاتا ہے۔ اور حدیث میں ہے:

من کان یؤمن باللّٰہ والیوم الاٰخر فلا یقف مواقف التھم

جو اللہ تعالیٰ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو وہ تہمت کی جگہ کھڑا نہ ہو۔

متعدد حدیثوں میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ایاك وما یسوء الاذن

اس بات سے بچ جو کان کو بری لگے۔

رواہ الامام احمد عن ابی الغادیۃ والطبرانی فی الکبیر وابن سعد فی الطبقات والعسکری فی الامثال وابن مندۃ فی المعرفۃ والخطیب فی المؤتلف کلھم عن ام الغاویۃ عمۃ العاص بن عمرو الطفاوی وعبد اللہ بن احمد الامام فی زوائد المسند وابونعیم وابن مندۃ کلاھما فی المعرفۃ عن العاص المذکور مرسلا وابونعیم فیھا عن حبیب بن الحارث رضی اللہ تعالٰی عنھم۔

نیز بہت حدیثوں میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ایاك وکل امر یعتذ رمنہ۔ ہر اس بات سے بچ جس کا عذر کرنا پڑے۔

رواہ الضیاء فی المختارۃ والدیلمی کلاھما بسند حسن عن انس والطبرانی فی الاوسط عن جابر وابن بنیع ومن طریقۃ العسکری فی امثالہ والقضاعی فی مسندہ معًا والبغوی ومن طریقۃ الطبرانی فی اوسطہ والمخلص فی السادس من فوائدہ وابومحمد الابراھیمی فی کتاب الصلوۃ وابن البخار فی تاریخہ کلھم عن ابن عمر والحاکم فی صحیحہ والبیھقی فی الزھد والعسکری فی الامثال وابونعیم فی المعرفۃ عن سعد ابی وقاص واحمد وابن ماجۃ بسند احسن وابن عساکر عن ابی ایوب الانصاری کلھم رافعیہ الی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم والبخاری فی تاریخہ والطبرانی فی الکبیر وابن مندۃ عن سعد بن عمارۃ من قولہ رضی اللہ تعالٰی عنھم اجمعین۔

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:

بشروا ولا تنفروا رواہ الائمۃ احمد والبخاری ومسلم والنسائی عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ۔ بشارت دو اور وہ کام نہ کرو جس سے لوگوں کو نفرت پیدا ہو۔

پھر اس میں بلا وجہ شرعی فتح باب غیبت ہے اور غیبت حرام (فما ادّی الیہ فلا اقل ان یکون مکروھا) ۔ تو دلائل شرعیہ واحادیث صحیحہ سے ثابت ہُوا کہ کافر کے جھوٹے سے احتراز ضرور ہے:

| | |
|---|---|
| وکم من حکم مختلف باختلاف | اور بہت سے احکام وقت اور جگہ کے |
| الزمان بل والمکان کما تشھد | بدلنے سے مختلف ہو جاتے ہیں اس |
| بہ فروع جمعہ فی کتب الائمۃ | کی شہادت وہ فروعی مسائل ہیں |
| ھذا ما عندی وبہ افتیت | جو کتب ائمہ میں جمع ہیں۔ یہ وہ ہے جو میرے |
| مرارا واللہ ربی علیہ معتمدی | پاس ہے اور میں نے اس کے ساتھ کئی بار |
| والیہ مستندی واللہ سبحانہ | فتویٰ دیا ہے اور اللہ تعالیٰ میرا رب ہے |
| وتعالیٰ اعلم۔ | اسی پر میرا بھروسہ ہے اور اسی کی طرف میری |

سند ہے۔ اور اللہ پاک و بلند خوب جانتا ہے۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ

بمحمدن المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

## مسئلہ سہواً فرض کی نیت کی بجائے سنت کی نیت

۷، ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین متین کہ ایک شخص نماز ظہر کی پڑھنے کھڑا ہوا اور اس نے بعد چار سنت پڑھنے کے سہواً پھر چار سنت کی نیت باندھ لی اور اس کو چار فرض پڑھنا چاہیے تھے۔ جس وقت کہ وہ دو رکعت نماز ادا کر چکا اس کو خیال ہوا کہ اب مجھ کو فرض پڑھنا تھے۔ پس اس نے اپنے دل میں فرضوں کی نیت باندھ لی کہ میں فرض پڑھتا ہوں۔ اور اس نے دو رکعت پیشتر کی بہ نیت سہواً سنت ادا کی اور دو رکعت آخر کی بہ نیت فرض کے خالی الحمد کے ساتھ پڑھی۔ درایں صورت کہ اب اس کی نماز فرض ہوئی یا سنت بینوا توجروا؟

**الجواب:** یہ نماز فرض ہوئی نہ سنت۔ فرض تو یوں نہ ہوئے کہ پہلی دو رکعتوں میں نیت فرض کی نہ کی تھی اور فعل کے بعد نیت کا اعتبار نہیں۔ فی الدر المختار لا عبرۃ بنیۃ متاخرۃ عنھا علی المذھب۔ اور دو رکعت اخیر میں اگر فرض کی نیت اس نے تیسری رکعت کی پہلی تکبیر کے وقت بحال قیام نہ کی جب تو یہ نیت ہی لغو ہے۔ اور اگر اس وقت کی تو اب وہ پہلی نیت سے نماز فرض کی طرف منتقل ہو گیا۔ اگر چار پوری پڑھ لیتا

فرض ہو جاتے۔ مگر اس نے دو پر قطع کر دی لہٰذا یہ بھی فرض نہ ہوئے۔

فی الدر المختار یفسدها انتقاله من صلوٰۃ الی مغایرتها فی رد المحتار بان ینوی بقلبه مع التکبیرات الانتقال المذکور قال فی النهر بان صلی رکعة من الظهر مثلا ثم افتتح العصر او التطوع بتکبیرة فان کان صاحب ترتیب کان شارعا فی التطوع عندهما خلافا لمحمد او لم یکن بان سقط للضیق او للکثرة صح شروعه فی العصر لانه نوی تحصیل ما لیس بحاصل فخرج عن الاول فمناط الخروج عن الاول صحة الشروع فی المغایر ولو من وجه الخ

درمختار میں ہے فاسد کرتا ہے نماز کو انتقال اس کا ایک نماز سے دوسری نماز کی طرف جو پہلی نماز کے مغائر ہو۔ شامی میں ہے جیسے آدمی اپنے دل کے ساتھ نیت کرے تکبیرات کے ساتھ انتقال مذکور کی مصنف نہر نے کہا ہے جیسے نمازی نے ظہر کی مثلاً ایک رکعت پڑھی پھر عصر شروع کر دی یا نفل تکبیر کے ساتھ شروع کر دیے پس اگر وہ صاحب ترتیب ہے شیخین کے نزدیک وہ نفل شروع کرنے والا ہے۔ امام محمد کا اختلاف ہے یا نہیں ہوا ساقط ہوئی بوجہ تنگی وقت کے یا واسطے کثرت کے درست ہے شروع ہونا اس کا عصر میں کیونکہ اس نے ایسی چیز کے حاصل کرنے کی نیت کی ہے جو اسے حاصل نہیں پس پہلی نماز سے نکل گیا پس پہلی نماز سے نکلنے کا دار و مدار صحت شروع ہے پہلی نماز سے مغائر نماز میں اگرچہ تغائر من وجہ ہو۔

اور سنت نہ ہونا ظاہر ہے کہ سنتیں تو پڑھ چکا ہے بلکہ اگر سنتیں نہ پڑھی ہوتیں اور تیسری یا کسی رکعت کی تکبیر اول کے وقت نیت فرض کی کر لیتا جب بھی سنتیں نہ ہوتیں کہ وہ اس نیت کے سبب فرض کی طرف منتقل ہو گیا۔ بہرحال یہ رکعتیں نفل ہوئیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ

بمحمدن المصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

# مسئلہ۔ فرض کی آخری دو رکعتوں میں سہواً سورت پڑھنا

۸ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نماز فرض پڑھتا ہے اور اس نے سہواً پچھلی دو رکعت میں بھی بعد الحمد کے ایک ایک سورت پڑھی۔ بعدہٗ سلام پھیرا۔ اب اس کی نماز فرض ہوئی یا سنت؟ جیسا ہو ویسا ہی معہ دستخط مُہر کے ارقام فرمائیے۔ اور اگر وہ سجدۂ سہو کر لیتا تو اس کی نماز فرض ہو جاتی یا نہیں؟

**الجواب:** فرض ہوئے اور نماز میں کچھ خلل نہ آیا۔ اس پر سجدۂ سہو تھا۔ بلکہ اگر قصداً بھی فرض کی پچھلی رکعتوں میں سورۃ ملائے تو کچھ مضائقہ نہیں صرف خلاف اولیٰ ہے بلکہ بعض ائمہ نے اس کے مستحب ہونے کی تصریح فرمائی۔ فقیر کے نزدیک ظاہراً یہ استحباب تنہا پڑھنے والے کے حق میں ہے۔ امام کے لیے ضرور مکروہ ہے۔ بلکہ مقتدیوں پر گراں گزرے تو حرام۔ درمختار میں ہے:

| | |
|---|---|
| ضم سورۃ فی الاولیین من الفرض وھل یکرہ فی الاخریین المختار لا۔ | فرضوں کی دو پہلی رکعتوں میں سورۃ کا ملانا فرض ہے۔ اور کیا پچھلی دو رکعتوں میں مکروہ ہے؟ مختار یہ ہے کہ مکروہ نہیں۔ |

ردالمحتار میں ہے:

| | |
|---|---|
| ای لایکرہ تحریما بل تنزیھا لانہ خلاف السنۃ قال فی المنیۃ وشرحھا فان ضم السورۃ الی الفاتحۃ ساھیا تجب علیہ سجدتا السھو فی قول ابی یوسف لتاخیر الرکوع عن محلہ وفی اظھر الروایات لاتجب لان القراءۃ فیھما مشروعۃ | یعنی مکروہ تحریمی نہیں بلکہ تنزیہی ہے کیونکہ یہ خلاف سنت ہے۔ یہ منیہ اور اس کی شرح میں کہا ہے پس اگر ملایا اس نے سورۃ کو ساتھ فاتحہ کے بھول کر تو واجب ہوگا اس پر سجدہ سہو ابی یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول میں رکوع میں تاخیر کی بنا پر اور اظہر روایات میں سجدہ سہو واجب نہیں ہے۔ اس لیے کہ قراءت ان دونوں رکعتوں میں مشروع |

من غير تقدير والاقتصار على
الفاتحة مسنون لا واجب اه
وفی البحر عن فخر الاسلام ان
السورة مشروعة فی الاخريين
نفلا وفی الذخيرة انه المختار
وفی المحيط هو الاصح اه والظاهر
ان المراد بقوله نفلا بجواز
المشروعية بمعنى عدم الحرمة
فلا ينافی كونه خلاف الاولى
كما افاده فی الحلية اه ما فی رد
المحتار۔ اقول لفظ الحلية ثم
الظاهر اباحتها كيف لا وقد
تقدم من حديث ابی سعيد
الخدری فی صحيح المسلم وغيره
انه صلی الله تعالٰی عليه وسلم
كان يقرؤ فی صلوٰة الظهر فی
الركعتين الاوليين قدر ثلثين
اٰية وفی الاخريين قدر خمسة
عشر اٰية اوقال نصف ذلك.
فلا جرم ان قال فخر الاسلام فی
شرح جامع الصغير واما السورة
فانها مشروعة نفلا فی
الاخريين حتى قلنا فيمن قرء

ہے بغیر کسی خاص طریقے کے صرف سورہ فاتحہ
پڑھنا سنت ہے، واجب نہیں۔
بحر میں فخر الاسلام سے روایت ہے کہ فاتحہ
کے ساتھ سورۃ کا ملانا نفل کی پچھلی دو رکعتوں
میں جائز ہے۔ اور ذخیرہ میں ہے وہی مختار
ہے۔ اور محیط میں ہے یہی زیادہ صحیح ہے
اور ظاہر یہ ہے کہ فخر الاسلام کے قول میں
نفلًا قرارت کے جائز ہونے سے مراد عدم
حرمت ہے۔ پس یہ قول قرارت فی الاخریین
کے خلاف اولی ہونے کے مخالف نہیں۔
جیسا کہ حلیہ میں یہ بیان کیا ہے۔ رد المحتار
کی عبارت تمام ہوئی۔ میں کہتا ہوں لفظ حلیہ
کا پھر ظاہر قرارت کا جواز ہے جواز کیسے
نہ ہو جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے ابی سعید خدری رض
کی حدیث سے صحیح مسلم وغیرہ میں بیشک نبی
صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے صلوٰۃ ظہر کی
پہلی دو رکعتوں میں تیس آیتوں کا کی برابر
اور پچھلی دو رکعتوں میں پندرہ آیتوں کی برابر
یا کہا نصف اس کا پس اس لیے فخر الاسلام
نے جامع صغیر کی شرح میں کہا ہے کہ سورۃ
کا نفل کی پچھلی دو رکعتوں میں پڑھنا جائز
ہے جیسا کہ ہم نے اس آدمی کے بارہ
میں کہا ہے جو پچھلی دو رکعتوں میں سورت

في الاخريين لم يلزمه سجدة
السهو انتهى. ثم يمكن ان
يقال الاولى عدم الزيادة و
يحمل على الخروج مخرج البيان
لذالك الحديث ابى قتادة رضى
الله تعالى عنه (يريد ما تقدم
برواية الصحيحين) ان النبى
صلى الله تعالى عليه وسلم كان
يقرؤ فى الظهر فى الاوليين
بام القرآن وسورتين، وفى
الركعتين الاخريين بام الكتب
الحديث قول المصنف المذكور
(اى ولا يزيد عليهما شيئا) و
قول غير واحد من المشائخ
كما فى الكافى وغيره ويقرؤ
فيهما بعد الاوليين الفاتحة
فقط ويحمل على بيان مجرد
الجواز حديث ابى سعيد رضى
الله تعالى عنه قول فخر الاسلام
فان النبى صلى الله تعالى عليه
وسلم يفعل الجائز فقط فى
بعض الاحيان تعليما للجواز وغيره
من غير كراهة فى حقه صلى الله

پڑھے اس پر سجدہ سہو لازم نہیں آتا انتہی۔
پھر ممکن ہے کہ یہ کہا جائے زیادہ نہ کرنا بہتر
ہے اور حمل کیا جائے مخرج بیان پر واسطے
حدیث قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے۔
اس سے صحیحین کی وہ حدیث مراد ہے جو پہلے گزر
چکی ہے روایت کے ساتھ) کہ
تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے
ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ اور
دو سورتیں (ہر رکعت میں ایک سورت) اور
ظہر کی پچھلی دو رکعتوں میں صرف سورۃ
فاتحہ الحدیث۔ قول مصنف مذکور کا۔
(یعنی زیادہ نہ کرے ان دونوں کے
اوپر کوئی شے) اور بہت سے مشائخ
نے بھی یہی لکھا ہے پہلی دو رکعتوں
کے بعد آخری دو رکعتوں میں صرف
الحمد پڑھے اور قیاس کیجائے گی یہ صرف جواز کیلئے
حدیث ابی سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کی۔ اور قول فخر الاسلام کا یہ کہ
نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بعض
اوقات صرف جائز کام کرتے ہیں
تعلیم جواز کے لیے بغیر کراہت کے
کے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
حق میں جیسا کہ اکثر حالت میں

تعالیٰ علیہ وسلم کما یفعل
الجائز الاولیٰ فی غالب الاحوال
والنفل لا ینافی عدم الاولویۃ
فیندفع بھٰذا اما عساہ یخال
من المخالفۃ بین الحدیثین
المذکورین وبین اقوال المشائخ
واللّٰہ سبحانہ اعلم اھ ولعلک
لا یخفی علیک ان حمل المشروع
نفلا علی المکروہ تنزیھا
مستبعد جدّا وقراءۃ السورۃ
فی الاخریین لیست فعلا مستحبًا
مستقلا یعتبر بدعدم الاولویۃ
لعارض کصلوٰۃ نافلۃ مع بعض
المکروھات وانما المستفاد
من النفلیۃ ھھنا فیما یظھر ھو
استحباب فعلھا فکیف یجامع
عدم الاولویۃ والذی یظھر
للعبد الضعیف ان سنۃ الاقتصار
علی الفاتحۃ انما تثبت عن المصطفیٰ
صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم فی الامامۃ
فانہ لم یعھد منہ صلی اللّٰہ تعالیٰ
علیہ وسلم صلوٰۃ مکتوبۃ الا
اماما الا نادرا فی غایۃ الندرۃ

جائز اولیٰ کو کرتے اور نفل میں اولیٰ بہتر کو
ترک کرنے میں حرج نہیں پس اس توجیہ سے وہ
اعتراض رفع ہو جاتا ہے جو خیال کیا
جا سکتا ہے کہ دو حدیثوں کے درمیان
اختلاف ہے اور اقوال مشائخ میں اللہ
اعلم اھ۔ شاید تجھ پر یہ بات پوشیدہ
نہ ہو کہ مشروع نفلی کو مکروہ تنزیہی پر
قیاس کرنا بہت بعید ہے اور پچھلی دو
رکعتوں میں سورت کا مستقل پڑھنا فعل
مستحب مستقل نہیں جس کے ساتھ کسی
عارض کی وجہ سے بہتر کو ترک کرنے کا اعتبار
کیا جائے جیسا کہ نفل نماز بعض کراہات
کے ساتھ ظاہر فہم میں یہاں نفلیۃ کا
معنی یہ ہے کہ اس کا کرنا مستحب ہے
پس اس معنی کے اعتبار سے نفلیۃ
خلاف اولیٰ کے ساتھ کس طرح جمع
ہو سکتی ہے اور اس ضعیف بندہ کے
لیے جو بات ظاہر ہوئی ہے یہ ہے کہ
پچھلی دو رکعتوں میں سورۃ فاتحہ پر اقتصار
سنت ہے جو کہ حالت امامت خود
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ثابت ہے
کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرض نماز
بغیر جماعت کے پڑھی مگر بہت ہی کم۔

فيكره للامام الزيادة عليها لاطالة على المقتدين فوق السنة. بل لو اطال الى حد الاستثقال كره تحريما اما المنفرد فقال فيه النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فليطول ما شآء. وزيادة القراءة زيادةٌ خير ولم يعرضه مايعارض خيريته فلا يبعد ان يكون نفلاً فى حقه. فان حملنا كلام اكثر المشائخ على الامامة وكلام الامام فخر الاسلام وتصحيح الذخيرة والمحيط على المنفرد حصل التوفيق ــــ وبالله التوفيق ــــ

هٰذا ما عندى: والله سبحانهٗ وتعالىٰ اعلم۔

پس امام کیلئے آخری دو رکعت میں فاتحہ کیبعد سورۃ کا زیادہ کرنا مکروہ ہے بوجہ لمبا کرنے نماز کے مقتدیوں پر سنت سے زیادہ۔ بلکہ اگر اتنی لمبی کی کہ مقتدیوں کو گراں گزرے تو مکروہ تحریمی ہے۔ رہا اکیلے نماز پڑھنے والا، پس اس کے بارہ میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے پس وہ قراءت کو جتنا چاہے لمبا کرے اور لمبی قرأت زیادہ بہتر ہے اور یہاں کوئی وجہ نہیں جو اس کی بہتری کو ختم کرے پس بعید نہیں کہ اس کے حق میں بہتر ہو پس اگر ہم حمل کریں کلام اکثر مشائخ کو امامت پر اور کلام فخر الاسلام اور تصحیح ذخیرہ و محیط کو منفرد پر تو دونوں قولوں میں تطبیق ہو جاتی ہے ــ اور توفیق اللہ کے ساتھ ہے ــــ یہ وہ ہے جو میرے پاس ہے اور اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ
بمحمدن المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

## مسئلہ۔ بندوق سے مرے ہوئے جانور کی حرمت

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین اس صورت میں کہ ایک شخص نے بسم اللہ کہہ کر ایک شکار کے اوپر بندوق چلائی۔ پس جس وقت اس کو جا کر دیکھا تو کوئی آثار اس میں زندگی کے نہ تھے اور نہ جنبش تھی۔ جس وقت کہ اس کو ذبح کیا تو خون نکلا اچھی طرح سے پس

وہ شکار حلال ہے یا حرام؟ اور اگر اس کو ذبح نہ کرتے تو حلال ہوتا یا حرام؟ اور درصورت نہ نکلنے خون کے بھی جواب تحریر فرمائیے۔ بینوا توجروا۔

## الجواب

اگر ذبح کرلیا اور ثابت ہوا کہ ذبح کرتے وقت اس میں حیات تھی۔ مثلاً پھڑک رہا تھا، یا ذبح کرتے وقت تڑپا، اگرچہ خون نہ نکلا، یا خون ایسا دیا جیسا ذبح سے نکلا کرتا ہے اگرچہ جنبش نہ کی، یا اور کسی علامت سے حیات ظاہر ہوئی تو حلال ہے۔ اور اگر بندوق سے مار کر چھوڑ دیا، ذبح نہ کیا۔ یا کیا مگر اس میں وقت ذبح حیات کا ہونا ثابت نہ ہوا، تو حرام ہے۔ غرض مدار کار اس پر ہے کہ ذبح کرلیا جائے اور وقت ذبح اس میں رمق باقی ہو اگرچہ نہ جنبش کرے نہ خون دے حلال ہو جائے گا ورنہ حرام۔ درمختار میں ہے:

ذبح شاۃ مریضۃ فتحرکت او خرج الدم حلت والا لا ان لم تدر حیاتہ عند الذبح وان علم حیاتہ حلت مطلقا وان لم تتحرک ولم یخرج الدم وھذا یتأتی فی منخنقۃ و متردیۃ ونطیحۃ والتی فقر الذئب بطنہا فذکاۃ ھذہ الاشیاء تحلل وان کانت حیاتہا خفیفۃ وعلیہ الفتوٰی لقولہ تعالیٰ اِلَّا مَا ذَکَّیۡتُمۡ من غیر فصل اھ وفی رد المحتار عن البزازی عن الاسبیجابی عن الامام

اس نے بکری کو ذبح کیا پس اس نے حرکت کی یا اس سے خون نکلا تو حلال ہے ورنہ حلال نہیں اگر وقت ذبح اس کی زندگی معلوم نہ ہو۔ اگر وقت ذبح زندگی معلوم ہوئی تو مطلقاً حلال ہے اگرچہ حرکت بھی نہ کرے اور خون بھی نہ نکلے۔ اور یہی حکم ہے گلا گھونٹی اور بلندی سے گرنے والی اور سینگ سے زخمی ہونے والی اور جس کا پیٹ بھیڑیے نے پھاڑ دیا ہو۔ پس بحالت مذکورہ ان کا ذبح کرنا انہیں حلال کردے گا اگرچہ ان میں زندگی رمق ہی ہو اور اسی پر فتویٰ ہے بوجہ فرمان اللہ تعالیٰ کے مگر جسے ذبح کرلیا تم نے بغیر فصل کے اھ۔ اور ردالمحتار میں روایت ہے بزازی سے انہوں نے اسبیجابی سے انہوں نے

الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ خروج الدم لا یدل علی الحیٰوۃ الا اذا کان یخرج کما یخرج من الحی قال وھو ظاھر الروایۃ

امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ محض کا خون نکلنا زندگی پر دلالت نہیں کرتا ہاں جس وقت کہ اس طرح سے نکلے جس طرح زندہ سے نکلتا ہے کہا کہ یہ ظاہر روایت ہے۔

اسی کی کتاب الصید میں ہے:

المعتبر فی المتردیۃ واخواتھا کنطیحۃ وموقوذۃ وما اکل السبع والمریضۃ مطلق الحیاۃ وان قلت کما اشرنا الیہ علیہ الفتویٰ۔

بلندی سے گر کر قریب المرگ اور اس کے ساتھ مذکور فی القرآن باقی اشیاء نطیحہ، موقوذہ وغیرہ میں مطلق زندگی معتبر ہے اگرچہ رمق ہی ہو جیسا کہ ہم نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اسی پر فتویٰ ہے۔

مدارک التنزیل میں ہے:

الموقوذۃ التی اثخنوھا ضربا بالعصا او حجر

موقوذہ وہ ہے جسے کو لاٹھی یا پتھر سے مارا کرتے تھے۔

معالم میں ہے:

قال قتادۃ کانوا یضربونھا بالعصا فاذا ماتت اکلوھا قلت فظھر ان المضروب بکل مثقل کالبندقۃ ولوبندقۃ الرصاص کلہ من الموقوذۃ فیحل بالذکاۃ وان قلت الحیاۃ۔

قتادہ نے کہا کفار جانور کو یہاں تک مارتے تھے کہ وہ مرجاتا تھا پھر اسے کھاتے تھے۔ میں کہتا ہوں اس سے ظاہر ہوا کہ ہر بھاری چیز کا مضروب جانور جیسے بندوق اگرچہ سکہ کی گولی والی بندوق ہو یہ سب موقوذہ میں شامل ہیں پس یہ ذبح کرنے سے حلال ہوجاتی ہیں اگرچہ وقت ذبح ان میں زندگی رمق ہی ہو۔

ردالمحتار میں ہے:

لا یخفی ان الجرح بالرصاص انما

پوشیدہ نہیں کہ سکہ کی گولی کا زخم بوجہ جلنے

هو بالاحراق والتقل بواسطة اندفاعه العنيف اذ ليس له حد فلا يحل وبه افتی ابن نجیم واللہ تعالیٰ اعلم۔

اندوجھکے ہے۔ اور اس کے زور سے پھینکنے کی وجہ سے کیونکہ گولی میں دھار نہیں پس حلال نہیں۔ اسی کے ساتھ ابن نجیم نے فتویٰ دیا۔ اور اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ
بمحمدن المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

## مسئلہ تفریحًا شکار کی حرمت ۔ ار ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام کہ ایک شخص روز شکار بندوق کا شوقیہ کھیلتا ہے پس بحکم شرع شریف کے کس قدر شکار کھیلنا چاہیے اور کس وقت میں؟ اور وہ شکاری ہر روز شکار کھیلنے میں گنہگار ہوتا ہے یا نہیں؟ بینوا امفصلاً توجروا کثیرا۔

**الجواب**: شکار کہ محض شوقیہ بغرض تفریح ہو جسے ایک قسم کا کھیل سمجھا جاتا ہے ولہذا شکار کھیلنا کہتے ہیں۔ بندوق کا خواہ مچھلی کا، روزانہ ہو خواہ گاہ گاہ مطلقاً بالاتفاق حرام ہے۔ حلال وہ ہے جو بغرض کھانے یا دوا یا کسی اور نفع یا کسی ضرر کے دفع کو ہو۔

آج کل کے بڑے بڑے شکاری جو اتنی ناک والے ہیں کہ بازار سے اپنی خاص ضرورت کی کھانے یا پہننے کی چیز لانے کو جانا اپنی کسر شان سمجھیں، یا نرم ایسے کہ دس قدم دھوپ میں چل کر مسجد میں نماز کے لیے حاضر ہونا مصیبت جانیں وہ گرم دوپہر گرم لُو میں گرم ریت پر چلنا اور ٹھہرنا اور گرم ہوا کے تھپیڑے کھانا گوارا کرتے، اور دو دو پہر بلکہ دو دو دن شکار کے لیے گھر بار چھوڑے پڑے رہتے ہیں کیا یہ کھانے کی غرض سے جاتے ہیں؟ حاشا وکلا بلکہ وہی لہو ولعب ہے اور بالاتفاق حرام۔

ایک بڑی پہچان یہ ہے کہ ان شکاریوں سے اگر کہیے مثلاً مچھلی بازار میں بھی ملے گی، وہاں سے لے لیجیے، ہرگز قبول نہ کریں گے۔ یا کہیے کہ ہم اپنے پاس سے لائے دیتے ہیں، کبھی نہ لیں گے بلکہ شکار کے بعد خود اس کے کھانے سے بھی غرض نہیں رکھتے، بانٹ دیتے ہیں۔ تو یہ جانا یقیناً وہی تفریح وحرام ہے۔ درمختار میں ہے الصید مباح الا للتلھی

کما ھو ظاھر۔ اسی طرح اشباہ وبزازیہ ومجمع الفتاوی وغنیہ ذوی الاحکام وتتارخانیہ ورد المحتار وغیرہا عامۂ اسفار میں ہے۔ واللہ سبحٰنہ وتعالیٰ اعلم۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ
بمحمدن المصطفٰی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
۱۲ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ

## مسئلہ۔۹ مکروہ برتن

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس شعر کا مطلب جو شرح محمدی فصل اٹھائیسویں بیان مکروہات وضو میں ہے ؎

تیسرے تانبے کے برتن سے اگر
ہے وضو ناقص کرے گا جو بشر

یہ نہ معلوم ہوا کہ تانبے کے برتن سے کیوں وضو ناقص ہے؟ آج کل بہت شخص تانبے کے برتن لوٹے سے وضو کرتے ہیں۔ کیا ان سب کا وضو ناقص ہوتا ہے؟ بینوا توجروا۔

## الجواب

تانبے کے برتن سے وضو کرنا، اس میں کھانا پینا سب بلا کراہت جائز ہے۔ وضو میں کچھ نقصان نہیں آتا۔ ہاں قلعی کے بعد چاہیے۔ بے قلعی میں کھانا پینا مکروہ ہے کہ جسمانی ضرر کا باعث ہوتا ہے۔ اور مٹی کا برتن تانبے سے افضل ہے۔ علماء نے وضو کے آداب و مستحبات سے شمار فرمایا کہ مٹی کے برتن سے ہو۔ اور اس میں کھانا پینا بھی تواضع سے قریب تر ہے۔ ردالمحتار میں فتح القدیر سے ہے:

| | |
|---|---|
| منھا (ای من آداب الوضوء) | اس سے (یعنی وضو کے آداب سے |
| کون آنیتہ من خزف۔ | برتنوں کا پختہ مٹی سے ہونا۔ |

اسی میں اختیار شرح مختار سے ہے:

| | |
|---|---|
| اتخاذھا (ای اوانی الاکل والشرب) | پکڑنا ان کا (یعنی کھانے پینے کے برتن) |
| من الخزف افضل اذ لا سرف | پختہ مٹی سے افضل ہیں کیونکہ اس میں کچھ |
| فیہ ولا مخیلۃ وفی الحدیث | خرچ بھی نہیں اور تکبر بھی نہیں اور حدیث |

| | |
|---|---|
| من اتخذ اوانی بیتہ حزفا زارتہ الملئکۃ ویجوز اتخاذھا من نحاس اورصاص۔ | میں ہے جو شخص گھر میں مٹی کے برتن استعمال کرےگا فرشتے اس کی زیارت کرتے ہیں۔ تانبے اور قلعی کے برتن بھی جائز ہیں۔ |

اسی میں ہے:

| | |
|---|---|
| یکرہ الاکل فی النحاس الغیر المطلی بالرصاص لانہ یدخل الصداء فی الطعام فیورث ضررا عظیما وما بعدہ فلا اھ ملخصا واللہ تعالٰی اعلم۔ | مکروہ ہے کھانا کھانا بغیر قلعی شدہ تانبے کے برتن میں کیونکہ کھانے میں اپنا برا اثر ڈالتا ہے جس سے صحت پر بہت برا اثر پڑتا ہے اور قلعی کرنے کے بعد وہ اثر زائل ہوجاتا ہے اھ ملخصاً اور اللہ تعالٰی خوب جانتا ہے۔ |

۱۳ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ
بمحمدن المصطفٰے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

## مسئلہ۔ شہداء کے بارے میں غلط عقیدہ

کیا فرماتے ہیں علمائے اہل سنت اس صورت میں کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ فلاں درخت پر شہید مرد ہیں اور فلانے طاق میں شہید مرد رہتے ہیں۔ اور اس درخت اور اس طاق کے پاس جاکر ہر جمعرات کو فاتحہ شیرینی اور چاول وغیرہ پر دلاتے ہیں۔ ہار لٹکاتے ہیں، لوبان سلگاتے ہیں، مرادیں مانگتے ہیں۔ اور ایسا دستور اس شہر میں بہت جگہ واقع ہے۔ کیا شہید مرد ان درختوں اور طاقوں میں رہتے ہیں؟ اور یہ اشخاص حق پر ہیں یا باطل پر؟ جواب عام فہم مع دستخط کے تحریر فرمائیے۔ بینوا بالکتاب توجروا بالثواب۔

**الجواب**: یہ سب واہیات وخرافات اور جاہلانہ حماقات وبطالات ہیں۔ ان کا ازالہ لازم۔ مَآ اَنْزَلَ اللہُ بِھَا مِنْ سُلْطٰنٍ۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ واللہ سبحانہ وتعالٰی اعلم۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ
بمحمدن المصطفٰے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

## مسئلہ۔ والدین کے حقوق

ماقولکم رحمکم اللہ تعالیٰ اندریں مسئلہ کہ بعد فوت ہو جانے والدین کے
اولاد کے اوپر کیا حق والدین کا رہتا ہے؟ بینوا بالکتاب توجروا بالثواب۔

## الجواب

(۱) سب سے پہلا حق بعد موت ان کے جنازہ کی تجہیز غسل، کفن، نماز، دفن ہے۔ اور ان کاموں
میں ایسے سنن و مستحبات کی رعایت جس سے اُن کے لیے ہر خوبی و برکت و رحمت و
وسعت کی امید ہو۔

(۲) ان کے لیے دعا و استغفار ہمیشہ کرتے رہنا۔ اس سے کبھی غفلت نہ کرنا۔

(۳) صدقہ و خیرات و اعمال صالحات کا ثواب انہیں پہنچاتے رہنا، حسب طاقت
اس میں کمی نہ کرنا، اپنی نماز کے ساتھ اُن کے لیے بھی نماز پڑھنا، اپنے روزوں کے
ساتھ ان کے واسطے بھی روزے رکھنا۔ بلکہ جو نیک کام کرے سب کا ثواب انہیں
اور سب مسلمانوں کو بخش دینا کہ اُن سب کو ثواب پہنچ جائے گا اور اس کے ثواب
میں کمی نہ ہوگی بلکہ بہت ترقیاں پائے گا۔

(۴) ان پر کوئی قرض کسی کا ہو تو اس کے ادا میں حد درجہ کی جلدی و کوشش کرنا اور
اپنے مال سے ان کا قرض ادا ہونے کو دونوں جہان کی سعادت سمجھنا۔ آپ قدرت
نہ ہو تو اور عزیزوں قریبوں پھر باقی اہل خیر سے اس کے ادا میں امداد لینا۔

(۵) ان پر کوئی فرض رہ گیا ہو تو بقدر قدرت اس کے ادا میں سعی بجا لانا، حج نہ کیا ہو تو خود
ان کی طرف سے حج کرنا یا حج بدل کرانا۔ زکوٰۃ یا عشر کا مطالبہ ان پر رہا ہو تو اسے
ادا کرنا۔ نماز یا روزہ باقی ہو تو اس کا کفارہ دینا، وعلیٰ ھذا القیاس ہر طرح ان کی
برأت ذمہ میں جد و جہد کرنا۔

(۶) انھوں نے جو وصیت جائزہ شرعیہ کی ہو حتی الامکان اس کے نفاذ میں سعی کرنا،
اگرچہ شرعاً اپنے اوپر لازم نہ ہو اگرچہ اپنے نفس پر بار ہو، مثلاً وہ نصف جائداد
کی وصیت اپنے کسی عزیز غیر وارث یا اجنبی محض کے لیے کر گئے تو شرعاً تہائی

مال سے زیادہ بے اجازت ورثاء نافذ نہیں۔ مگر اولاد کو مناسب ہے کہ ان کی وصیت مانیں اور ان کی خوشی پوری کرنے کو اپنی خواہش پر مقدم جانیں۔

(۷) ان کی قسم بعد مرگ بھی سچی ہی رکھنا۔ مثلاً ماں یا باپ نے قسم کھائی تھی کہ میرا بیٹا فلاں جگہ نہ جائے گا، یا فلاں سے نہ ملے گا، یا فلاں کام کرے گا، تو ان کے بعد یہ خیال نہ کرنا کہ اب تو وہ ہیں نہیں، ان کی قسم کا خیال نہیں بلکہ اس کا ویسا ہی پابند رہنا جیسا ان کی حیات میں رہتا جب تک کوئی حرج شرعی مانع نہ ہو۔ اور کچھ قسم ہی پر موقوف نہیں ہر طرح کے امور جائزہ میں بعد مرگ بھی ان کی مرضی کا پابند رہنا۔

(۸) ہر جمعہ کو ان کی زیارت قبر کے لیے جانا، وہاں قرآن شریف ایسی آواز سے کہ وہ سنیں پڑھنا اور اس کا ثواب ان کی روح کو پہنچانا۔ راہ میں جب کبھی ان کی قبر آئے بے سلام و فاتحہ نہ گزرنا۔

(۹) ان کے رشتہ داروں کے ساتھ عمر بھر نیک سلوک کیے جانا۔

(۱۰) ان کے دوستوں سے دوستی نباہنا، ہمیشہ ان کا اعزاز و اکرام رکھنا۔

(۱۱) کبھی کسی کے ماں یا باپ کو برا کہہ کر جواب میں انہیں برا نہ کہلوانا۔

(۱۲) اور سب میں سخت تر و عام تر و مدام تر یہ حق ہے کہ کبھی کوئی گناہ کرکے انہیں قبر میں رنج نہ پہنچانا۔ اس کے سب اعمال کی ماں باپ کو خبر پہنچتی ہے۔ نیکیاں دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں اور ان کا چہرہ فرحت سے دمکنے لگتا ہے۔ اور گناہ دیکھتے ہیں تو رنجیدہ ہوتے ہیں، ان کے قلب پر صدمہ پہنچتا ہے۔ ماں باپ کا یہ حق نہیں کہ قبر میں بھی انہیں رنج دیا جائے۔

اللہ غفور رحیم، عزیز کریم جل جلالہ، صدقہ اپنے حبیب رؤف و رحیم علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کا ہم سب مسلمانوں کو نیکیوں کی توفیق دے، گناہوں سے بچائے، ہمارے اکابر کی قبروں میں ہمیشہ نور و سرور پہنچائے، کہ وہ قادر ہے اور ہم عاجز، وہ غنی ہے اور ہم محتاج۔ حسبنا اللہ ونعم الوکیل ونعم المولیٰ ونعم النصیر۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ وصلی اللہ تعالیٰ علی الشفیع الرفیع الغفور الکریم

الرؤف الرحیم سیدنا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین۔ آمین۔ والحمد للہ رب العلمین۔

اب وہ حدیثیں جن سے فقیر نے یہ حق استخراج کیے ان میں سے بعض بقدر کفایت ذکر کروں:

## حدیث نمبر ۱

کہ ایک انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خدمت اقدس حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ! ماں باپ کے انتقال کے بعد بھی کوئی طریقہ ان کے ساتھ نکوئی کا باقی ہے جسے میں بجالاؤں؟ فرمایا:

| | |
|---|---|
| نعم، اربعۃ، الصلاۃ علیہما | ہاں، چار باتیں ہیں: ان پر نماز اور ان کے |
| والاستغفار لہما وانفاذ | لیے دعائے مغفرت اور ان کی وصیت |
| عہدہما من بعدہما واکرام | نافذ کرنا، اور ان کے دوستوں کی بزرگداشت |
| صدیقہما وصلۃ الرحم | اور جو رشتہ صرف انہی کی جانب سے |
| التی لا رحم لک الا من قبلہما | ہو نیک برتاؤ سے اس کا قائم رکھنا، یہ |
| فہذا الذی بقی من برہما بعد | وہ نکوئی ہے کہ ان کی موت کے بعد ان کے |
| موتہما۔ | ساتھ کرنی باقی ہے۔ |

رواہ ابن النجار عن ابی اسید الساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مع القصہ۔

ورواہ البیہقی فی سننہ عنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا یبقی للولد من بر الوالد الا اربع، الصلٰوۃ علیہ والدعاء لہ وانفاذ عہدہ من بعدہ وصلۃ رحمہ واکرام صدیقہ۔

## حدیث نمبر ۲

کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

استغفار الولد لابیہ بعد الموت　ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک سے یہ بات ہے کہ

---

؎ ترجمہ: ہمیں اللہ کافی ہے اور اچھا کارساز ہے بہترین آقا اور بہترین مددگار ہے اور نہیں ہے طاقت اور قوت اللہ کے سوا کسی کو جو بلند و بالا ہے اور درود نازل فرمائے اللہ تعالیٰ شفیع اور بلند مغفرت کرنے والے کریم روف و رحیم ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل و اصحاب اور تمام امت پر آمین تمام تعریفیں اللہ کے لیے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

من البر۔ اولاد ان کے بعد ان کے لیے دعائے مغفرت کرے

رواہ ابن النجار عن ابی اسید مالک بن زرارۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

**حدیث نمبر ۳** کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

اذا ترک العبد الدعاء للوالدین — آدمی جب ماں باپ کے لیے دعا چھوڑ دیتا

فانہ ینقطع عنہ الرزق — ہے اس کا رزق قطع ہو جاتا ہے۔

رواہ الطبرانی فی التاریخ والدیلمی عن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

**حدیث نمبر ۴، ۵** کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

اذا تصدق احدکم بصدقۃ — جب تم میں کوئی شخص کچھ نفل خیرات کرے

تطوعا فلیجعلہا عن ابویہ — تو چاہیے کہ اسے اپنے ماں باپ کی طرف سے

فیکون لہما اجرہا ولا ینقص — کرے کہ اس کا ثواب انہیں ملے گا اور اس کے

من اجرہ شیئا۔ — ثواب سے کچھ نہ گھٹے گا۔

رواہ الطبرانی فی الاوسط وابن عساکر عن عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما ونحوہ الدیلمی فی مسند الفردوس عن معاویۃ بن حیدۃ القشیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

**حدیث نمبر ۶** کہ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ میں اپنے باپ کی زندگی میں ان کے ساتھ نیک سلوک کرتا تھا۔ اب وہ مر گئے۔ ان کے ساتھ نیک سلوک کی کیا راہ ہے؟ فرمایا:

ان من البر بعد الموت ان تصلی — بعد مرگ نیک سلوک یہ ہے کہ تو اپنی نماز کے

لہما مع صلوٰتک وتصوم لہما — ساتھ ان کے لیے نماز پڑھے اور اپنے روزوں

مع صیامک۔ رواہ الدارقطنی — کے ساتھ ان کے لیے روزے رکھے۔

---

ل ترجمہ عربی عبادت ص ۵۵

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ماں باپ کے مرنے کے بعد اولاد پر چار حق باقی رہتے ہیں اول نماز کا ثواب۔ دوسرے ان کے لیے دعا۔ تیسرے ان کے وعدوں کو پورا کرنا۔ چوتھے صلہ رحمی اور ان کے دوستوں کی تعظیم کرنا۔

یعنی جب اپنے ثواب ملنے کے لیے کچھ نفل نماز پڑھے یا روزے رکھے تو کچھ نفل نماز روزے ان کی طرف سے انہیں ثواب پہنچنے کو بھی بجالا۔ یا نماز روزہ جو عمل نیک کرے ساتھ ہی انہیں ثواب پہنچنے کی بھی نیت کرے کہ انہیں بھی ملے گا اور تیرا بھی کم نہ ہوگا، کماھو ولفظ مع یحتمل الوجھین بل ھٰذا الصق بالمیتہ محیط۔ پھر تاتارخانیہ پھر ردالمحتار میں ہے: الافضل لمن یتصدق نفلا ان ینوی لجمیع المؤمنین و المؤمنات لانھا تصل الیھم ولاینقص من اجرہ شیٔ۔

ترجمہ: اس شخص کے لیے بہتر یہ ہے جو نفلی صدقہ دے کہ تمام مومنین مومنات کی نیت کرے تو اس سے ان سب کو ملے گا اور اس کے حصہ سے کچھ کم نہ ہوگا۔

## حدیث نمبر۷ کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

| | |
|---|---|
| من حج عن والدیہ اوقضی | جو اپنے ماں باپ کی طرف سے حج کرے یا |
| عنھما مغرما بعثہ اللہ یوم | ان کا قرض ادا کرے روزِ قیامت نیکوں کے |
| القیمۃ مع الابرار۔ | ساتھ اٹھے۔ |

رواہ الطبرانی فی الاوسط والدارقطنی فی السنن عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

## حدیث نمبر۸

امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ۸۰ ہزار قرض تھے۔ وقتِ وفات اپنے صاحبزادے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بلا کر فرمایا:

| | |
|---|---|
| بع فیھا اموال عمر فان وفت | میرے دین میں اول میرا مال بیچنا، اگر کافی ہو |
| والا فسل بنی عدی فان | جائے فبھا ورنہ میری قوم بنی عدی سے مانگ |
| وفت والا فسل قریشا ولا | کر پورا کرنا اگر یوں بھی پورا نہ ہو تو قریش سے |
| تعد عنھم۔ | مانگنا اور ان کے سوا اوروں سے سوال نہ کرنا۔ |

پھر صاحبزادہ موصوف سے فرمایا اضمنھا "تم میرے قرض کی ضمانت کرلو۔ وہ ضامن ہوگئے اور امیرالمومنین کے دفن سے پہلے اکابر انصار و مہاجرین کو گواہ کرلیا کہ وہ اسی ہزار مجھ پر ہیں۔ ایک ہفتہ نہ گزرا تھا کہ عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ سارا

قرض ادا فرما دیا۔ رواہ ابن سعد فی الطبقات عن عثمان بن عروۃ۔

## حدیث نمبر ۹

قبیلہ جہینہ سے ایک بی بی رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ میری ماں نے حج کرنے کی منت مانی تھی وہ ادا نہ کر سکیں اور ان کا انتقال ہوگیا۔ کیا میں ان کی طرف سے حج کر لوں؟ فرمایا:

نعم حجی عنہا ارأیت لو کان علیٰ امک دین اکنت قاضیۃ اقضوا اللہ فاللہ احق بالوفاء۔ رواہ البخاری عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ہاں اس کی طرف سے حج کر۔ بھلا دیکھ تو اگر تیری ماں پر کوئی دین ہوتا تو تو ادا کرتی یا نہیں یوں ہی خدا کا دین ادا کرو کہ وہ زیادہ ادا کا حق رکھتا ہے۔

## حدیث نمبر ۱۰

کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

اذا حج الرجل عن والدیہ تقبل منہ ومنہما واستبشر بہ ارواحہما فی السماء وکتب عند اللہ برا۔ رواہ الدارقطنی عن زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

انسان جب اپنے والدین کی طرف سے حج کرتا ہے، وہ حج اس کی طرف سے اور ان سب کی طرف سے قبول کیا جاتا ہے اور ان کی روحیں آسمان میں اس سے شاد ہوتی ہیں اور یہ شخص اللہ عزوجل کے نزدیک ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے والا لکھا جاتا ہے۔

## حدیث نمبر ۱۱

کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

من حج عن ابیہ او عن امہ فقد قضی عنہ حجتہ وکان لہ فضل عشر حجج۔

جو اپنی ماں یا باپ کی طرف سے حج کرے ان کی طرف سے حج ادا ہو جائے اور اسے دس حج کا ثواب زیادہ ملے۔

رواہ الدارقطنی عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

## حدیث نمبر ۱۲

کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

من حج عن والدیہ بعد وفاتھما
کتب اللہ اعتقا من النار وکان
للمحجوج عنھما اجر حجۃ تامۃ
من غیر ان ینقص من اجورھما
شئ۔ رواہ الاصبھانی فی الترغیب والبیہقی فی الشعب عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

جو اپنے والدین کے بعد ان کی طرف سے حج
کرے اللہ تعالیٰ اس کے لیے دوزخ سے
آزادی لکھے اور ان دونوں کے واسطے پورے
حج کا ثواب ہو جس میں اصلا کمی نہ ہو۔

## حدیث نمبر ۱۳

کہ فرماتے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

من بر قسمھما وقضی دینھما و
لم یستسب لھما کتب بارا
وان کان عاقا فی حیاتہ ومن
لم یبر قسمھما ویقض دینھما
واستسب لھما کتب عاقا و
ان کان بارا فی حیاتہ۔ رواہ
الطبرانی فی الاوسط عن عبد
الرحمٰن بن سمرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

جو شخص اپنے ماں باپ کے بعد اُن کی قسم سچی کرے
اور اُن کا قرض اتارے اور کسی کے ماں باپ کو
بُرا کہہ کر انہیں بُرا نہ کہلوائے وہ والدین کے
ساتھ نکوکار لکھا جائے اگرچہ اُن کی زندگی
میں نافرمان تھا اور جو ان کی قسم پوری نہ کرے
اور اُن کا قرض نہ اُتارے اور اُن کے والدین
کو بُرا کہہ کر انہیں بُرا کہلوائے وہ عاق لکھا جائے
اگرچہ ان کی حیات میں نکوکار تھا۔

## حدیث نمبر ۱۴

کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

من زار قبر ابویہ او احدھما
فی کل یوم جمعۃ مرۃ غفر

جو اپنے ماں باپ دونوں یا ایک کی قبر پر
ہر جمعہ کے دن زیارت کو حاضر ہو اللہ تعالیٰ

اللہ لہ وکتب برا۔ رواہ الامام الترمذی العارف باللہ الحکیم فی نوادر الاصول عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اس کے گناہ بخش دے اور ماں باپ کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے والا لکھا جائے۔

## حدیث نمبر ۱۵

کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

من زار قبر والدیہ او احدھما یوم الجمعۃ فقرء عندہ یٰس غفر لہ۔ رواہ ابن عدی عن الصدیق الاکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جو شخص روز جمعہ اپنے والدین یا ایک کی زیارت قبر کرے اور اس کے پاس یٰس پڑھے بخش دیا جائے۔

وفی لفظ من زار قبر والدیہ او احدھما فی کل جمعۃ فقرء عندہ یٰس غفر اللہ لہ بعدد کل حرف منہا۔

جو ہر جمعہ والدین یا ایک کی زیارت قبر کرے وہاں یٰس پڑھے یٰس شریف میں جتنے حرف ہیں ان سب کی گنتی کی برابر اللہ تعالیٰ اس کے لیے مغفرتیں فرمائیں۔

رواہ ھو والخلیلی وابو شیخ والدیلمی وابن النجار والرافعی وغیرھم عن ام المؤمنین الصدیقۃ عن ابیہا الصدیق الاکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہما عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

## حدیث نمبر ۱۶

کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

من زار قبر ابویہ او احدھما احتسابا کان کعدل حجۃ مبرورۃ ومن کان زوارا لھما زارت الملئکۃ قبرہ۔

جو بہ نیت ثواب اپنے والدین دونوں یا ایک کی زیارت قبر کرے حج مقبول کے برابر ثواب پائے۔ اور جو بکثرت ان کی زیارت قبر کیا کرتا ہو فرشتے اس کی قبر کی زیارت کو آئیں۔

رواہ الامام الترمذی الحکیم وابن عدی عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

امام ابن الجوزی محدث کتاب عیون الحکایات میں بسند خود محمد بن العباس دراق سے روایت فرماتے ہیں: ایک شخص اپنے بیٹے کے ساتھ سفر کو گیا۔ راہ میں باپ کا انتقال ہوگیا۔ وہ جنگل درختان مقل یعنی گوگل کے پیڑوں کا تھا۔ ان کے نیچے دفن کرکے بیٹا جہاں جانا تھا چلا گیا۔ جب پلٹ کر آیا، اس منزل میں رات کو پہنچا۔ باپ کی قبر پر نہ گیا ناگاہ سنا کہ کوئی کہنے والا یہ اشعار کہہ رہا ہے ۔

[۱] رأیتك تطوی الدوم لیلا ولا تری [۲] علیك لاھل الدوم ان تتکلما

[۳] وبالدوم ثاو لو ثویت مکانه [۴] ومر باھل الدوم عاد فسلما

ترجمہ: [۱] میں نے تجھے دیکھا کہ تو رات میں اس جنگل کو طے کرتا ہے اور وہ جوان پیڑوں میں ہے [۲] اس سے کلام کرنا اپنے اوپر لازم نہیں جانتا۔ [۳] حالانکہ ان درختوں میں وہ مقیم ہے کہ اگر تو اس کی جگہ ہوتا اور [۴] وہ یہاں گزرتا تو وہ راہ سے پھر کر آتا اور تیری قبر پر سلام کرتا۔

## حدیث نمبر ۱۷

کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

| | |
|---|---|
| من احب ان یصل اباہ فی قبرہ | جو چاہے کہ باپ کی قبر میں اس کے ساتھ |
| فلیصل اخوان ابیہ من بعدہ۔ | حسن سلوک کرے وہ باپ کے بعد اس کے |
| رواہ ابو یعلی وابن حبان عن ابن | عزیزوں دوستوں سے نیک برتاؤ رکھے۔ |
| عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ | |

## حدیث نمبر ۱۸

کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

| | |
|---|---|
| من البران تصل صدیق | باپ کے ساتھ نیکوکاری سے ہے یہ کہ تو اس کے |
| ابیك ۔ رواہ الطبرانی فی الاوسط | دوست سے اچھا برتاؤ رکھے۔ |
| عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ | |

## حدیث نمبر ۱۹

فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

ان ابرار البران يصل الرجل
اهل ذى ابيه بعد ان يولى الاب
رواه الائمة احمد والبخارى

بیشک باپ کے ساتھ نکوکاریوں سے بڑھ کر
یہ نکوکاری ہے کہ آدمی باپ کے پیٹھ دینے کے
بعد اس کے دوستوں سے اچھی روش پر برتے۔

فی ادب المفرد ومسلم فی صحیحہ وابو داؤد والترمذی عن ابن عمر
رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

## حدیث نمبر ۲۰

کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

احفظوا ود ابيك لا تقطعه
فيطفئ الله نورك۔

اپنے باپ کی دوستی نگاہ رکھو اسے قطع نہ کرنا
کہ اللہ تیرا نور بجھا دے گا۔

رواہ البخاری فی الادب المفرد والطبرانی فی الاوسط والبیہقی فی الشعب
عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

## حدیث نمبر ۲۱

کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

تعرض الاعمال يوم الاثنين
والخميس على الله تعالىٰ وتعرض
على الانبياء وعلى الآباء والامهات
يوم الجمعة فيفرحون بحسناتهم
وتزداد وجوههم بياضا و
اشراقا فاتقوا الله ولا تؤذوا
امواتكم۔ رواہ الامام الحکیم

ہر دوشنبہ و پنجشنبہ کو اللہ عزوجل کے حضور
اعمال پیش ہوتے ہیں اور انبیائے کرام
علیہم الصلوٰۃ والسلام اور ماں باپ کے
سامنے ہر جمعہ کو۔ وہ نیکیوں پر خوش ہوتے
ہیں اور اُن کے چہروں کی صفائی و تابش
بڑھ جاتی ہے تو اللہ سے ڈرو اور اپنے مردوں
کو اپنے گناہوں سے رنج نہ پہنچاؤ

عن والد عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

بالجملہ والدین کا حق وہ نہیں کہ انسان اس سے کبھی عہدہ برآ ہو وہ اس کے حیات و
وجود کے سبب ہیں۔ تو جو کچھ نعمتیں دینی و دنیوی پائے گا سب انہیں کے طفیل میں ہوئیں کہ

ہر نعمت وکمال وجود پر موقوف ہے اور وجود کے سبب وہ ہوئے تو صرف ماں یا باپ ہونا ہی ایسے عظیم حق کا موجب ہے جس سے بری الذمہ کبھی نہیں ہو سکتا نہ کہ اس کے ساتھ اس کی پرورش میں ان کی کوششیں اس کے آرام کے لیے ان کی تکلیفیں خصوصاً پیٹ میں رکھنے، پیدا ہونے، دودھ پلانے میں ماں کی اذیتیں ان کا شکر کہاں تک ادا ہو سکتا ہو سکتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ وہ اس کے لیے اللہ جل وعلیٰ و رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سائے اور ان کی ربوبیت و رحمت کے مظہر ہیں۔ ولہذا قرآن عظیم میں جل جلالہ نے اپنے حق کے ساتھ ان کا ذکر فرمایا کہ:

اَنِ اشْكُرْ لِیْ وَلِوَالِدَیْكَ — حق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا۔

حدیث میں ہے، ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ، ایک راہ میں ایسے گرم پتھروں پر کہ اگر گوشت کا ٹکڑا ان پر ڈالا جاتا کباب ہو جاتا، چھ میل تک اپنی ماں کو اپنی گردن پر سوار کر کے لے گیا ہوں۔ کیا اب میں اس کے حق سے ادا ہو گیا ہوں؟ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

| | |
|---|---|
| لعلہ ان یکون بطلقۃ واحدۃ۔ رواہ الطبرانی فی الاوسط عن بریدۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ | تیرے پیدا ہونے میں جس قدر دردوں کے جھٹکے اس نے اٹھائے ہیں، شاید یہ ان میں ایک جھٹکے کا بدلہ ہو سکے۔ |

اللہ عزوجل عقوق سے بچائے اور ادائے حقوق کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین آمین برحمتك یا ارحم الراحمین۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدنا ومولانا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین۔ آمین۔ والحمد للہ رب العلمین۔

کتبہ
عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ
بمحمدن المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

## مسئلہ ۱۲ نماز وتر میں قل ہو اللہ پڑھنا، ۱۷ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ۔

کیا حکم ہے اہل شریعت کا اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نماز وتر کی تیسری رکعت میں بعد الحمد و قل کے تکبیر کہہ کر دعا قنوت کے بدلے میں تین بار قل ہو اللہ شریف پڑھ لیتا

ہے اور دعاء قنوت اس کو نہیں آتی ہے۔ پس اس کی نماز وتر صحیح ہوتی ہے یا نہیں؟ اور وہ اگر ہر روز سجدہ سہو کر لیا کرے تو نماز وتر اس کی صحیح ہوجایا کرے گی؟ جواب عام فہم عطا فرمائیے۔ بینوا مفصلا توجروا کثیرا۔

## الجواب

نماز صحیح ہوجانے میں تو کلام نہیں۔ نہ یہ سجدۂ سہو کا محل کہ سہواً کوئی واجب ترک نہ ہوا۔ دعاء قنوت اگر یاد نہیں تو یاد کرنی چاہیے کہ خاص اس کا پڑھنا سنت ہے اور جب تک یاد نہ ہو

| | |
|---|---|
| رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ | اے ہمارے رب! دے ہم کو دنیا میں بھلائی اور آخرت میں بھلائی دے ہم کو آگ کے عذاب سے بچا۔ |

پڑھ لیا کرے۔ یہ بھی یاد نہ ہو تو اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ تین بار کہہ لیا کرے۔ یہ بھی نہ آئے تو صرف یَا رَبِّ تین بار کہہ لے، واجب ادا ہوجائے گا۔ رہا یہ کہ قُلْ ھُوَ اللّٰہ شریف پڑھنے سے بھی یہ واجب ادا ہوا یا نہیں کہ اتنے دنوں کے وتر کا اعادہ لازم ہو۔ ظاہر یہ ہے کہ ادا ہوگیا کہ وہ ثنا ہے، اور ہر ثنا دعا ہے

| | |
|---|---|
| بل قال العلامۃ القاری وغیرہ من العلماء کل دعاء ذکر و کل ذکر دعاء وقد قال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم افضل الدعاء الحمد للہ رواہ الترمذی وحسنہ النسائی وابن ماجۃ وابن حبان والحاکم وصححہ عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما ھذا و یحرر واللہ تعالٰی اعلم | بلکہ کہا علامہ قاری وغیرہ علماء نے ہر دعا ذکر ہے اور ہر ذکر دعا ہے۔ اور تحقیق فرمایا نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے افضل دعا الحمد للہ ہے۔ روایت کیا اس کو ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن حبان اور حاکم نے اور حسن کہا اور حاکم نے اسے صحیح کہا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے۔ اسے یاد رکھو اور محفوظ رکھو۔ واللہ تعالٰی اعلم۔ |

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ
بمحمدن المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

## مسئلہ ۱۳: پتنگ اڑانے کی حرمت ۱۹ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ:

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام کہ کن کیا اڑانا جائز ہے یا نہیں؟ اور اس کی ڈور لوٹنا درست ہے یا نہیں؟ اگر اس کی ڈور لوٹی ہوئی سے کپڑا سلوا کر نماز پڑھے تو اس کی نماز میں کوئی خلل تو واقع نہ ہوگا؟ بینوا توجروا۔

## الجواب

کن کیا اڑانا لہو و لعب ہے اور لہو ناجائز ہے۔ حدیث میں ہے:

| | |
|---|---|
| کل لھو المسلم حرام الا فی ثلث۔ | مسلم کے لیے کھیل کی چیز نہیں سوائے تین چیزوں کے سب حرام ہیں۔ |

ڈور لوٹنا نہبیٰ ہے اور نہبیٰ حرام ہے:

| | |
|---|---|
| نھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن النھبیٰ | رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لوٹنے سے منع فرمایا۔ |

لوٹی ہوئی ڈور کا مالک اگر معلوم ہو تو فرض ہے اسے دے دی جائے۔ اگر نہ دی اور بغیر اس کی اجازت کے اس سے کپڑا سیا تو اس کپڑے کا پہننا حرام ہے۔ اسے پہن کر نماز مکروہ تحریمی ہے جس کا پھیرنا واجب ہے

| | |
|---|---|
| للاشتمال علی المحرم کالصلوٰۃ فی ارض مغصوبۃ | حرام شال پہننے کی وجہ سے جیسے غصب کی ہوئی جگہ پر نماز پڑھنا۔ |

اور اگر مالک نہ ہو تو وہ لقطہ ہے یعنی پڑی پائی چیز۔ واجب ہے کہ اسے مشہور کیا جائے یہاں تک کہ مالک کے ملنے کی امید قطع ہو۔ اس وقت اگر یہ شخص غنی ہے تو فقیر کو دیدے۔ اور فقیر ہے تو اپنے صرف میں لا سکتا ہے۔ پھر جب مالک ظاہر ہو اور فقیر کے صرف پر راضی نہ ہو تو اپنے پاس سے اس کا تاوان دینا ہوگا۔ کما ھو معروف فی الفقہ من حکم اللقطۃ۔ واللہ سبحٰنہ وتعالیٰ اعلم۔ (جیسا کہ لقطہ کے بارے میں فقہ کا حکم معروف مشہور ہے۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ
بمحمدن المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

## مسئلہ ۱۴۱ ۔ کتے، کبوتر، بٹیر اور مرغ بازی کے بارے میں شرعی حکم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ کتا پالنا جائز ہے یا نہیں؟ اور کبوتر پالنا بلا اڑانے کے وبٹیر بازی و مرغ بازی وشکرا باز پالنا اور ان سے شکار پکڑوانا اور کھانا درست ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

## الجواب

شکرا وباز پالنا درست ہے اور ان سے شکار کرانا اور اس کا کھانا بھی درست ہے لقولہ تعالیٰ وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ الآیۃ۔ یہ ضرور ہے کہ شکار غذا یا دوا یا کسی نفع کی غرض سے ہو۔ محض تفریح ولہو ولعب نہ ہو۔ ورنہ حرام ہے۔ یہ گنہ گار ہوگا۔ اگرچہ ان کا مارا ہوا جانور جبکہ وہ تعلیم پا گئے ہوں اور بسم اللہ کہہ کر چھوڑا ہوا حلال ہو جائے گا۔

فان حرمۃ الارسال بنیۃ اللھو لا ینافی کونہ ذکاۃ شرعیۃ کمن سمی اللہ تعالیٰ وضرب الغنم من قفاہ حرم الفعل وحل الاکل۔

پس تحقیق کھیل کی نیت سے شکاری جانور کو شکار پر چھوڑنے کی حرمت اس کے ذبح شرعی ہونے کے منافی نہیں جیسے کوئی اللہ تعالیٰ کا نام لے کر اور بکری کو اسکی گدی کی طرف سے مار دے تو یہ فعل حرام ہے اور کھانا حلال ہے۔

بٹیر بازی، مرغ بازی اور اسی طرح ہر جانور کا لڑانا جیسے لوگ مینڈھے لڑاتے ہیں، لال لڑاتے ہیں، یہاں تک کہ حرام جانوروں مثلاً ہاتھیوں یا ریچھوں کا لڑانا بھی سب مطلقاً حرام ہے۔ کہ بلا وجہ بے زبانوں کی ایذا ہے۔ حدیث میں ہے:

نھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن التحریش بین البھائم۔ اخرجہ ابو داؤد والترمذی عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما وقال الترمذی حسن صحیح۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جانوروں کے لڑانے سے منع فرمایا۔

کبوتر پالنا جبکہ خالی دل بہلانے کے لیے ہو اور کسی امر ناجائز کی طرف مودی نہ ہو ئز ہے۔ اور اگر چھتوں پر چڑھ کر اڑائے کہ مسلمانوں کی عورات پر نگاہ پڑے، یا ان کے انے کو کنکریاں پھینکے جو کسی کا شیشہ توڑیں، کسی کی آنکھ پھوڑیں۔ یا پرائے کبوتر پکڑے ان کا دم بڑھانے اور اپنا تماشا ہونے کے لیے دن دن بھر انہیں بھوکا اُڑائے جب زنا چاہیں نہ اُترنے دے، تو ایسا پالنا حرام ہے۔ در مختار میں ہے:

| | |
|---|---|
| ویکرہ (یکرہ امساک الحمامات) | اور مکروہ ہے (مکروہ ہے بند رکھنا کبوتروں |
| ولوفی برجها (ان کان یضربا | کا) اگرچہ ان کے برجوں میں ہو اگر لوگوں کو |
| لناس) بنظراوجلب (فان کان | ضرر ہوتا ہو) اگر یہ ضرر بوجہ نظر کے ہو، یا |
| یطیرها فوق السطح مطلقا | دوسروں کے کبوتر کھینچنے سے۔ پس اگر |
| علی عورات المسلمین ویکسر | چھت پر اُڑاتا ہو جس سے مسلمان عورتوں کی |
| زجاجات الناس بومیة تلک | بے پردگی ہوتی ہو اور کبوتروں کی کنکریوں سے |
| الحمامات عزرومنع اشد | لوگوں کے شیشے ٹوٹتے ہوں تو اڑانے والے |
| المنع فان لم یمتنع ذبحها | پر تعزیر کی جائے گی اور سختی سے منع کیا جائیگا |
| المحتسب) واما للاستئناس | اگر نہ رکے تو کوتوال انہیں ذبح کردے اگر |
| فمباح اھ باختصار۔ | اُڑانے کے لیے نہ ہوں بلکہ صرف کبوتروں |

کے ساتھ انس کی وجہ سے تو یہ مباح ہے۔ اھ باختصار۔

صحیح بخاری وغیرہ میں عبداللہ بن عمر اور صحیح ابن حبان میں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ نم سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

| | |
|---|---|
| دخلت النار امرأة فی هرة | ایک عورت دوزخ میں گئی ایک بلی کے سبب |
| ربطها فلم تطعمها تاکل من | کہ اسے باندھ رکھا تھا نہ آپ کھانا دیا نہ |
| خشاش الارض۔ | چھوڑا کہ زمین کے چوہے وغیرہ کھا لیتی۔ |

ابن حبان کی حدیث میں ہے فهی تنهش قبلها و دبرها (وہ بلی دوزخ میں اس ـرت پر مسلط کی گئی ہے کہ اس کا آگا پیچھا دانتوں سے نوچ رہی ہے)۔

ایک حدیث میں حکم ہے کہ جو جانور پالو دن میں ستر بار اسے دانہ پانی دکھاؤ۔ نہ کہ
گھنٹوں پہروں بھوکا پیاسا رکھو اور نیچے آنا چاہے تو آنے نہ دو۔ علماء فرماتے ہیں جانور
ظلم کافر ذمی پر ظلم سے سخت تر ہے اور کافر ذمی پر ظلم مسلمان پر ظلم سے اشد ہے کما فی در
المختار وغیرہ۔ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

الظلم ظلمات یوم القیٰمۃ۔ ظلم ظلمتیں ہوگا قیامت کے دن۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ۝ سُن لو! اللہ کی لعنت ہے ظلم کرنے والوں پر

کتا پالنا حرام ہے۔ جس گھر میں کتا ہو اس میں رحمت کا فرشتہ نہیں آتا۔ روزانہ اس
شخص کی نیکیاں گھٹتی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لا تدخل الملٰئکۃ بیتا فیہ — فرشتے نہیں آتے اس گھر میں جس میں
کلب ولا صورۃ۔ رواہ احمد — کتا یا تصویر ہو۔
والشیخان والترمذی والنسائی وابن ماجۃ عن ابی طلحۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

من اقتنی کلبا الا کلب ماشیہ — جو کتا پالے مگر گلے کا کتا یا شکاری۔ روزانہ اس
اوضاریا نقص من عملہ کل یوم — کی نیکیوں سے دو قیراط کم ہوں (ان قیراطوں
قیراطان۔ رواہ احمد والشیخان — کی مقدار اللہ و رسول جانیں جل جلالہ وصلی
والترمذی والنسائی عن ابن — اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔
عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

تو صرف دو قسم کے کتے اجازت میں رہے: ایک شکاری جسے کھانے یا دوا وغیرہ منافع صحیحہ
کے لیے شکار کی حاجت ہو، نہ شکار تفریح، کہ وہ خود حرام ہے۔ دوسرا وہ کتا جو گلے یا کھیتی یا گھر
کی حفاظت کے لیے پالا جائے، جہاں حفاظت کی سچی حاجت ہو۔ ورنہ اگر مکان میں کچھ نہیں کہ
چور لیں۔ یا مکان محفوظ جگہ ہے کہ چور کا اندیشہ نہیں۔ غرض جہاں یہ اپنے دل سے خوب جانتا
ہو کہ حفاظت کا بہانہ ہے، اصل میں کتے کا شوق ہے وہاں جائز نہیں۔ آخر آس پاس کے

گھروالے بھی اپنی حفاظت ضروری سمجھتے ہیں۔ اگر بے کتے کے حفاظت نہ ہوتی تو وہ بھی پلتے۔ خلاصہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کے حکم میں حیلے نہ نکالے کہ وہ دلوں کی بات جاننے والا ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ
بحمدن المصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

## مسئلہ ۱۵۔ کتے کا پکڑا ہوا شکار ۲۱ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کتے کا پکڑا ہوا شکار مسلمان کھا سکتا ہے یا نہیں؟ ایک خرگوش کو کتے نے اس طرح پکڑا ہے کہ اس کے دانت خرگوش کے جسم میں پیوستہ ہو گئے ہیں اور بہت سا جسم اس کا چبا ڈالا ہے کہ خرگوش کے جسم میں خون جاری ہے۔ ابھی جان باقی ہے۔ پس اس کو ذبح کر کے کھا سکتا ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

## الجواب

اگر مسلمان یا کتابی عاقل نے کہ احرام میں نہ ہو بسم اللہ کہہ کر تعلیم یافتہ کتے کو جو شکار کر کے مالک کے لیے چھوڑ دیا کرے، خود نہ کھانے لگے، غیر حرم کے حلال جانور وحشی پر جو اپنے پروں یا پاؤں کی طاقت سے اپنے بچاؤ پر قادر تھا چھوڑا۔ اور کتا اس کے چھوڑنے سے سیدھا شکار پر گیا یا اس کے پکڑنے کی تدبیر میں مصروف ہوا بیچ میں اور طرف مشغول یا غافل نہ ہو گیا اور اس نے شکار کو زخمی کر کے مار ڈالا، یا ایسا مجروح کر دیا کہ اس میں اتنی ہی حیات باقی ہے جتنی مذبوح میں ہوتی ہے کہ کچھ دیر تڑپ کر ٹھنڈا ہو جائے گا۔ اور کتے کے چھوڑنے میں کوئی کافر، مجوسی یا بت پرست یا ملحد یا مرتد جیسے آج کل کے اکثر نصاریٰ اور رافضی، اور عام نیچری وغیرہم، خلاصہ یہ کہ مسلمان یا کتابی کے سوا کوئی شریک نہ تھا۔ نہ شکار کے قتل میں کتے کی شرکت کسی دوسرے کتے نا تعلیم یافتہ یا سگ نیچری یا اور کسی نے جانور کی جس کا شکار ناجائز ہو اور چھوڑنے والا چھوڑنے کے وقت سے شکار پانے تک اسی طرف متوجہ رہا بیچ میں کسی دوسرے کام میں مشغول نہ ہوا تو وہ جانور بے ذبح حلال ہو گیا۔ اور ان چودہ شرطوں سے ایک میں بھی کمی ہو اور جانور بے ذبح مر جائے تو حرام ہو جائے گا۔ ورنہ حرم کا شکار تو ذبح

سے بھی حلال نہیں ہوتا۔ باقی صورتوں میں ذبح شرعی سے حلال ہو جائے گا۔ تنویر الابصار و درمختار و ردالمحتار میں ہے:

(الصید مباح بخمسۃ عشر شرطا) خمسۃ فی الصائد وھو ان یکون من اھل الذکاۃ وان یوجد منہ الارسال وان لا یشارکہ فی الارسال من لا یحل صیدہ وان لا یترک التسمیۃ عامدا وان لا یشتغل بین الارسال والاخذ بعمل آخر وخمسۃ فی الکلب ان یکون معلما وان یذھب علی سنن الارسال وان لا یشارکہ فی الاخذ ما لا یحل صیدہ وان یقتلہ جرحا وان لا یاکل منہ وخمسۃ فی الصید ان لا یکون من الحشرات وان لا یکون عن نبات الماء الا السمک وان یمنع نفسہ بجناحیہ او قوائمہ وان لا یکون متقویا بنابہ او بمخلبہ وان یموت بھذا قبل ان یصل الی ذبحہ اھ۔ قلت ومعنی قولہ ان یموت

شکار پندرہ شرطوں کے ساتھ مباح ہے پانچ شرطیں شکاری میں ہوں گی وہ یہ ہیں کہ (۱) شکاری ذبح کا اہل ہو (۲) شکاری جانور اسی نے چھوڑا ہو (۳) اور اس کے اس فعل میں کوئی ایسا آدمی شریک نہ ہو جس کا شکار حلال نہ ہو (۴) جان بوجھ کر بسم اللہ ترک نہ کی ہو (۵) شکاری جانور چھوڑنے کے بعد سے شکار پکڑنے تک کسی اور فعل میں مشغول نہ ہوا ہو۔ اور پانچ شرطیں کتے میں ہیں۔ (۱) کتا سکھایا ہوا ہو (۲) اور چھوڑنے کے بعد سیدھا شکار ہی کی طرف گیا ہو۔ (۳) شکار پکڑنے میں کوئی ایسا کتا شریک نہ ہوا ہو جس کا شکار حلال نہ ہو (۴) شکار زخمی کر کے قتل کرے (۵) اس سے کچھ خود نہ کھائے۔ پانچ شرطیں شکار میں ہیں۔ (۱) حشرات الارض میں سے نہ ہو (۲) مچھلی کے علاوہ کوئی اور آبی جانور نہ ہو (۳) وہ جانور اپنے پروں یا پاؤں کی طاقت سے اپنا بچاؤ کر سکتا ہو (۴) وہ جانور اپنے پنجے یا کیلے کے ساتھ غذا حاصل کرتا ہو (۵) اور شکاری کے ذبح کرنے سے پہلے ہی مر گیا ہو اھ میں نے کہا ہے قول اس کا مر جائے

اى حقيقة او حكما بان لا يبقى فيه حياة فوق المذبوح كما نص عليه فى الدر وصححه المحشى۔

یعنی حقیقۃً مر جائے یا حکماً یعنی اس میں اتنی ہی زندگی باقی ہو جتنی مذبوح جانور میں ہوتی ہے۔ جیسا کہ دُر میں اس کی تصریح ہے محشی نے اسے ترجیح دی ہے۔

انہیں میں ہے:

شرط كون الذابح مسلما حلالا خارج الحرم ان كان صيدا فصيد الحرم لا تحله الذكاة مطلقا (او كتابيا ولو مجنونا) اھ در ملخصا والمراد به المعتوه كما فى العناية عن النهاية لان المجنون لا قصد له ولا نية لان التسمية شرط بالنص وهى بالقصد وصحة القصد بما ذكرنا يعنى قوله اذا كان يعقل التسمية والذبيحة ويضبطه اھ ش

شرط ذبح کرنے والا مسلمان، غیر محرم اور اور شکار حرم کے باہر ہو۔ پس حرم کے شکار کا ذبح کرنا جائز نہیں مطلقاً اگرچہ ذبح کرنے والا کتابی یا مجنون ہو۔ اھ۔ دُر ملخصاً۔ مجنون سے مراد ضعیف العقل ہے۔ جیسا کہ عنایہ میں ہے نہایہ سے۔ کیونکہ مجنون کا تو قصد اور نیت ہی نہیں ہوتی چونکہ بسم اللہ پڑھنا ذبح کے لیے نص (آیت) سے شرط ہے اور وہ قصد کے ساتھ ہو سکتی ہے اور صحت قصد کیسا تھ وہ ہے جس کا ہم نے ذکر کیا ہے یعنی قول اسکا جس کا وقت سمجھتا ہو بسم اللہ اور ذبح کو اور یاد رکھتا ہو۔

اِن سب شرائط کے ساتھ جس خرگوش کو کتے نے مارا مطلقاً حلال ہے۔ اور اگر ہنوز مذبوح سے زیادہ زندگی باقی ہے تو بعد ذبح حلال ہے۔ اس کے دانت جسم میں پیوستہ ہو جانا وجہ ممانعت نہیں ہو سکتا۔ قرآن عظیم نے اس کا شکار حلال فرمایا اور شکار بے زخمی کیے نہ ہوگا اور زخمی جبھی ہوگا کہ اس کے دانت اس کے جسم کو شق کر کے اندر داخل ہوں اور یہ خیال کہ اس صورت میں اس کا لعاب کہ ناپاک ہے شکار کے بدن کو نجس کرے گا دو وجہ سے غلط ہے۔ اوّلاً شکار حالتِ غضب میں ہوتا ہے اور غضب کے وقت اس کا لعاب خشک ہو جاتا ہے

ولذا فرق جمع من العلماء فی اخذہ طرف الثوب ملاطفا فینجس او غضبان فلا۔ | اور اسی لیے علماء کی ایک جماعت نے فرق ہے کہتے کہ پیار اور غضب سے کپڑا پکڑنے میں پیار سے کپڑا پکڑا تو ناپاک ہوگا اور غصہ سے پکڑا تو پاک رہے گا۔

ثانیاً، اگر لعاب لگا بھی تو آخر جسم سے خون بھی نکلے گا، وہ کب پاک ہے؟ جب اس سے طہارت حاصل ہو گی اُس سے بھی ہو جائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ
بمحمدن المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

## مسئلہ [۱۶] نمازی کے آگے سے گزرنا ۲۳ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے شریعت اس صورت میں کہ نمازی کے آگے سے نکلنے والا گناہ گار ہوتا ہے یا نہیں؟ اور اس کی نماز میں تو کوئی خلل واقع نہیں ہوتا؟ اور نمازی کے آگے سے کس قدر دور تک گزر کرنا نہ چاہیے؟

## الجواب

نماز میں کوئی خلل نہیں آتا۔ نکلنے والا گناہ گار ہوتا ہے۔ نماز اگر مکان یا چھوٹی مسجد میں پڑھتا ہو تو دیوارِ قبلہ تک نکلنا جائز نہیں جب تک بیچ میں آڑ نہ ہو۔ اور صحرا یا بڑی مسجد میں پڑھتا ہو تو صرف موضع سجود تک نکلنے کی اجازت نہیں۔ اس سے باہر نکل سکتا ہے۔ موضع سجود کے یہ معنی کہ آدمی جب قیام میں اہلِ خشوع و خضوع کی طرح اپنی نگاہ خاص جائے سجود پر یعنی جہاں سجدہ میں اس کی پیشانی ہوگی تو نگاہ کا قاعدہ ہے کہ جب سامنے روک نہ ہو تو جہاں جما ہے وہاں سے کچھ آگے بڑھتی ہے۔ جہاں تک آگے بڑھ کر جائے وہ سب موضع سجود ہے۔ اس کے اندر نکلنا حرام ہے اور اس سے باہر جائز۔ درمختار میں ہے:

مرور مار فی الصحراء او فی مسجد کبیر بموضع سجودہ | گزرنا گزرنے والے کا جنگل میں یا بڑی مسجد میں اس کے سجدہ کی جگہ سے اصح میں

فی الاصح او مرورہ بین یدیہ الی حائط القبلۃ فی بیت ومسجد صغیر فانہ کبقعۃ واحدۃ

روایت ہے کہ گزرنا اس کا نمازی کے آگے سے قبلہ کی سمت والی دیوار تک گھر میں اور چھوٹی مسجد میں کیونکہ وہ ایک ہی جگہ ہے۔

ردالمحتار میں ہے:

قولہ بموضع سجودہ ای من موضع قدمہ الی موضع سجودہ کما فی الدرر وھذا مع القیود التی بعدہ انما ھو للاثم والا فالفساد منتف مطلقا قولہ فی الاصح صححہ التمرتاشی و صاحب البدائع واختارہ فخر الاسلام ورجحہ فی النھایۃ والفتح انہ قدر ما یقع بصرہ علی المار لو صلی بخشوع ای رامیا ببصرہ الی موضع سجودہ اھ مختصرا۔

اس کا کہنا بموضع سجودہ یعنی اس کے قدموں کی جگہ سے لے کر سجدہ کی جگہ تک جیسا کہ درر میں ہے یہ اور اس کے بعد والی قیود صرف گزرنے والے کا گناہ ظاہر کرنے کے لیے ہیں۔ رہی نماز تو وہ مطلقاً فاسد نہیں ہوتی اس کا قول اصح یعنی صحیح کہا ہے اس کو تمرتاشی اور صاحب بدائع نے اور پسند کیا اس کو فخر الاسلام نے اور ترجیح دی اس کو نہایہ اور فتح القدیر میں نمازی کے آگے سے گزرنے مقدار یہ بیان کی ہے کہ جہاں تک نمازی کی نگاہ گزرنے والے پر پڑے اگر خشوع کے ساتھ نماز پڑھے یعنی اپنی نگاہ جائے سجدہ پر رکھنے والا ہو۔ اھ مختصراً۔

منحۃ الخالق میں تجنیس سے ہے:

الصحیح مقدار منتھی بصرہ وھو موضع سجودہ قال ابو نصر مقدار ما بین الصف الاول و بین مقام الامام وھذا عین الاول ولکن لعبارۃ اخری اوفیما قرأنا علی شیخنا منھاج الائمۃ

صحیح مقدار منتہائے نگاہ کی ہے کہ نمازی اور جائے سجدہ ہے۔ ابو نصر نے کہا ہے اس کی مقدار اتنی مسافت ہے جتنی کہ امام اور صف اول کے درمیان ہوتی ہے۔ اور یہ بعینہ پہلی بات ہے لیکن عبارت اور ہے یہ ہے کہ جو پڑھی ہم نے اپنے شیخ منہاج الائمہ رحمۃ اللہ علیہ سے

رحمہ اللہ تعالیٰ ان یمر بحیث
یقع بصرہ وھو یصلی صلوٰۃ
الخاشعین و ھٰذہ العبارۃ اوضح۔

یہ کہ گزرے جہاں کہ نمازی کی نگاہ پڑتی ہو،
جبکہ وہ خشوع سے نماز پڑھ رہا ہو۔ یہ عبارت
پہلی سے زیادہ واضح ہے۔

علامہ شامی فرماتے ہیں:

فانظر کیف جعل الکل قولاً
واحدا وانما الاختلاف فی
العبارۃ لا فی المعنی۔

پس دیکھ کس طرح کلام کیا ہے ان تمام نے ایک
جیسا اور اختلاف صرف عبارت میں ہے
معنی میں نہیں۔

نیز رد المحتار میں ہے:

(قولہ فی بیت) ظاھرہ ولو
کبیرا فی القھستانی وینبغی ان
یدخل فیہ ای فی حکم المسجد
الصغیر الدار والبیت۔

(اس کا یہ کہنا کہ گھر میں) اس کا ظاہر تو یہ ہے
کہ گھر اگرچہ بڑا ہو۔ قہستانی میں ہے اور لائق
ہے کہ داخل ہو اس چھوٹی مسجد میں حویلی
اور گھر۔

رہا یہ کہ مسجد صغیر و کبیر میں کیا فرق ہے؟ فاضل قہستانی نے لکھا کہ چھوٹی مسجد وہ
کہ چالیس گز سکستر سے کم ہو:

فی رد المحتار مسجد صغیر
ھو اقل من ستین ذراعا وقیل
من اربعین وھو المختار کما
اشار الیہ فی الجواھر۔

رد المحتار میں ہے چھوٹی مسجد وہ ہے جو
ساٹھ گز سے کم ہو اور کہا گیا ہے چالیس سے
کم اور یہی مختار ہے۔ جیسا کہ اشارہ کیا
اس کی طرف جواہر میں ہے۔

اقول یہاں گز سے گز ساحت مراد ہونا چاہیے۔

لانہ الالیق بالممسوحات کما
قال الامام قاضی خاں فی الماء
فھٰھنا ھو المتعین بالاولیٰ۔

کیونکہ وہی زیادہ لائق ہے پیمائش کردہ
چیزوں کے ساتھ جیسا کہ کہا ہے قاضی خاں نے
پانی کے بارہ میں پس یہاں بطریق اولیٰ وہی
متعین ہے۔

اور گز مساحت ہمارے اس گز سے کہ اڑتالیس انگل یعنی تین فٹ کا ہے ایک گز دو گرہ اور دو تہائی گرہ ہے کما بیناہ فی بعض فتاوٰنا۔ تو اس گز سے چالیس گز مکسر ہمارے گز سے چون گز سات گرہ اور گرہ کا ثلث حصہ ہوا۔ کما لا یخفی علی المحاسب۔ تو اس زعم علامہ پر ہمارے گز سے چون گز سات گرہ مکسر مسجد صغیر ہوئی۔ اور ساڑھے چون گز مکسر مسجد کبیر۔ یہ ہے وہ کہ انہوں نے لکھا اور علامہ شامی نے ان کا اتباع کیا۔

**اقول:** مگر یہ شبہ ہے کہ فاضل مذکور کو عبارت جواہر سے گزرا۔ عبارت جواہر الفتاوٰی دربارۂ دار ہے نہ دربارۂ مسجد۔ مسجد کبیر صرف وہ ہے جس میں مثل صحرا اتصال صفوف شرط ہے۔ جیسے مسجد خوارزم کہ سولہ ہزار ستون پر ہے۔ باقی تمام مساجد اگرچہ دس ہزار گز مکسر ہوں مسجد صغیر ہیں، اور ان میں دیوار قبلہ تک بلا حائل مرورنا جائز۔ کما بیناہ فی فتاوٰنا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ
بمحمدن المصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

## مسئلہ ۵۱۔ سلام کے جواب کا جائز طریقہ

۲۳ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ چند اشخاص ایک جگہ بیٹھے ہیں اور ایک شخص نے آکر کہا السلام علیکم۔ اس کے جواب میں انہوں نے جواب دیا "آداب عرض" یا "تسلیمات" یا "بندگی"۔ یا ایک شخص نے اپنا ہاتھ ماتھے تک اٹھا دیا اور منہ سے کچھ جواب نہ دیا۔ پس فرض کفایہ اشخاص مذکورہ کے ذمہ سے اس صورت میں اٹھ گیا یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

**الجواب:** نہ۔ اور سب گناہ گار رہے۔ جب تک ان میں کوئی وعلیکم السلام یا وعلیک یا السلام علیکم نہ کہے۔ کہ الفاظ مذکورہ: بندگی، آداب، تسلیمات وغیرہ الفاظ سلام سے نہیں۔ اور صرف ہاتھ اٹھا دینا کوئی چیز نہیں جب تک اس کے ساتھ کوئی لفظ سلام نہ ہو۔ ردالمحتار میں ظہیریہ سے ہے:

لفظ السلام فی المواضع کلھا    سلام کا لفظ تمام مواضع میں السلام علیکم

السلام علیکم وبالتنوین و بدون ھٰذین کما یقول الجہال لا یکون سلاما اھ اقول فلا یکون جوابا لان جواب السلام لیس الا بالسلام اما وحدہ او بزیادۃ الرحمۃ والبرکات لقولہ تعالیٰ اِذَا حُیِّیْتُمْ بِتَحِیَّۃٍ فَحَیُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْھَا اَوْ رُدُّوْھَا ومعلوم ان ما اخترعوا من الالفاظ او الاجتزاء بالایماء اما ان یکون تحیۃ اولا علی الثانی عدم براءۃ الذمۃ ظاہر لان المامور بہ التحیۃ وعلی الاول لیس عین السلام وھو ظاہر ولا احسن منہ فان المخترع لا یمکن ان یکون احسن من الموارد فخرج عن کلا الوجہین وبقی الواجب الکفائی علی کل عین

یا ساتھ تنوین کے اور ان دونوں کے علاوہ جیسے جاہل کہتے ہیں سلام نہ ہوگا۔ میں کہتا ہوں پس جواب نہ ہوگا کیونکہ جواب سلام کا یا تو اکیلے سلام کے ساتھ ہوگا یا ساتھ زیادتی رحمت اور برکات کے بوجہ فرمان خداوندی کے اور جب تم کو سلام کیا جائے تو تم سلام کا بہتر رحمت اور برکت کے ساتھ دو وہی لوٹا دو۔ اور یہ بات معلوم ہے کہ جو ان لوگوں نے اختراع کیے ہیں الفاظ بولے یا اشارے یا تو یہ سلام ہوں گے یا نہ ہوں گے۔ بصورت ثانی بری الذمہ نہ ہونا ظاہر ہے۔ کیونکہ مامور حکم سلام کا ہے۔ اور بصورت اول یہ اختراعات نہ تو عین سلام ہیں اور نہ اس سے اچھے کیونکہ من گھڑت وارد فی الشرع سے اچھے نہیں ہو سکتے۔ پس دونوں وجہوں سے خارج ہو گیا۔ اور وجوب کفایہ ہر ایک کے ذمہ میں باقی رہا۔

مرقاۃ شریف میں ہے:

قد صح بالاحادیث المتواترۃ معنی ان السلام باللفظ سنۃ وجوابہ واجب کذلک۔

احادیث متواترہ لاسنی کے ساتھ صحیح طور پر ثابت ہو چکا ہے کہ سلام ساتھ لفظ کے سنت ہے اور جواب اس کا اسی طرح علیکم السلام کہنا واجب ہے۔

حدیث میں ہے: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لیس منا من تشبہ بغیرنا فلا تشبھوا ہمارے گروہ سے نہیں جو ہمارے غیروں کی

باليهود ولا بالنصارى فان تسليم
اليهود الاشارة بالاصابع و
تسليم النصارى الاشارة بالاكف
رواه الترمذی عن عبد الله
ابن عمرو رضی الله تعالیٰ عنهما
وقال اسناده ضعیف ۔ قال
العلامة القاری لعل وجهه
انه عن عمرو بن شعیب عن
ابیه عن جده وقد تقدم الخلاف
فیه وان المعتمد ان سنده حسن
لاسیما وقد اسنده السیوطی فی
الجامع الصغیر الی ابن عمرو فارتفع
النزاع وزال الاشکال اھ ۔

**اقول** رحمه الله مولانا القاری
انما احاله الامام السیوطی علی
ت یعنی الترمذی فیضمه یرتفع
النزاع ویزول الاشکال ثم لیس
تضعیف الترمذی لما ظن فان
الجمهور ومنهم الترمذی علی
الاحتجاج بعمرو بن شعیب و
بروایة عن ابیه عن جده بل الوجه
انه من روایة ابن لهیعة انه یقول
الترمذی حدثنا قتیبة ابن لهیعة

شکل بنائیے ۔ یہود و نصاریٰ سے مشابہت پیدا
کرو ۔ یہود کا سلام انگلی سے اشارہ
ہے اور نصاریٰ کا سلام ہتھیلی سے اشارہ ۔
روایت کیا اس کو ترمذی نے عبد اللہ بن عمرو
رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اور کہا ہے اسناد
اس کی ضعیف ہے ۔ کہا ہے علامہ علی قاری
نے شاید وجہ اس کی تحقیق وہ عمرو بن شعیب
عن ابیہ عن جدہ ہے اور تحقیق اس بارہ میں
اختلاف پہلے گزر چکا ہے اور اس بارہ میں
قابل اعتماد بات یہ ہے کہ یہ سند حسن ہے ۔
خصوصاً جبکہ سیوطی نے جامع صغیر میں یہ حدیث
ابن عمرو کی سند سے بیان کی ہے پس اختلاف
اٹھ گیا اور اشکال زائل ہو گیا اھ ۔

میں کہتا ہوں اللہ تعالیٰ علی قاری پر رحم کرے
سیوطی نے اس حدیث کا حوالہ رت یعنی ترمذی کا
دیا ہے پس زیادہ کیا جھگڑا اُٹھ گیا اور اشکال
دُور ہوا پھر نہیں تضعیف ترمذی کی جیسا
گمان کیا اس نے کیونکہ جمہور علماء جن میں
ترمذی بھی شامل ہیں اس بات پر ہیں کہ عمرو
بن شعیب عن ابیہ عن جدہ تحقیق فرمایا رسول
اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے احتجاج
جائز ہے ۔ بلکہ وجہ ضعف یہ ہے کہ وہ
روایت ابن لہیعہ سے ہے ۔ ترمذی فرماتے

عن عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده ان رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم قال فذکره قال الترمذی هٰذا حدیث اسناده ضعیف وروی ابن المبارك هٰذا الحدیث عن ابن لهیعة فلم یرفعه اه وقد قال فی کتاب النکاح باب ما جاء فی من یتزوج المراة ثم یطلقها قبل ان یدخل بها الحدیث رواه بعین السند هذا حدیث لا یصح ابن لهیعة یضعف فی الحدیث اه مختصرا وکذا ضعفه فی غیر هٰذا المحل کما الیه یشیر لههنا نعم الاظهر عندی ان حدیث ابن لهیعة لا ینزل عن الحسن وقد صرح المناوی فی التیسیر ان حدیثه حسن۔

میں حدیث بیان کی ہم سے قتیبہ بن لہیعہ نے عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ بیشک فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پس ذکر کیا اس کو۔ ترمذی نے کہا ہے اس حدیث کی سند ضعیف ہے اور روایت کیا ابن مبارک نے اس حدیث کو ابن لہیعہ سے پس اس کا رفع نہیں کیا اھ اور تحقیق کہا ہے کتاب النکاح میں باب اس کا جو آیا اس بارے میں جو نکاح کرے عورت سے پھر طلاق دے اسکو پہلے دخول صحبت سے پہلے اس کے واسطے اس حدیث کو کہ جنید اسی سند سے روایت کی ہے یہ حدیث صحیح نہیں۔ ابن لہیعہ حدیث میں ضعیف کیا گیا ہے اور اسی طرح اسے کئی جگہوں پر اس کے علاوہ بھی ضعیف کیا ہے پس اسی کی طرف یہاں اشارہ کرتے ہیں۔ ہاں اظہر میرے نزدیک یہ ہے کہ ابن لہیعہ کی حدیث حسن سے کم درجہ نہیں اور مناوی نے تیسیر میں تصریح کی ہے اس کے حسن کے ساتھ۔

اس لفظ سلام کے ساتھ ہاتھ کا اشارہ بھی ہو تو مضائقہ نہیں:

اخرج الترمذی قال حدثنا سوید نا عبد الله بن المبارك نا عبد الحمید بهرام انه سمع شهر ابن خوشب یقول سمعت اسماء بنت یزید تحدث ان رسول الله

حدیث بیان کی ترمذی نے کہا حدیث بیان کی ہم سے سوید نے ان سے عبداللہ بن مبارک نے ان سے عبدالحمید بہرام نے تحقیق انہوں نے سنا شہر بن خوشب سے وہ فرماتے ہیں میں نے اسماء بنت یزید کو یہ حدیث بیان کرتے سنا

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مر فی
المسجد یوما وعصبۃ من
النساء قعود فالوی بیدہ بالتسلیم
واشار عبد الحمید بیدہ ھذا
حدیث حسن الخ قال الامام
النووی وھو محمول علی انہ صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جمع بین
اللفظ والاشارۃ ویدل علی ھذا
ان ابا داؤد روی ھذا الحدیث
وقال فی روایۃ فسلم علینا اھ
قال العلامۃ القاری بعد نقلہ
قلت علی تقدیر عدم تلفظہ
علیہ الصلوٰۃ والسلام بالسلام
لا محذور فیہ لانہ ماشرع السلام
علی من مر علی جماعۃ من النسوان
وان ما ھنہ علیہ الصلوٰۃ و
السلام مما تقدم من اسلام
المصرح فھو من خصوصیاتہ
علیہ الصلوٰۃ والسلام فلہ ان
یسلم وان لا یسلم وان یشیر
ولا یشیر علی انہ قد یراد بالاشارۃ
مجرد التواضع من غیر قصد
السلام الخ اقول مبنی کلہ علی

کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
ایک دن مسجد سے گزرے اور عورتوں کا ایک
گروہ بیٹھا تھا پس آپ نے ہاتھ کے اشارہ
سے سلام کیا اور عبد الحمید نے اپنے ہاتھ سے
اشارہ کیا۔ یہ حدیث حسن ہے الخ۔ امام نووی
نے کہا یہ حدیث محمول ہے اس پر کہ جناب نبی
کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لفظ اور
اشارہ کو جمع فرمایا اور اس بات کی دلیل ہے
کہ ابو داؤد نے یہ حدیث روایت کی اس میں
یہ بھی ہے پس سلام کیا جناب نبی علیہ السلام
پر ہم۔ علامہ علی قاری نے اس کے نقل کرنے
کے بعد کہا ہے میں نے کہا ہے بر تقدیر عدم
تلفظ بالسلام کے بھی کوئی اعتراض نہیں
کیونکہ عورتوں کی جماعت پر گزرنے والے
پر عورتوں کو سلام کرنا مشروع ہی نہیں ہاں
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سلام کرنا۔
تو یہ جناب کے خصوصیات میں سے ہے پس
آپ کو اختیار تھا کہ سلام کرتے یا نہ کرتے
اشارہ کرتے یا نہ کرتے۔ علاوہ ازیں
بعض دفعہ اشارہ سے ارادہ سلام کا
نہیں ہوتا بلکہ محض تواضع مراد ہوتی ہے
آخر تک۔

میں کہتا ہوں اس تمام تقریر کا دارومدار

| | |
|---|---|
| انہ لم یرد السلام ولا یظھر | اس بات پر ہے کہ سلام وارد نہیں ہوا اور |
| فرق بین ما ذکر اولا وما زاد | اس کے پہلے بیان میں اور لفظ علاوہ کے |
| فی العلاوۃ سوی انہ ذکر | بعد کے بیان میں کوئی خاص فرق نہیں رہا مجھے |
| فیھا للاشارۃ محملا وھو | اس بات کے کہ اس میں اشارہ کا ایک محمل بیان |
| التواضع وھند لا شاھدۃ الواقعۃ | کر دیا ہے یعنی تواضع اور اس واقعہ کی |
| سیدتنا اسماء رضی اللہ تعالیٰ | حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا گواہی |
| عنھا شاھدۃ بانہ صلی اللہ | دیتی ہیں کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے |
| تعالیٰ علیہ وسلم فان لم یحمل | سلام کیا ہے۔ پس اگر اس کو تلفظ سلام |
| علی التلفظ لزم ان تکون نفس | پر محمل نہ کریں تو پھر اشارہ کو سلام ماننا |
| الاشارۃ تسلیما وھو معلوم | پڑے گا۔ اور اشارہ کا سلام نہ ہونا شرع |
| الانتفاء من الشرع فوجب الحمل | میں ثابت ہو چکا ہے۔ پس واجب ہے |
| علی الجمع تامل لعل لکلامہ | حمل کرنا اس کا اوپر جمع بین الاشارہ و |
| محملا لست احصیہ واللہ | التلفظ کے۔ غور کر شاید ان کے کلام کا ایسا |
| سبحنہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ | محمل ہے جسے میں نہیں سمجھ سکا۔ واللہ سبحانہٗ |
| وجل مجدہ اتم واحکم۔ | وتعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔ |

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ
بمحمدن المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

## مسئلہ ۱۸ مزامیر کے ساتھ قوالی ۲۹ ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ

بعالی خدمت امام اہل سنت، مجدد دین وملت معروض کہ آج میں جس وقت آپ سے رخصت ہوا اور واسطے نماز مغرب کے مسجد میں گیا۔ بعد نماز مغرب کے ایک میرے دوست نے کہا چلو ایک جگہ عرس ہے۔ میں چلا گیا۔ وہاں جا کر کیا دیکھتا ہوں بہت سے لوگ جمع ہیں اور قوالی اس طریقہ سے ہو رہی ہے کہ ایک ڈھول دو سارنگی بج رہی ہیں اور چند قوال پیران پیر دستگیر کی شان میں اشعار کہہ رہے ہیں اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعت کے اشعار اور اولیاء اللہ

کی شان میں اشعار گا رہے ہیں اور ڈھول سارنگیاں بج رہی ہیں۔ یہ باجے شریعت میں قطعی حرام ہیں۔ کیا اس فعل سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اولیاء اللہ خوش ہوتے ہوں گے؟ اور یہ حاضرین جلسہ گنہگار ہوئے یا نہیں؛ اور ایسی قوالی جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر جائز ہے تو کس طرح کی؟

## الجواب

ایسی قوالی حرام ہے۔ حاضرین سب گناہگار ہیں اور ان سب کا گناہ ایسا عرس کرنے والوں اور قوالوں پر ہے۔ اور قوالوں کا بھی گناہ اس عرس کرنے والے پر بغیر اس کے کہ عرس کرنے والے کے ماتھے قوالوں کا گناہ جانے سے قوالوں پر سے گناہ کی کچھ کمی آئے، یا اس کے اور قوالوں کے ذمہ حاضرین کا وبال پڑنے سے حاضرین کے گناہ میں کچھ تخفیف ہو۔ نہیں، بلکہ حاضرین میں ہر ایک پر اپنا پورا گناہ، اور قوالوں پر اپنا گناہ الگ، اور سب حاضرین کے برابر جدا، اور ایسا عرس کرنے والے پر اپنا گناہ الگ، اور قوالوں کے برابر جدا، اور سب حاضرین کے برابر علیحدہ۔ وجہ یہ کہ حاضرین کو عرس کرنے والے نے بلایا، ان کے لیے اس گناہ کا سامان پھیلایا اور قوالوں نے انہیں سنایا۔ اگر وہ سامان نہ کرتا، یہ ڈھول سارنگی نہ سناتے تو حاضرین اس گناہ میں کیوں پڑتے۔ اس لیے ان سب کا گناہ ان دونوں پر ہوا۔ پھر قوالوں کے اس گناہ کا باعث وہ عرس کرنے والا ہوا۔ وہ نہ کرتا نہ بلاتا تو یہ کیونکر آتے بجاتے۔ لہٰذا قوالوں کا بھی گناہ اس بلانے والے پر ہوا:

| | |
|---|---|
| کما قالوا فی سائل قوی ذی مرۃ | جیسے کہا ہے فقہاء نے اس سائل کے بارہ |
| سوی ان الاخذ والمعطی آثمان | میں جو طاقتور تندرست ہو کر ایسا خیرات |
| لانھم لو لم یعطوا لما فعلوا فکان | لینے والا اور ایسے کو دینے والا دونوں گنہگار |
| العطاء ھو الباعث لھم علی | ہیں کیونکہ دینے والے اگر نہ دیں تو وہ بھی یہ |
| الاسترسال فی التکدی والسؤال | گداگری کا مذموم کار و بار نہ کریں۔ بس ان کی |
| وھذا کلہ ظاھر علی من عرف | عطا ان کی گداگری کا باعث بنی۔ اور یہ سب |
| القواعد الکریمۃ الشرعیۃ، و | قواعد شرعیہ جاننے والے پر ظاہر ہے، اور |

باللہ التوفیق۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہی ہے توفیق۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

| | |
|---|---|
| من دعا الیٰ ھدی کان لہ من | جو کسی امر ہدایت کی طرف بلائے جتنے اس کا |
| الاجر مثل اجور من تبعہ لا | اتباع کریں ان سب کی برابر ثواب پائے |
| ینقص ذٰلک من اجورھم | اور اس سے اُن کے ثوابوں میں کچھ کمی نہ آئے |
| شیئا و من دعا الیٰ ضلالۃ کان | اور جو کسی امر ضلالت کی طرف بلائے جتنے |
| علیہ من الاثم مثل اٰثام من | اس کے بلانے پر چلیں ان سب کے برابر |
| تبعہ لا ینقص ذٰلک من | اس پر گناہ ہو اور اس سے ان کے گناہوں میں |
| اٰثامھم شیئا۔ | کچھ تخفیف راہ نہ پائے۔ |

رواہ الائمۃ احمد و مسلم والاربعۃ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

باجوں کی حرمت میں احادیث کثیرہ وارد ہیں۔ از انجملہ اجل و اعلیٰ حدیث صحیح بخاری شریف ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

| | |
|---|---|
| لیکونن فی امتی اقوام یستحلون | ضرور میری اُمت میں وہ لوگ ہونے والے |
| الحرو الحریر والخمر والمعازف | ہیں جو حلال ٹھہرائیں گے عورتوں کی شرمگاہ |
| حدیث صحیح جلیل متصل قد | یعنی زنا اور ریشمی کپڑوں اور شراب اور باجوں کو |

اخرجہ ایضا احمد وابوداؤد وابن ماجۃ والاسمٰعیلی وابونعیم باسانید صحیحۃ لا مطعن فیھا وصححہ جماعۃ اٰخرون من الائمۃ کما قالہ بعض الحفاظ قالہ الامام ابن حجر فی کف الرعاع۔

بعض جہال بدمست یا نیم مُلا شہوت پرست یا جھوٹے صوفی باد بدست کہ احادیث صحاح مرفوعہ محکمہ کے مقابل بعض ضعیف قصے یا محتمل واقعے یا متشابہ پیش کرتے ہیں انہیں اتنی عقل نہیں یا قصداً بے عقل بنتے ہیں کہ صحیح کے سامنے ضعیف متعین کے آگے محتمل، محکم کے حضور متشابہ واجب الترک ہے۔ پھر کہاں قول کہاں حکایت فعل، پھر کہاں محرم کجا مبیح ہر طرح یہی واجب العمل، اسی کو ترجیح مگر ہوس پرستی کا علاج کس کے پاس ہے۔ کاش گناہ کرتے اور

گناہ جانتے اقرار لاتے۔ یہ ڈھٹائی اور بھی سخت ہے کہ ہوس بھی پالیں اور الزام بھی ٹالیں۔ اپنے لیے حرام کو حلال بنالیں۔ پھر اسی پر بس نہیں، بلکہ معاذ اللہ اس کی تہمت محبوبانِ خدا اکابر سلسلۂ عالیہ چشت قدست اسرارھم کے سر دھرتے ہیں۔ نہ خدا سے خوف نہ بندوں سے شرم کرتے ہیں۔ حالانکہ خود حضور محبوب الٰہی سیدی و مولائی نظام الحق والدین سلطان الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعنہم وعنا بہم فوائد الفواد شریف میں فرماتے ہیں:

"مزامیر حرام است" (مزامیر حرام ہے)

مولانا فخر الدین زرادی خلیفہ حضور سیدنا محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضور کے زمانہ مبارکہ میں خود حضور کے حکم احکم سے مسئلہ سماع میں رسالہ "کشف القناع عن اصول السماع" تحریر فرمایا۔ اس میں صاف ارشاد فرما دیا کہ:

| | |
|---|---|
| اما سماع مشائخنا رضی اللہ تعالیٰ عنھم فبری عن ھذہ التھمۃ وھو مجرد صوت القوال مع الاشعار المشعرۃ من کمال صنعۃ اللہ تعالیٰ۔ | ہمارے مشائخ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا سماع اس مزامیر کے بہتان سے بری ہے وہ صرف قوال کی آواز ہے ان اشعار کے ساتھ جو کمال صنعت الٰہی سے خبر دیتے ہیں۔ |

للہ انصاف! اس امام جلیل خاندان عالی چشت کا یہ ارشاد مقبول ہوگا یا آج کل کے مدعیان خامکار کی تہمت بے بنیاد، ظاہرۃ الفساد۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

سیدی مولانا محمد بن مبارک بن محمد علوی کرمانی مرید حضور پر نور شیخ العالم فرید الحق و الدین گنج شکر و خلیفہ حضور سیدنا محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کتاب مستطاب سیر الاولیاء میں فرماتے ہیں:

| | |
|---|---|
| حضرت سلطان المشائخ قدس اللہ سرہ العزیز می فرمود کہ چند ایں چیز می باید تا سماع مباح می شود۔ مسمع و مستمع و مسموع و آلہ سماع مسمع یعنی گویندہ مرد تمام باشد، | حضرت سلطان المشائخ قدس اللہ تعالےٰ سرہ العزیز فرماتے تھے کہ چند شرائط ہوں تو سماع مباح ہوگا۔ کچھ شرطیں سنانے والے میں کچھ سننے والے میں کچھ اس کلام میں جو |

کودک نباشد و عورت نباشد، مستمع
آنکہ می شنود از یادِ حق خالی نباشد و
مسموع آنچہ بگویند فحش و مسخرگی نباشد
و آلہ سماع مزامیر ست چوں چنگ و
رباب و مثل آں۔ می باید کہ در میان
نباشد ایں چنیں سماع حلال ست۔

سنائی جائے کچھ آلۂ سماع میں یعنی سنانے
والا کامل مرد ہو چھوٹا لڑکا نہ ہو اور عورت
نہ ہو۔ سننے والا یادِ خدا سے غافل نہ ہو اور
جو کلام پڑھی جائے فحش اور تمسخرانہ انداز کی
نہ ہو۔ اور آلات سماع یعنی مزامیر جیسے سارنگی
اور رباب وغیرہ۔ چاہیے کہ ان چیزوں میں سے
کوئی موجود نہ ہو۔ اس طرح کا سماع حلال ہے۔

مسلمانو! یہ فتویٰ ہے سرور و سردار سلسلۂ عالیہ چشت حضرت سلطان اولیاء رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کا۔ کیا اس کے بعد بھی مفتریوں کو منہ دکھانے کی گنجائش ہے؟

نیز سیر الاولیاء شریف میں ہے:

"یکے بخدمت حضرت سلطان المشائخ
عرض داشت کہ دریں روزہا بعضے از
درویشاں آستانہ دار در مجمعے کہ چنگ و
رباب و مزامیر بود رقص کردند فرمود نیکو
نکردہ اند آنچہ نامشروع ست ناپسندیدہ
است۔ بعد از اں یکے گفت چوں ایں
طائفہ از اں مقام بیروں آمدند با ایشاں
گفتند کہ شما چہ کردید اندر آں مجمع مزامیر
بود سماع چگونہ شنیدید و رقص کردید
ایشاں جواب دادند کہ ما چناں مستغرق
سماع بودیم کہ ندانستیم کہ اینجا مزامیر
است یا نہ۔ حضرت سلطان المشائخ
فرمود ایں جواب ہم چیزے نیست ایں

ایک آدمی نے حضرت سلطان المشائخ
کی خدمت میں عرض کی کہ ان ایام میں بعض
آستانہ دار درویشوں نے ایسے مجمع میں
جہاں چنگ و رباب اور دیگر مزامیر تھے
رقص کیا۔ فرمایا انہوں نے اچھا کام نہیں کیا
جو چیز شرع میں ناجائز ہے ناپسندیدہ ہے
اس کے بعد ایک نے کہا جب یہ جماعت
اس مقام سے باہر آئی، لوگوں نے ان سے
کہا کہ تم نے سماع کیوں سنا اور کیسے رقص کیا وہاں تو مزامیر تھے
تم نے سماع کس طرح سنا اور رقص کیا انہوں نے
جواب دیا کہ ہم اس طرح سماع میں مستغرق تھے کہ
کہ ہمیں یہ معلوم ہی نہیں ہوا کہ یہاں مزامیر ہیں یا
نہیں سلطان المشائخ نے فرمایا یہ جواب کچھ نہیں

سخن در ہمہ معصیتہا بیاید — اس طرح تو تمام گناہوں کے متعلق کہہ سکتے ہیں

مسلمانو! کیسا صاف ارشاد ہے کہ مزامیر ناجائز ہیں۔ اور اس عذر کا کہ ہمیں استغراق کے باعث مزامیر کی خبر نہ ہوئی۔ کیا مسکت جواب عطا فرمایا کہ ایسا حیلہ ہر گناہ میں چل سکتا ہے۔ شراب پیے اور کہہ دے شدت استغراق کے باعث ہمیں خبر نہ ہوئی کہ شراب ہے یا پانی۔ زنا کرے اور کہہ دے غلبۂ حال کے سبب ہمیں تمیز نہ ہوئی کہ جُرو اپنی ہے یا بیگانی۔ اسی میں ہے:

حضرت سلطان الشائخ فرمود من منع کردہ ام کہ مزامیر و محرمات درمیان نباشد ودریں باب بسیار غلو کرد تا بحدیکہ گفت اگر امام را سہو افتد مرد تسبیح اعلام کند و زن سبحان اللہ نگوید زیرا کہ نشاید آواز آں شنود بلکہ بپشت دست بر کف دست زند و کف دست بر کف دست نزند کہ آں ملہو می ماند تا ایں غایت از ملاہی و امثال آں پرہیز آمدہ است پس در سماع بطریق اولیٰ کہ ازیں بابت نباشد یعنی در منع دستک چندیں احتیاط آمدہ است پس در سماع مزامیر بطریق اولیٰ منع است اھ باختصار

حضرت سلطان المشائخ نے فرمایا میں نے منع کر رکھا ہے کہ مزامیر اور دیگر محرمات درمیان میں نہ ہوں اور اس بات میں آپ نے بہت مبالغہ کیا۔ یہاں تک کہ فرمایا اگر امام نماز میں بھول جائے مرد تو سبحان اللہ کہہ کر امام کو مطلع کرے اور عورت سبحان اللہ نہ کہے کیونکہ اس کو اپنی آواز سنانا نہ چاہیے۔ بس ایک ہاتھ کی ہتھیلی دوسرے ہاتھ کی ہتھیلی پر نہ مارے کہ اس طرح یہ کھیل ہوگا۔ بلکہ ہاتھ کی پشت دوسرے ہاتھ کی ہتھیلی پر مارے جب یہاں تک لہو و لعب کی چیزوں اور ان کی طرح چیزوں سے پرہیز آئی ہے تو سماع میں مزامیر بطریق اولیٰ منع ہیں۔

مسلمانو! جو ائمۂ طریقت اس درجہ احتیاط فرمائیں کہ تالی کی صورت کو ممنوع بتائیں، وہ اور معاذ اللہ مزامیر کی تہمت، للہ انصاف، کیسا خبط بے ربط ہے۔ اللہ اتباع شیطان سے بچائے اور ان سچے محبوبانِ خدا کا سچا اتباع عطا فرمائے۔ آمین الٰہ الحق آمین۔ بجاہہم عندک آمین۔ والحمد للہ رب العالمین۔ کلام یہاں طویل ہے اور انصاف دوست کو اسی قدر کافی ہے۔ واللہ

الهادی - واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ
بمحمدن المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

## ۱۹ مسئلہ۔ انگوٹھے چومنا ۲۹، ربیع الآخر شریف ۱۳۲۰ھ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ چومنا ناخنوں کا وقت یعنے نام پاک محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جیسے کہ اذان یا خطبہ میں جس وقت نام پاک آنحضرت کا آتا ہے چومتے ہیں از روئے شرع جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

## الجواب

اذان میں نام اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سن کر ناخن چوم کر آنکھوں سے لگانے کو علماء نے مستحب فرمایا۔ ردالمحتار میں ہے:

یستحب ان یقال عند سماع الاولیٰ من الشہادۃ صلی اللہ علیک یا رسول اللہ وعند الثانیۃ منہا قرت عینی بک یا رسول اللہ ثم یقول اللّٰھم متعنی بالسمع والبصر بعد وضع ظفری الابہامین علی العینین فانہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یکون قائدا لہ الی الجنۃ۔ کذا فی کنز العباد اھ قہستانی ونحوہ فی الفتاویٰ الصوفیہ۔

یعنی مستحب ہے کہ جب اذان میں پہلی بار اشہد انّ محمدًا رسول اللہ سنے صلی اللہ علیک یا رسول اللہ کہے اور جب دوبارہ سنے قرت عینی بک یا رسول اللہ یعنی میری آنکھ حضور سے ٹھنڈی ہوئی یا رسول اللہ پھر کہے اللّٰھم متعنی بالسمع والبصر الٰہی مجھے شنوائی اور بینائی سے بہرہ مند فرما۔ اور یہ کہنا انگوٹھوں کے ناخن آنکھوں پر رکھنے کے بعد ہو۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی رکاب اقدس میں اسے جنت میں لے جائیں گے۔ ایسا ہی کنز العباد میں ہے۔ یہ مضمون جامع الرموز علامہ قہستانی کا ہے اور اسی کے مانند فتاویٰ صوفیہ میں ہے۔

فقیر نے اس مسئلہ میں ایک مبسوط کتاب "منیر العین فی حکم تقبیل الابہامین" لکھی جس نے مانعین

کے تمام شبہات بحمد اللہ تعالیٰ دفع کیے اور علوم حدیث کے متعلق بکثرت افادے دیے مگر خطبے میں نہ چاہیے کہ وہاں محض خموشی کا حکم ہے۔ کما بیناہ فی فتاونا واللہ سبحنہٗ وتعالیٰ اعلم۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ
بمحمدن المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

## مسئلہ۔ مزارات اولیا کی تعظیم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ چراغ جلانا مزارات اولیاء کرام پر اور روشنی کرنا بزرگان دین کی قبور پر جائز ہے یا نہیں؟ اور چادریں چڑھانا بزرگوں کی زیارتوں پر مع باجہ کے جیسا کہ آج کل فی زمانہ دستور ہے کہ ہر جمعرات کو چراغ جلاتے ہیں چادریں رنگین سبز سرخ مع باجہ کے لاتے اور چڑھاتے ہیں۔ اور جو اشیاء کہ شیرینی یا چاول وغیرہ لاتے ہیں ان کی قبروں پر رکھ کر فاتحہ دیتے ہیں پس یہ از روئے قرآن وحدیث درست ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

## الجواب

اقول وباللہ التوفیق، اصل یہ ہے کہ اعمال کا مدار نیت پر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں انما الاعمال بالنیات۔ اور جو کام دینی فائدے اور دنیوی نفع جائز دونوں سے خالی ہو عبث ہے۔ اور عبث خود مکروہ ہے۔ اس میں مال صرف کرنا اسراف ہے اور اسراف حرام ہے۔ قال اللہ تعالیٰ ولا تسرفوا ان اللہ لایحب المسرفین۔ اور مسلمانوں کو نفع پہنچانا بلاشبہ محبوب شارع ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من استطاع منکم ان ینفع اخاہ فلینفعہ۔ رواہ مسلم عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ — تم میں جس سے ہو سکے کہ اپنے بھائی مسلمان کو نفع پہنچائے تو ضرور پہنچائے۔

اور معظمات دینی کی تعظیم قطعاً مطلوب ہے۔ قال اللہ تعالیٰ:

ومن یعظم شعائر اللہ فانھا من تقوی القلوب ۝ — جو خدا کے شعاروں کی تعظیم کرے تو وہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہیں۔

وقال اللہ تعالیٰ:

ومن یعظم حرمٰت اللہ فذلك خیرلہ عند ربہ۔ جو اللہ کی حرمتوں کی تعظیم کرے تو یہ اس کے لیے بہتر ہے اس کے رب کے پاس۔

اور قبور اولیائے کرام و عباد اللہ الصالحین بلکہ عام مقابر مومنین ضرور مستحق ادب و تکریم ہیں، و لہٰذا ان پر بیٹھنا ممنوع، چلنا ممنوع، پاؤں رکھنا ممنوع یہاں تک کہ ان سے تکیہ لگانا ممنوع۔

امام احمد و حاکم و طبرانی مسند مستدرک کبیر میں عمارہ بن خرم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بسند حسن راوی

رانی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جالسًا علی قبر فقال یاصاحب القبرانزل من القبرلاتؤذی صاحب القبرو لا یؤذیك۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے ایک قبر پر بیٹھے دیکھا۔ فرمایا او قبر والے! قبر پر سے اُتر آ۔ نہ تو صاحب قبر کو ایذا دے نہ وہ تجھے۔

امام احمد کی روایت یوں ہے:

رانی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم متکئا علی قبرفقال لاتؤذ صاحب ھٰذ االقبراولا تؤذہ۔ مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قبر پر تکیہ لگائے دیکھا۔ فرمایا اس قبر والے کو ایذا نہ دے۔ یا فرمایا اسے ستا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لان امشی علی جمرۃ اوسیف اواخصف نعلی برجلی احب الی من ان امشی علی قبر مسلم۔ یہ کہ میں آگ یا تلوار پر چلوں یا اپنا جوتا اپنے پاؤں سے گانٹھوں مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ کسی مسلمان کی قبر پر چلوں۔

رواہ ابن ماجۃ عن عقبۃ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند جید

یہ پانچ اصول شرعیہ ہیں۔ مسائل مسئولہ کی صور مختلفہ کے احکام انہیں اصول پر مبنی ہیں۔ قبر پر چراغ جلانے سے اگر اس کے معنی حقیقی مراد ہیں یعنی خاص قبر پر چراغ رکھنا تو مطلقًا ممنوع ہے اور اولیائے کرام کے مزارات میں اور زیادہ ناجائز ہے کہ اس میں بے ادبی و گستاخی اور

حق میت میں تصرف و دست اندازی ہے۔ قنیہ وغیرہا میں امام علاء ترجمانی سے ہے: یاثم بوطء القبور لان سقف القبر حق المیت۔ حدیث والمتخذین علیھا المساجد و السرج کی حقیقت یہی ہے۔ علی القبر کے حقیقی معنی یہی ہیں کہ خاص قبر پر ہو۔ ولہٰذا کنار قبر میں مسجد بنانا ہرگز ممنوع نہیں، بلکہ مزار بندہ صالح سے تبرک مقصود ہو تو محمود ہے۔ مجمع بحار الانوار میں ہے:

| | |
|---|---|
| من اتخذ مسجدا فی جوار صالح | یعنی جو کسی نیک بندے کے قرب مزار میں مسجد |
| اوصلی فی مقبرۃ قاصدا بہ | بنائے یا مقبرہ میں اس ارادہ سے نماز پڑھے کہ |
| الاستظھار بروحہ او وصول | میت کی روح سے استمداد کرے یا اپنی عبادت |
| اثر من آثارہ الیہ لا التوجہ | کا اثر برکات اس تک پہنچانا چاہے نہ یہ کہ |
| نحوہ والتعظیم لہ فلا حرج فیہ | نماز میں اس کی طرف منہ کرے یا نماز سے اس کی |
| الا یری ان مرقد اسمٰعیل علیہ | تعظیم کا قصد رکھے تو اس میں کچھ مضائقہ نہیں |
| الصلوٰۃ والسلام فی الحجر المسجد | کیا نہیں دیکھتے کہ سیدنا اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام |
| الحرام والصلوٰۃ فیہ افضل۔ | کا مزار پاک خود مسجد الحرام شریف میں حطیم مبارک میں |
| | ہے پھر اس میں نماز تمام مساجد سے افضل ہے |

یہ اس تقدیر پر ہے کہ حدیث مذکور کی صحت مان لی جائے۔ والا فقیہ باذام ضعیف وان حسنہ الترمذی فقد عرف رحمۃ اللہ تعالیٰ بالتساھل فیہ کما بیناہ فی مدارج طبقات الحدیث۔

اور اگر قبر سے جدا روشن کریں اور وہاں نہ کوئی مسجد ہے نہ کوئی شخص قرآن مجید کی تلاوت وغیرہ کے لیے بیٹھا ہے، نہ وہ قبر سر راہ واقع ہے، نہ کسی معظم ولی اللہ یا عالم دین کا مزار ہے۔ غرض کسی منفعت و مصلحت کی امید نہیں تو ایسا چراغ جلانا ممنوع ہے کہ جب مطلقاً فائدے سے خالی ہوا اسراف ہوا اور بحکم اصل دوم ناجائز ٹھیرا۔ خصوصاً جبکہ اس کے ساتھ یہ جاہلانہ زعم ہو کہ میت کو اس چراغ سے روشنی پہنچے گی ورنہ اندھیرے میں رہے گا۔ کہ اب اسراف کے ساتھ اعتقاد بھی فاسد ہوا والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ اور اگر وہاں مسجد ہے یا تالیان قرآن یا ذاکران رحمٰن

کے لیے روشن کریں یا قبر سرِ راہ ہو اور نیت یہ کی جائے کہ گزرنے والے دیکھیں اور سلام و ایصالِ ثواب سے خود بھی نفع پائیں اور میت کو بھی فائدہ پہنچائیں۔ یا وہ مزار ولی یا عالم دین کا ہے روشنی سے نگاہ عوام میں اس کا ادب و اجلال پیدا کرنا مقصود ہے تو ہرگز ممنوع نہیں۔ بلکہ بحکم چار اصول باقیہ مذکورہ مستحب و مندوب ہے۔ بشرطیکہ حد افراط پر نہ ہو۔ مجمع البحار میں ہے:

| | |
|---|---|
| ان کان ثم مسجد او غیرہ ینتفع | اگر مزار کے قریب کوئی مسجد ہو یا کوئی ایسی چیز ہو جس میں |
| فیہ للتلاوۃ والذکر فلا باس | اس چراغ سے نفع ہوتا ہو تلاوت اور ذکر |
| بالسراج فیہ۔ | کے لیے تو چراغ جلانے میں کوئی حرج نہیں |

امام علامہ عارف باللہ سیدی عبد الغنی نابلسی قدس سرہ القدسی حدیقہ ندیہ میں فرماتے ہیں:

| | |
|---|---|
| ھذا کلہ اذ اخلا من فائدۃ واما | یعنی قبروں پر شمعیں روشن کرنے کی ممانعت |
| اذا کان موضع القبور مسجدا | صرف اس حالت میں ہے کہ نفع سے بالکل |
| او علیٰ طریق او کان ھناک احد | خالی ہو ورنہ اگر موضع قبور میں مسجد ہو یا قبر |
| جالس او کان قبر ولی من الاولیاء | راہگزر پر ہے یا وہاں کوئی بیٹھا ہے یا کسی ولی |
| او عالم من المحققین تعظیما | یا عالم محقق کا مزار ہے اس کی روح مبارک |
| لروحہ المشرقۃ علی تراب جسدہ | کہ اس کی خاک بدن پر اس طرح پر تو ڈال رہی |
| کاشراق الشمس علی الارض اعلاما | ہے جیسے آفتاب زمین پر اس کی تعظیم کے لیے |
| للناس انہ ولی لیتبرکوا بہ ویدعوا | شمعیں روشن کریں تاکہ لوگ جانیں کہ یہ ولی اللہ |
| اللہ تعالیٰ عندہ فیستجاب لھم | کا مزار ہے اس سے برکت حاصل کریں اور |
| فھو امر جائز لا منع منہ والاعمال | اس کے پاس اللہ عزوجل سے دعا مانگیں کہ ان |
| بالنیات۔ | کی دعا قبول ہو تو یہ جائز بات ہے جس سے اصلاً |
| | ممانعت نہیں اور کام نیتوں پر ہے۔ |

فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے اپنے رسالہ **طوالع النور فی حکم السرج علی القبور** میں اس مسئلہ کو روشن تر لکھا و باللہ التوفیق۔ انہیں اصول سے مزارات اولیائے کرام پر چادر ڈالنے کا بھی جواز ثابت ہے عوام میں قبور عامہ مسلمین کی حرمت باقی نہ رہی۔ آنکھوں

دیکھا ہے کہ بے تکلف ناپاک جوتے پہنے قبور مسلمین پر دوڑے پھرتے ہیں اور دل میں خیال بھی نہیں آتا کہ یہ کسی عزیز کی خاک عزیز زیر پا ہے۔ یا کبھی ہمیں بھی یونہی خاک میں سونا ہے۔ اور بارہا دیکھا کہ جہال قبروں پر بیٹھ کر جوا کھیلتے، فحش بکتے، قہقہے لگاتے ہیں۔ اور بعض کی یہ جرأت کہ معاذاللہ مسلمان کی قبر پر پیشاب کرنے میں باک نہیں رکھتے فَاِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ٥

لہٰذا دردمندان دین نے ادھر مزارات اولیائے کرام کو ان جرأتوں سے محفوظ رکھنے، ادھر جاہلوں کو ان کے ساتھ گستاخی کی آفتِ عظیم سے بچانے کے لیے مصلحت و حاجت شرعیہ سمجھی کہ مزارات طیبہ عام قبور سے ممتاز رہیں، تاکہ عوام کی نظر میں ہیبت و عظمت پیدا ہو اور بیباکانہ برتاؤ کرکے ہلاک میں پڑنے سے باز رہیں۔ اس سے کم حاجت کے باعث علماء نے مصحف شریف کو سونے وغیرہ سے مزین کرنا مستحسن سمجھا ہے کہ ظاہر بیں اسی ظاہری زینت سے جھکتے ہیں اور غور کیجیے تو پوشش کعبہ معظمہ میں بھی ایک بڑی حکمت یہی ہے۔ تو یہاں کہ نہ فقط قلت تعظیم بلکہ معاذاللہ ان شدید بے حرمتیوں کا اندیشہ تھا۔ چادر ڈالنے، روشنی کرنے، امتیاز دینے، قلوب عوام میں وقعت لانے کی سخت حاجت ہوئی۔ اب اس سے منع کرنے والے یا تو سخت کج فہم جاہل اور حالت زمانہ سے نرے غافل ہیں، یا وہی بے ادب محروم ہیں جن کے قلوب میں عظمتِ اولیاء سے خار ہے والعیاذ باللہ رب العالمین۔ فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے رسالہ مذکورہ میں ان مسائل کو آیہ کریمہ ذلك ادنیٰ ان یعرفن فلا یؤذین سے استنباط کیا ہے وللہ الحمد۔

سیدی علامہ محمد ابن عابدین شامی تنقیح الفتاوی الحامدیہ میں کشف النور عن اصحاب القبور تصنیف امام علامہ سیدی نابلسی قدس سرہ ونفعنا اللہ ببرکاتہ سے نقل فرماتے ہیں:

| | |
|---|---|
| لکن نحن الأن نقول ان کان القصد | لیکن ہم اس وقت میں یہ کہتے ہیں کہ اگر اس سے |
| بذلك التعظیم فی اعین العامة | مقصود عوام کی نگاہ میں مزارات اولیا کی تعظیم |
| حتی لا یحتقر واصاحب ھذا | پیدا کرنی ہوتا کہ جس مزار پر کپڑے اور عمامے |
| القبر الذی وضعت علیه الثیاب | رکھے دیکھیں مزار ولی جان کر اس کی تحقیر سے |
| والعمائم لجلب الخشوع والادب | باز رہیں اور تاکہ زیارت کرنے والے غافلوں |
| ولقلوب الغافلین الزائرین لان | کے دلوں میں خشوع و ادب آئے کہ مزارات |

قلوبهم نافرة عند الحضور فی التادب بین یدی اولیاء الله تعالیٰ المدفونین فی تلک القبور کما ذکرنا من حضور روحانیتهم المبارکة عند قبورهم فهو امر جائز لا ینبغی النهی عنه لان الاعمال بالنیات ولکل امرئ ما نوی۔

اولیائے حضور حاضری میں ان کے دل ادب کے لیے نرم نہیں ہوتے اور ہم بیان کر چکے ہیں کہ مزارات کے پاس اولیائے کرام کی روحیں حاضر ہوتی ہیں تو اس نیت سے چادر ڈالنا امر جائز ہے جس سے ممانعت نہ چاہیے اس لیے کہ اعمال نیتوں پر ہیں اور ہر شخص کو وہی ملتا ہے جو اس کی نیت ہے۔

چادروں کے سبز و سرخ ہونے میں بھی حرج نہیں بلکہ ریشمی ہونا بھی روا کہ وہ پہننا نہیں۔ البتہ بلچے ناجائز ہیں۔ اور جب چادر موجود ہو اور وہ ہنوز پرانی یا خراب نہ ہوئی کہ بدلنے کی حاجت ہو تو بیکار چادر چڑھانا فضول ہے۔ بلکہ جو دام اس میں صرف کریں ولی اللہ کی روح مبارک کو ایصال ثواب کے لیے محتاج کو دیں۔ ہاں جہاں معمول ہو کر چڑھائی ہوئی چادر جب حاجت سے زائد ہو خدام، مساکین حاجت مند لے لیتے ہیں، اور اس نیت سے ڈالے تو مضائقہ نہیں کہ یہ بھی تصدق ہو گیا۔

فاتحہ کا کھانا قبروں پر رکھنا تو ویسا ہی منع ہے جیسا چراغ پر رکھ کر جلانا۔ اور اگر قبر سے جدا رکھیں تو حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ
محمدن المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

## مسئلہ[۱۲]: ناموں کی حرمت

۶ جمادی الاولیٰ ۱۳۲۰ھ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ بعض شخص اس طرح نام رکھتے ہیں: تاج الدین، محی الدین، نظام الدین، علی جان، نبی جان، محمد جان، محمد نبی، محمد یٰسین، محمد طٰہٰ، غفور الدین، غلام علی، غلام حسین، غلام غوث، غلام جیلانی، ہدایت علی۔ پس اس طرح کے نام رکھنا جائز ہیں یا نہیں؟ مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی نے اپنے دی میں ہدایت علی نام رکھنا ناجائز بتایا ہے۔ اس میں حق کیا ہے؟ بینوا توجروا۔

# الجواب

محمد نبی، احمد نبی، نبی احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بے شمار درودیں۔ یہ الفاظ کریمہ حضور ہی پر صادق اور حضور ہی کو زیبا ہیں، افضل صلوات اللہ واجل تسلیمات اللہ علیہ وعلیٰ الہ۔ دوسرے کے یہ نام رکھنا حرام ہیں کہ ان میں حقیقۃً ادعائے نبوت نہ ہونا مسلم ورنہ خالص کفر ہوتا۔ مگر صورت ادعا ضرور ہے اور وہ بھی یقیناً حرام ومحظور ہے۔ اور یہ زعم کہ اعلام میں معنی اول ملحوظ نہیں ہوتے، نہ شرعاً مسلم نہ عرفاً مقبول۔

معنی اول مراد نہ ہونے میں شک نہیں مگر نظر سے محض ساقط ہونا بھی غلط ہے۔ احادیث صحیحہ کثیرہ سے ثابت کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بکثرت اسماء حسن کے معنی اصلی کے لحاظ سے کوئی برائی تھی تبدیل فرما دیے۔ جامع ترمذی میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے:

ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یغیر الاسم القبیح — نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عادت کریمہ تھی کہ برے نام کو بدل دیتے تھے۔

سنن ابوداود میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عاصی وعزیز وعتلہ وشیطان وحکم وغراب وحباب وشہاب نام تبدیل فرما دیے۔ قال ترکت اسانیدھا للاختصار۔

اخرم کا نام بدل کر زرعہ رکھا، رواہ عن اسامۃ بن اخذری رضی اللہ تعالیٰ عنہ
عاصیہ کا نام جمیلہ رکھا، رواہ مسلم عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔
برہ کا نام زینب رکھا اور فرمایا:

لاتزکوا انفسکم اللہ اعلم باھل البر منکم۔ رواہ مسلم عن زینب بنت ابی سلمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہما — اپنی جانوں کو آپ اچھا نہ بتاؤ۔ خدا خوب جانتا ہے کہ تم میں نکوکار کون ہے۔

(برہ کے معنی تھے زن نیکوکار۔ اسے خودستائی بتا کر تبدیل فرمایا)۔ اور ارشاد فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

انکم تدعون یوم القیمۃ باسمائکم — بیشک تم روز قیامت اپنے اور اپنے والدوں

واسماء ابائکم فاحسنوا اسماءکم۔ رواہ احمد وابوداود عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند جید

کے نام سے پکارے جاؤ گے تو اپنے نام اچھے رکھو۔

اگر اصلی معنی بالکل ساقط النظر ہیں تو فلانا نام اچھا فلاں برا ہونے کے کیا معنی اور تبدیل کی کیا وجہ اور خود ستائی کہاں، مسمّٰی پر دلالت کرنے میں سب یکساں۔ معنذا انہیں لوگوں سے پوچھ دیکھیے، کیا اپنی اولاد کا نام شیطان ملعون، رافضی خبیث، خوک وغیرہ رکھنا گوارا کریں گے؟ ہرگز نہیں۔ تو قطعاً معنی اصلی کی طرف لحاظ باقی ہے۔ پھر کس منہ سے اپنے آپ اور اپنی اولاد کو نبی کہتے کہلواتے ہیں۔ کیا کوئی مسلمان اپنا یا اپنے بیٹے کا رسول اللہ، خاتم النبیین یا سید المرسلین نام رکھنا روا رکھے گا؟ حاشا وکلا۔ پھر محمد نبی، احمد نبی، نبی احمد کیونکر روا ہو گیا؟ یہاں تک کہ بعض خدا نا ترسوں کا نام نبی اللہ سُنا ہے۔ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ کیا رسالت وختم نبوت کا ادعا حرام ہے اور نری نبوت کا حلال؟ مسلمانوں پر لازم ہے کہ ایسے ناموں کو تبدیل کر دیں ؎

ہیچ پسند دخرد جاں فروز
تاج شہے بر سر کفش دوز

عجب نہیں کہ ایسی علیل تاویل، ذلیل تخیل والے شدہ شدہ اللہ یا رب العالمین نام رکھنے لگیں کہ آخر علم میں اصلی معنی تو ملحوظ نہیں والعیاذ باللہ رب العالمین۔

یونہی نبی جان نام رکھنا نامناسب ہے۔ اگر جان ایک کلمۂ جداگانہ بنظر محبت زیادہ کیا ہوا جانیں جیسا کہ غالب یہی ہے جب تو ظاہر کہ ظاہر ادعائے نبوت ہوا۔ اور اگر ترکیب مقلوب سمجھیں یعنی جانِ نبی، تو یہ تزکیہ وخود ستائی میں برہ سے ہزار درجہ زائد ہوا۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے پسند نہ فرمایا، یہ کیونکر پسند ہو سکتا ہے؟ یہاں تبدیل میں کچھ بہت حرج بھی نہیں۔ ایک ہ بڑھانے میں گناہ سے بچ جائے گا اور اچھا خاصہ جائز نام پائے گا۔ محمد نبیہ، احمد نبیہ نبیہ احمد۔ نبیہ جان کہا اور لکھا کیجیے۔ نبیہ بمعنی بیدار وہوشیار ہے۔

یونہی یٰسٓ وطٰہٰ نام رکھنا منع ہے کہ وہ اسمائے الٰہیہ واسمائے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم سے ایسے نام ہیں جن کے معنی معلوم نہیں۔ کیا عجب کہ ان کے معنی وہ ہوں جو غیر خدا ورسول میں صادق نہ آسکیں، تو ان سے احتراز لازم۔ جس طرح نا معلوم المعنی رقیہ منتر جائز نہیں ہوتا کہ مبادا کسی شرک و ضلال پر مشتمل ہو۔ امام ابوبکر ابن العربی کتاب احکام القرآن میں فرماتے ہیں:

روی اشھب عن مالک لا یتسمی احد یٰسین لانہ اسم اللہ تعالیٰ وھو کلام بدیع وذٰلک ان العبد یجوز لہ ان یسمی باسم الرب اذا کان فیہ معنی منہ کعالم وقادر وانما منع مالک من التسمیۃ بھذا الاسم لانہ من الاسماء التی لا یدری ما معناھا فربما کان ذٰلک معنی ینفرد بہ الرب تعالیٰ فلا ینبغی ان یقدم علیہ من لا یعرف لما فیہ من الخطر فاقتضی النظر المنع منہ۔

اشہب نے مالک سے روایت کیا کوئی آدمی یٰسین نام نہ رکھے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کا نام ہے اور وہ بدیع کلام ہے کہ بندے کے لیے جائز ہے کہ اللہ کے ناموں سے وہ نام رکھے جن کے معنی اس کے اندر بھی پائے جائیں۔ جیسے عالم قادر۔ اور مالک نے اس نام سے منع اس لیے کیا ہے کہ یہ ایسے ناموں سے ہے جن کے معانی معلوم نہیں ہیں۔ غالباً اس کا معنی ایسا ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ منفرد ہیں پس جسکے معنیٰ پہچانتا نہ ہو اس کو اس پر اقدام نہیں کرنا چاہیے اس لیے کہ اس میں خطرہ ہے پس اس کے نظری ہونے کا تقاضا یہ ہے کہ ایسے نام نہ رکھے۔

علامہ شہاب الدین احمد خفاجی حنفی مصری نسیم الریاض شرح شفائے امام قاضی عیاض میں اسے نقل کرکے فرماتے ہیں: وھو کلام نفیس۔ فقیر نے اس کے حاشیہ پر لکھا:

قد کان ظھر لی المنع عنہ لعین ھٰذا المعنیٰ لکن نظرا الی انہ اسم النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ولا ندری معناہ فلعل لہ معنی لا یصح فی غیرہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الخ ولعل ھٰذا اولیٰ مما تقدم لان کونہ اسم النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ظھر واشھر فلا یکون لہ معنی ینفرد بہ الرب عزوجل واللہ تعالیٰ اعلم۔



ترجمہ: [illegible] کے معنی مخصوص ہونے کی وجہ سے میرے نزدیک یہ نام نہ رکھا جائے، لیکن اس میں غور

کرنے کی بات یہ ہے کہ یہ نام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی ہے اور ہم اس کے معنی نہیں جانتے تو حضور کے سوا کسی کا یہ نام رکھنا جائز نہیں۔ اس سے یہ ثابت ہو گیا کہ نام صرف اللہ کے ساتھ ہی مخصوص نہیں بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام بھی ہے مگر کسی اور کے لیے جائز نہیں۔

بعینہٖ یہی حال اسم طٰہٰ کا ہے۔ والبیان البیان والدلیل الدلیل۔ لفظ پاک محمد ان میں شامل کر دینا ممانعت کی تلافی نہ کرے گا۔ کہ لیٰس وطٰہٰ اب بھی نامعلوم المعنی ہی رہے اگر وہ معنی مخصوص بذات اقدس ہوئے تو محمد ملانا ایسا ہو گا کہ کسی کا نام رسول اللہ نہ رکھا محمد رسول اللہ رکھا۔ یہ کب حلال ہو سکتا ہے، وھذا کلہ ظاھر جدا۔

یونہی غفور الدین بھی سخت قبیح و شنیع ہے۔ غفور کے معنی مٹانے والا چھپانے والا۔ اللہ عزوجل غفور ذنوب ہے یعنی اپنی رحمت سے اپنے بندوں کے ذنوب مٹاتا عیوب چھپاتا ہے۔ تو غفور الدین کے معنی ہوئے دین کا مٹانے والا۔ یہ ایسا ہوا جیسے شیطان نام رکھنا جسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تبدیل فرما دیا۔ ہاں دین پوش، تقیہ کوش۔ یہ ایسا ہوا جیسے رافضی نام رکھنا۔ بہر حال شدید شناعت پر مشتمل ہے۔ اس سے تو عاصیہ نام بہت ہلکا تھا جسے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تغیر فرمایا کہ معاصی کا عرفاً اطلاق اعمال تک ہے اور دین پوشی کی بلاغت وعقائد پر۔ والعیاذ باللہ رب العلمین۔ حدیث میں ہے الفال موکل بالمنطق بعض برے ناموں کی تبدیل کا یہی منشا تھا کما ارشد الیہ غیر ما حدیث مولانا علی قاری مرقاۃ میں نقل فرماتے ہیں:

ان الاسماء تنزل من السماء　　　نام آسمان سے اترتے ہیں۔

یعنی غالباً اسم و مسمیٰ میں کوئی مناسبت غیب سے ملحوظ ہوتی ہے۔ اہل تجربہ نے کہا ہے ع

مزن فال بد کاورد حال بد

اللھم احفظنا وارحمنا۔ فقیر نے بچشم خود ایسے قبیح ناموں کا سخت برا اثر پڑتے دیکھا ہے۔ بھلے چنگے سنی صورت کو آخر عمر میں دین پوش، ناحق کوش ہوتے پایا ہے۔ نسأل اللہ العفو و العافیۃ۔ اللھم یا قدیر یا رحمٰن یا رحیم یا عزیز یا غفور صل وسلم وبارک علی سیدنا و مولانا محمد و آلہ وصحبہ وثبتنا علی دینک الحق الذی ارتضیتہ لانبیائک ورسلک وملائکتک حتی نلقاک بہ وعافنا من البلاء والبلوی والفتن ما ظھر منھا وما بطن

وصل وسلم وبارک علیٰ سیّدنا محمّد وّاٰلہ اجمعین وارحم عجزنا وفاقتنا بھم یا ارحم الراحمین آمین۔ والصلوٰۃ والسلام علی الشفیع الکریم واٰلہ وصحبہ اجمعین والحمد للہ رب العلمین آمین۔

اور ایک سخت آفت یہ ہوتی ہے کہ ایسے قبیح نام والے اپنے نام کے ساتھ حسب رواج نام پاک محمد ملا کر لکھتے کہتے اور اسی کی اوروں سے طمع رکھتے ہیں۔ اگر کوئی خالی ان کا نام بے نام اقدس لکھے تو گویا اپنی حقارت جانتے اور آدھا نام لینا سمجھتے ہیں۔ حالانکہ ایسے برے معنی کے ساتھ اس نام پاک کا ملانا خود اس نام کریم کے ساتھ گستاخی ہے۔ یہ نکتہ ہمیشہ یاد رہے کہ ان امور کی طرف اسی کو التفات وتنبہ عطا فرماتے ہیں جسے ایمان وادب سے حصہ وافیہ بخشتے ہیں وللہ الحمد۔

اسی بنا پر فقیر کبھی جائز نہیں رکھتا کہ کلب علی، کلب حسن، کلب حسین، غلام علی، غلام حسن، غلام حسین، غلام جیلانی وامثال ذٰلک اسماء کے ساتھ نام پاک ملا کر کہا جائے۔ اللھم ارزقنا حسن الادب ونجنا من موبقات الغضب آمین۔

نظام الدین، محی الدین، تاج الدین اور اسی طرح وہ تمام نام جن میں مسمّٰی کا معظم فی الدین بلکہ معظم علی الدین ہونا نکلے جیسے شمس الدین، بدر الدین، نور الدین، فخر الدین، شمس الاسلام، محی الاسلام، بدر الاسلام وغیر ذٰلک سب کو علمائے کرام نے سخت ناپسند رکھا اور مکروہ وممنوع رکھا۔ اکابر دین قدست اسرارہم کہ امثال اسلامی سے مشہور ہیں یہ ان کے نام نہیں، القاب ہیں کہ ان مقامات رفیعہ تک وصول کے بعد مسلمین نے توصیفاً انہیں ان لقبوں سے یاد کیا۔ جیسے شمس الائمہ حلوائی فخر الاسلام بزدوی، تاج الشریعۃ، صدر الشریعۃ۔ یونہی محی الحق والدین حضور پر نور سیدنا غوث اعظم۔ معین الحق والدین حضرت خواجہ غریب نواز۔ وارث النبی، سلطان الہند حسن سنجری، شہاب الحق والدین عمر سہروردی۔ بہاؤ الحق والدین نقشبند، قطب الحق والدین بختیار کاکی، شیخ الاسلام فرید الحق والدین مسعود۔ نظام الحق والدین سلطان الاولیاء محبوب الٰہی۔ محمد نصیر الحق والدین چراغ دہلوی محمود وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ونفعنا ببرکاتھم فی الدنیا والدین۔

حضور پر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لقب پاک محی الدین خود روحانیت اسلام نے رکھا۔ جس کی روایت معروف ومشہور اور بہجۃ الاسرار شریف وغیرہ کتب ائمہ وعلماء میں مذکور۔ حق سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے لاتزکوا انفسکم۔ فصول علامی میں ہے لایسمیہ

بمافیہ تزکیۃ ۔ ردالمحتار میں ہے:

یؤخذ من قولہ ولا بمافیہ تزکیۃ
المنع عن نحو محی الدین وشمس الدین
مع ما فیہ من الکذب والف بعض
المالکیۃ فی المنع منہ مؤلفا و
صرح بہ القرطبی فی شرح الاسماء
الحسنیٰ وانشد بعضھم فقال ؎

(۱) اری الدین یستحیی من اللہ ان یری
وھٰذا لہ فخر وذاک نصیرٌ

(۲) فقد کثرت فی الدین القاب عصبۃ
ھم مافی مراعی المنکرات حمیرٌ

(۳) وانی اجل الدین عن عزہ بھم
واعلم ان الذنب فیہ کبیرٌ

ونقل عن الامام النووی انہ
کان یکرہ من القبۃ بمحی الدین و
یقول لا اجعل من دعانی بہ فی
حل ومال الی ذلک العارف باللہ
تعالیٰ الشیخ سنان فی کتابہ
تبیین المحارم واقام الطامۃ
الکبریٰ علی المتین بمثل ذلک
وانہ من التزکیۃ المنہی عنھا فی
القراٰن ومن الکذب قال ونظیرہ
مایقال للمدرسین بالترکی
افندی وسلطانم ونحوہ ۔ ثم

مصنف کے قول لا بمافیہ تزکیۃ سے معلوم ہوتا
ہے ممانعت مثل محی الدین و شمس الدین نام رکھنے
میں ہے علاوہ اس کے اس میں جھوٹ بھی ہے اور بعض
مالکی علماء نے ایسے ناموں کے ممنوع ہونے میں ایک
کتاب لکھی ہے اور قرطبی نے اس کی تصریح شرح
اسماء حسنیٰ میں کی ہے اور بعض نے اس بارہ میں
کچھ اشعار لکھے ہیں پس کہا ہے: "میں دیکھتا ہوں
دین کو کہ حیا کرتا ہے اللہ تعالیٰ سے جو دکھایا
جائے۔ حالانکہ یہ اس کے لیے فخر ہے اور یہ اس
کے لیے نصیر یعنی مددگار ہے۔ تحقیق بہت برے
دین میں القاب اس کے مددگاروں کے یہ
وہ لوگ ہیں جو برائیوں کی رعایت میں گدھے
ہیں۔ اور تحقیق دین کی موت ان جیسے لوگوں کے
ساتھ اس کی عزت میں ہے" اور جان لے کر
اس میں ان کا بڑا گناہ ہے۔

اور امام نووی سے نقل کیا گیا ہے کہ وہ
محی الدین کے ساتھ اپنے ملقب ہونے کو ناپسند
فرماتے تھے اور فرماتے تھے جو شخص مجھے اس
لقب کے ساتھ پکارے گا میں اسے معاف نہیں
کرونگا اور اسکی طرف مائل ہوئے شیخ سنان عارف باللہ
اپنی کتاب تبیین المحارم اور اقام الطامۃ الکبریٰ علی
المتین میں مثل اس کے اور یہ کہ تحقیق یہ وہ تزکیہ
ہے جس سے قرآن مجید میں منع کیا گیا ہے اور

قال فان قيل هٰذه مجازات — جرمت سے ہے اور کہا مثل اس کے وہ جو
صادرت کا لاعلام مخرجت — کہا جاتا ہے واسطے مدرسین کے ترکی میں
عن التزكية فی الجواب ان هٰذا — آفندی وسلطانم اور اس کی مثل پھر کہا ہے
يردہ ما يشا هد من انه اذا — پس اگر کہا جائے یہ مجازات ہیں جو ناموں
نودی باسمه العلم وجد علی من — کی طرح ہو گئے ہیں پس تزکیہ سے نکل گئے تو
نا داه به فعلم ان التزكية باقية الخ — جواب یہ ہے کہ ہمارا مشاہدہ اس بات کو رد

کرتا ہے کیونکہ اگر ان اشخاص کو اگر ان کے اسمار اعلام سے پکارا جائے تو پکارنے والے پر لوگ غصہ کریں گے پس معلوم ہوا کہ تزکیہ کے لیے باقی ہے الخ

سترہ نام کہ سائل نے پوچھے ان میں سے یہ دس ناجائز و ممنوع ہیں۔ باقی سات میں حرج نہیں۔ علی جان، محمد جان کا جواز تو ظاہر ہے کہ اصل نام علی و محمد ہے اور جان بنظر محبت زیادہ۔ اور حدیث سے ثابت کہ محبوبانِ خدا انبیاء و اولیاء علیہم الصلوٰۃ والثناء کے اسمائے طیبہ پر نام رکھنا مستحب ہے جبکہ ان کے مخصوصات سے نہ ہو۔ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

تسموا باسماء الانبياء۔ رواه — انبیاء کے ناموں پر نام رکھو۔
البخاری فی الادب المفرد وابو داؤد والنسائی عن ابی وهب الجشمی وله تتمة والبخاری فی التاریخ بلفظ سموا عن عبد الله بن جراد رضی الله تعالیٰ عنه وله تتمة اخری۔

اور محمد واحمد ناموں کے فضائل میں تو احادیث کثیرہ عظیمہ جلیلہ وارد ہیں:

حدیث ۱: صحیحین و مسند احمد و جامع ترمذی و سنن ابن ماجہ میں حضرت انس۔

حدیث ۲: صحیحین و ابن ماجہ میں حضرت جابر۔

حدیث ۳: معجم کبیر طبرانی میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

سموا باسمی ولا تكنوا بكنيتی — میرے نام پر نام رکھو اور میری کنیت نہ رکھو۔

حدیث ۴: ابن عساکر و حافظ حسین بن احمد بن عبد اللہ بن بکیر حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

| | |
|---|---|
| من ولد لہ مولود فسماہ محمدا | جس کے لڑکا پیدا ہو اور وہ میری محبت اور میرے |
| حبالی وتبرکا باسمی کان ھو و | نام پاک سے تبرک کے لیے اس کا نام محمد رکھے |
| مولودہ فی الجنۃ۔ | وہ اور اس کا لڑکا دونوں بہشت میں جائیں۔ |

امام خاتم الحفاظ جلال الملۃ والدین سیوطی فرماتے ہیں:

| | |
|---|---|
| ھذا امثل حدیث ورد فی ھٰذا | جس قدر حدیثیں اس باب میں آئیں یہ سب |
| الباب واسنادہ حسن | میں بہتر ہے اور اس کی سند حسن ہے۔ |

ونازعہ تلمیذہ الشامی بما ردہ العلامۃ الزرقانی فراجعہ۔

حدیث ۵: حافظ ابو طاہر سلفی و حافظ ابن بکیر حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں روز قیامت دو شخص حضرت عزت کے حضور کھڑے کیے جائیں گے حکم ہوگا انہیں جنت میں لے جاؤ۔ عرض کریں گے الٰہی! ہم کس عمل پر جنت کے قابل ہوئے ہم نے تو کوئی کام جنت کا نہ کیا۔ رب عزّ وجل فرمائے گا:

| | |
|---|---|
| ادخلا الجنۃ فانی آلیت علی نفسی | جنت میں جاؤ کہ میں نے حلف فرمایا ہے کہ |
| ان لا یدخل النار من اسمہ احمد | جس کا نام احمد یا محمد ہو وہ دوزخ میں نہ |
| ولا محمد۔ | جائے گا۔ |

یعنی جب کہ مومن ہو۔ اور مومن عرف قرآن و حدیث اور صحابہ میں اسی کو کہتے ہیں جو سنی صحیح العقیدہ ہو کما نص علیہ الائمۃ فی التوضیح وغیرہ۔ ورنہ بدمذہبوں کے لیے تو حدیثیں یہ ارشاد فرماتی ہیں کہ وہ جہنم کے کتے ہیں، ان کا کوئی عمل قبول نہیں۔ بدمذہب اگر حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان مظلوم قتل کیا جائے اور اپنے اس مارے جانے پر صابر و طالب ثواب رہے جب بھی اللہ عزّ وجل اس کی کسی بات پر نظر نہ فرمائے اور اسے جہنم میں ڈالے۔ یہ حدیثیں دار قطنی و ابن ماجہ و بیہقی و ابن الجوزی وغیرہم نے حضرت ابو امامہ و حذیفہ و انس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیں اور فقیر نے اپنے فتاوی میں متعدد جگہ لکھیں۔ تو محمد بن عبد الوہاب نجدی وغیرہ گمراہوں کے لیے ان

حدیثوں میں اصلاً بشارت نہیں، نہ کہ سید احمد خاں کی طرح کفار جس کا مسلک کفر قطعی کر کافر پر تو جنت کی ہوا تک یقیناً حرام ہے۔

حدیث ۶: ابو نعیم حلیۃ الاولیاء میں حضرت نبیط بن شریط رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

قال اللہ تعالیٰ وعزتی وجلالی لاعذبت احداتسمی باسمك فی النار۔

رب عزوجل نے مجھ سے فرمایا مجھے اپنے عزت وجلال کی قسم جس کا نام تمہارے نام پر ہوگا اسے دوزخ کا عذاب نہ دوں گا۔

حدیث ۷: حافظ ابن بکیر امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

حدیث ۸: دیلمی مسند الفردوس میں مرفوعاً راوی کہ مولیٰ علی فرماتے ہیں۔

حدیث ۹: ابن عدی کامل اور ابو سعید نقاش بسند صحیح اپنے معجم شیوخ میں راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ما اطعم طعام علی مائدۃ ولا جلس علیھا وفیھا اسمی الاوقدسوا کل یوم مرتین۔

جس دسترخوان پر لوگ بیٹھ کر کھانا کھائیں، اور ان میں کوئی محمد نام کا ہو وہ لوگ ہر روز دو بار مقدس کیے جائیں۔

حاصل یہ کہ جس گھر میں ان پاک ناموں کا کوئی شخص ہو دن میں دو بار اس مکان میں رحمت الٰہی کا نزول ہو۔ ولہٰذا حدیث امیر المومنین کے لفظ یہ ہیں:

مامن مائدۃ وضعت فحضر علیھا من اسمہ احمد او محمد الا قدس اللہ ذٰلك المنزل کل یوم مرتین۔

حدیث ۱۰: ابن سعد طبقات میں عثمان عمری سے مرسلاً راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ماضر احدکم لو کان فی بیتہ محمد ومحمدان وثلثۃ۔

تم میں کسی کا کیا نقصان ہے اگر اس کے گھر میں ایک محمد یا دو محمد یا تین محمد ہوں۔

ولہذا فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے اپنے سب بیٹوں بھتیجوں کا عقیقے میں صرف محمد نام رکھا۔ پھر نام اقدس کے حفظ آداب اور باہم تمیز کے لیے عرف جدا مقرر کیے۔ بحمد اللہ تعالیٰ فقیر کے یہاں پانچ محمد اب موجود ہیں، سلمھم اللہ تعالیٰ وعافاھم والی مدارج الکمال رقاھم۔ اور پانچ سے زائد اپنی راہ گئے۔ جعلھم اللہ لنا اجرا وذخرا وفرطا بوجمتہ وبعزۃ اسم محمد عندلہ آمین۔

حدیث ۱۱: طرائفی وابن الجوزی امیر المومنین مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنیٰ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ما اجتمع قوم قط فی مشورۃ و فیھم رجل اسمہ محمد لم یدخلوہ فی مشورتھم الا لم یبارک لھم فیہ۔

جب کوئی قوم کسی مشورے کے لیے جمع ہوں اور ان میں کوئی شخص محمد نام ہو اور اسے اپنے مشورے میں شریک نہ کریں ان کے لیے اس مشورے میں برکت نہ رکھی جائے۔

حدیث ۱۲: طبرانی کبیر میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من ولد لہ ثلثۃ اولاد فلم یسم احد امنھم محمد فقد جھل۔

جس کے تین بیٹے پیدا ہوں اور وہ ان میں کسی کا نام محمد نہ رکھے ضرور جاہل ہے۔

حدیث ۱۳: حاکم وخطیب تاریخ اور دیلمی مسند میں امیر المومنین مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں:

اذا سمیتم الولد محمدا فاکرموہ واوسعوا لہ فی المجلس ولا تقبحوا لہ وجھا۔

جب لڑکے کا نام محمد رکھو تو اس کی عزت کرو اور مجلس میں اس کے لیے جگہ کشادہ کرو اور اسے برائی کی طرف نسبت نہ کرو۔ یا اس پر برائی کی دعا نہ کرو۔

حدیث ۱۴: بزار مسند میں حضرت ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اذا سمیتم محمد افلا تضربوہ ولا تحرموہ۔ جب لڑکے کا نام محمد رکھو تو اسے نہ مارو نہ محروم کرو۔

حدیث ۱۵: فتاوی امام شمس الدین سخاوی میں ہے ابو شعیب حرانی نے امام عطاء تابعی جلیل الشان استاد امام الائمہ سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے:

من اراد ان یکون حمل زوجۃ ذکرا فلیضع یدہ علی بطنھا ولیقل ان کان ذکرا فقد سمیتہ محمدًا فانہ یکون ذکرا۔ جو چاہے کہ اس کی عورت کے حمل میں لڑکا ہو اسے چاہیے اپنا ہاتھ عورت کے پیٹ پر رکھ کر کہے ان کان ذکرا فقد سمیتہ محمدًا اگر لڑکا ہے تو میں نے اس کا نام محمد رکھا۔ ان شاء اللہ العزیز لڑکا ہی ہوگا۔

امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

ماکان فی اھل بیت اسم محمد الا کثرت برکتہ۔ جس گھر والوں میں کوئی محمد نام کا ہوتا ہے اس گھر کی برکت زیادہ ہوتی ہے۔

ذکرہ المناوی فی شرح التیسیر تحت الحدیث العاشر والزرقانی فی شرح المواھب۔

بہتر یہی ہے کہ صرف محمد یا احمد نام رکھے۔ اس کے ساتھ جان وغیرہ اور کوئی لفظ نہ ملائے کہ فضائل تنہا انہیں اسمائے مبارکہ کے وارد ہوئے ہیں۔

غلام علی، غلام حسین، غلام غوث، غلام جیلانی اور ان کے امثال تمام جن میں اسمائے محبوبان خدا کی طرف اضافت لفظ غلام سے ہو سب کا جواز بھی قطعاً بدیہی ہے۔ فقیر غفراللہ تعالیٰ نے اپنے فتاویٰ میں ان ناموں پر ایک فتویٰ قدرے مفصل لکھا اور قرآن و حدیث اور خود پیشوایان وہابیہ کے اقوال سے ان کا جواز ثابت کیا۔ اللہ عزوجل فرمایا ہے:

وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ كَأَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُونٌ ۝ ان پر ان کے غلام گشت کرتے ہوں گے گویا وہ موتی ہیں محفوظ رکھے ہوئے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لا یقولن احدکم عبدی کلکم عبید اللہ ولکن لیقل غلامی ھذا مختصر رواہ مسلم عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ

ہرگز تم میں کوئی اپنے مملوک کو یوں نہ کہے کہ میرا بندہ۔ تم سب خدا کے بندے ہو۔ ہاں یوں کہے کہ میرا غلام۔

وہابیہ کے شرک ہمیشہ ایسے ہی ہوتے ہیں کہ خود قرآن وحدیث میں بھرے ہوتے ہیں۔ خدا ورسول تک ان شرک دوستوں کے حکم شرک سے محفوظ نہیں والعیاذ باللہ رب العلمین مزہ یہ ہے کہ لفظ غلام کی اسمائے الٰہیہ جل وعلا کی طرف اضافت خود ممنوع ہے۔ اللہ کا غلام نہ کہا جائے گا کہ غلام کے معنی حقیقی پسر ہیں۔ ولہٰذا عبید کو تشفقۃ عربی میں غلام اور اردو میں چھوکرا کہتے ہیں۔ سیدی علامہ عارف باللہ عبد الغنی نابلسی قدس سرہ القدسی حدیقۂ ندیہ میں زیر حدیث مذکور فرماتے ہیں:

(ولکن لیقل غلامی وجاریتی وفتائی وفتاتی) مراعاۃ لجانب الادب فی حق اللہ تعالیٰ لانہ یقال عبد اللہ وامۃ اللہ ولا یقال غلام اللہ وجاریۃ اللہ ولا فتی اللہ ولا فتاۃ اللہ اھ باختصار۔

سبحان اللہ! یہ عجب شرک ہے جو خود حضرت عزت کے لیے روا نہیں بلکہ اس کے غیر ہی کے لیے خاص ہے۔ مگر ہے یہ کہ وہابیہ کے دین فاسد میں محبوبان خدا کا نام ذرا اعزاز وتکریم کی نگاہ سے آیا اور شرک نے منہ پھیلایا۔ پھر چاہے وہ بات خدا کے لیے خاص ہونا درکنار خدا کے لیے جائز بلکہ متصور ہی نہ ہو۔ آخر نہ دیکھا کہ ان کے پیشوا نے تقویۃ الایمان میں قبر پر شامیانہ کھڑا کرنا، مورچھل جھلنا شرک بتادیا اور اُسے صاف صاف ان باتوں میں جو خدا نے اپنی تعظیم کے لیے خاص کی ہیں گنادیا۔ یعنی اس کے معبود نے کہہ دیا ہے کہ میری ہی قبر پر شامیانہ کھڑا کرنا، میری ہی قبر پر مورچھل جھلنا۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ آخر نہ سنا کہ ان کے طائفہ غیر مقلدان کے اب نئے پیشوا صدیق حسن خان قنوجی بھوپالی آنجہانی اپنے رسالہ الکلمۃ الحق میں لکھ گئے ؂

چو غلام آفتابم ہمہ ز آفتاب گویم

خدا کی شان! غلام محمد، غلام علی، غلام حسن، غلام غوث تو معاذ اللہ شرک وحرام اور

غلام آفتاب ہونا یوں جائز و بے ملام۔ حالانکہ ترجمہ کیجیے تو جیسا فارسی میں غلام آفتاب ویسا ہی عربی میں مشرکین عرب کا نام عبد شمس، ہندی میں کفار ہنود کا نام سورج داس۔ زبانیں مختلف ہیں اور حاصل ایک۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

ہدایت علی کا جواز بھی ویسا ہی ظاہر و باہر جس میں اصلاً عدم جواز کی بو نہیں۔ وہابیہ خذلہم اللہ تعالیٰ کہ محبوبانِ خدا کے نام سے جلتے ہیں آج تک ان کے کبرا نے بھی اس میں کلام نہ کیا۔ البتہ مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی کے مجموعہ فتاویٰ جلد اوّل طبع اوّل ص۲۶۴ میں اس نام پر اعتراض دیکھا گیا اول کلام میں تو صرف خلاف اولیٰ ٹھیرایا تھا، آخر میں ناجائز و گناہ قرار دے دیا۔ حالانکہ یہ محض غلط ہے۔ اس کا خلاصہ عبارت یہ ہے:

## استفتاء

کسے نام خود ہدایت علی می داشت. بایہام اسمائے شرکیہ تبدیل نمود و ہدایت العلی نہاد۔ شخصے برآں معترض شد کہ لفظ ہدایت مشترک است بین معنیین ارائۃ الطریق وایصال الی المطلوب وہکذا لفظ علی بغیر الف ولام مشترک است بین اسماے الٰہیہ و حضرت علی کرم اللہ وجہہ، مجیب گفت دریں صورت تائید من ست۔ چہ ہرگاہ لفظ ہدایت وعلی مشترک شد بین معنیین، پس چہار احتمال می شود یکے ازاں از ہدایت معنی اول واز علی اللہ جل شانہٗ۔ دوم از ہدایت معنی ثانی واز علی اللہ جل جلالہٗ۔ سوم از ہدایت معنی اول واز علی حضرت علی کرم اللہ وجہہ۔ چہارم از ہدایت معنی ثانی واز علی حضرت علی۔ پس سہ احتمال اول خالی از ممانعت شرعیہ

کسی شخص کا نام ہدایت علی تھا، شرکی نام ہونے کے وہم کی بنا پر نام تبدیل کیا اور ہدایت العلی رکھ لیا۔ ایک شخص نے اس پر اعتراض کیا کہ لفظ ہدایت مشترک درمیان دو معنوں کے ہے۔ ایک معنی ہیں راہ دکھانا اور دوسرے کے معنی ہیں مطلوب تک پہنچانا۔ اور اسی طرح لفظ علی بغیر الف لام کے مشترک ہے درمیان اسماء الٰہیہ کے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کے۔ مجیب نے کہا اس صورت میں میری تائید ہے کیونکہ جب لفظ ہدایت اور علی دو معنوں میں مشترک ہوئے پس چار احتمالات بنتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ ہدایت سے مراد معنی اول ہو اور علی سے اللہ جل شانہٗ۔ دوسرا یہ کہ ہدایت سے مراد معنی ثانی اور علی سے مراد اللہ جل شانہٗ۔ تیسرا یہ کہ ہدایت سے مراد معنی اوّل اور علی سے مراد حضرت علی کرم اللہ وجہہ۔ چوتھا

ہستند۔ البتہ رابع خالی از ممنوعیت نیست چہ در جملہ اسمائے شرکیہ مفہوم می شود۔ پس ہر اسم کہ دائرہ شود بین اسمائے شرکیہ و مذمومہ احتراز ازاں لابدی ست بلکہ واجب و اگر کسے بر اسم متنازع فیہ قیاس نمودہ بر عبداللہ شرک ثابت کند یا یا علی گفتن ممانعت نماید قیاس او صحیح ست یا نہ بینوا توجروا۔

**ھوالمصوب:**

لفظ علی کہ از اسمائے الٰہیہ ست الف لام براں زائد می شود برائے تعظیم چنانکہ در الفضل والنعمان وغیرہ بر لفظ علی کہ از اسمائے مرتضیٰ ست لام داخل نمی شود۔ بنا ءً علیہ ہدایت العلی اولیٰ ست از ہدایت علی چہ در اولیٰ اشتباہ اضافت ہدایت بسوئے علی مرتضیٰ نیست و در صورت ثانیہ بسبب اشتراک لفظ ہدایت بحسب استعمال و اشتراک لفظ علی اشتباہ امر ممنوع موجود و در اسامی از ہمچو اسم کہ ایہام مضمون غیر مشروع سازد احتراز لازم۔ ہمیں سبب علماء از تسمیہ عبدالنبی وغیرہ منع ساختہ اند و اما در عبداللہ وغیرہ پس ایہام از امر غیر مشروع نیست۔ و ہمچنیں در یا علی ہر گاہ مقصود ندائے پروردگار

یہ کہ ہدایت سے مراد معنی اول اور علی سے مراد حضرت علی کرم اللہ وجہہ۔ پس پہلے تین احتمالات ممانعت شرعیہ سے خالی ہیں۔ البتہ چوتھا احتمال ممنوعیت سے خالی نہیں کیونکہ یہ اسماء شرکیہ کے زمرہ سے معلوم ہوتا ہے۔ پس جو اسم واقع ہو درمیان شرکیہ اور غیر شرکیہ بکساں سے بچنا ضروری ہے۔ بلکہ بچنا واجب ہے۔ اگر کوئی آدمی اسم متنازع فیہ پر قیاس کرتا ہوا عبداللہ پر شرک ثابت کرے، یا علی کہنے سے روکے تو کیا اس کا قیاس صحیح ہے یا نہ؟ بیان کرو اجر دیے جاؤ گے۔

وہی ہے سیدھی راہ دکھانے والا۔

لفظ علی جو کہ اسمائے الٰہیہ سے ہے اس پر تعظیم کے لیے الف لام زائد ہوتا ہے جیسا کہ الفضل اور النعمان وغیرہ لفظ علی جبکہ حضرت مرتضیٰ کا نام ہو اس پر الف لام داخل نہیں ہوتا اس پر ہدائت العلی نام رکھنا بہتر ہے۔ کیونکہ ہدائت العلی نام رکھنے میں اشتباہ اضافت ہدائت کا حضرت مرتضیٰ کی طرف نہیں ہے اور ہدایت علی نام رکھنے میں بسبب اشتراک لفظ ہدایت کے باعتبار استعمال کے اور بوجہ اشتراک لفظ علی کے امر ممنوع کا اشتباہ موجود ہے اور ناموں میں ایسے نام جن سے ایہام مضمون غیر مشروع کا ہو، بچنا لازم ہے۔ اسی لیے علماء نے عبدالنبی وغیرہ نام رکھنے سے منع کیا ہے لیکن عبداللہ وغیرہ پس ان میں غیر شروع

باشد نزاعی نیست۔ کا ابہام نہیں اور اسی طرح یا علی کہنا جبکہ اس سے مقصود

حررہٗ ابوالحسنات عبدالحی — نداے پروردگار ہو کوئی نزاع نہیں۔

اقول یہ جواب سخت عجب عجاب ہے۔ یتسادك هزا بل يساوی هزا۔

اوّلاً: اس تمام کلام مختل النظام کا معنی ہی سرے سے پا در ہوا ہے ممنوع ایہام ہے نہ مجرد احتمال ولو ضعیفا بعیدا۔ ایہام و احتمال میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ ایہام میں تبادر درکار ہے۔ ذہن اس معنی ممنوع کی طرف سبقت کرے نہ یہ کہ شقوق محتملہ عقلیہ میں کوئی شق معنی ممنوع کی بھی نکل سکے۔ تلخیص میں ہے

الایھام ان یطلق لفظ له معنیان — ایہام یہ ہے کہ ایک لفظ بولا جائے جس کے
قریب وبعید ویراد بالبعید۔ — دو معنی ہوں۔ قریب اور بعید اور مراد بعید معنی ہو

علامہ سید شریف قدس سرہ الشریف کتاب التعریفات میں فرماتے ہیں:

الایھام ویقال له التخییل — ایہام (وہم) کو تخییل (خیال) کہتے ہو۔ یہ ہے کہ کوئی
ایضا وھو ان یذکر لفظ له معنیان — لفظ ذکر کیا جائے جس کے دو معانی ہوں۔
قریب وغریب فاذا سمعه الانسان — ایک قریب الفہم ایک بعید عن الفہم پس
سبق الی فھمه القریب ومراد — جس وقت انسان اس لفظ کو سنے اس کے
المتکلم الغریب واکثر المتشابھات — فہم کی طرف قریب معنی سبقت کرے اور
من ھذا الجنس ومنه قوله تعالیٰ — مراد متکلم کی معنی بعید ہو اور اکثر متشابہات
والسمٰوٰت مطویٰت بیمینه — اسی قسم سے ہیں۔ اور اسی قسم سے ہے فرمان

اللہ تعالیٰ کا اور آسمان اس کے داہنے ہاتھ میں لپیٹے ہوئے ہیں۔

مجرد احتمال اگر موجب منع ہو تو عالم میں کم کوئی کلام منع وطعن سے خالی رہے گا۔ زید آگیا اٹھا بیٹھا، عمرو نے کھایا پیا، کہا سُنا۔ مجیب صاحب نے سوال دیکھا، جواب لکھا وغیرہ وغیرہ سب افعال اختیاریہ کی اسناد دو معنی کو محتمل۔ ایک یہ کہ زید و عمرو و مجیب نے اپنی قدرت ذاتیہ مستقلہ تامہ سے یہ افعال کیے۔ دوسرے قدرت عطائیہ ناقصہ قاصرہ سے۔ اول قطعاً شرک ہے۔ لہٰذا ان اطلاقات سے احتراز لازم ہو جائے گا۔ اور یہ بداہۃً قطعاً اجماعاً باطل ہے۔ فاضل مجیب نے

بھی عمر بھر اپنے محاورات روزانہ میں ایسے ایہامات شرک بستے اور ان کی تصانیف میں ہزار در ہزار ایسے شرک بالایہام بھرے ہوں گے ۔

جانے دیجیے ! نماز میں وتعالیٰ جدّک تو شاید آپ بھی پڑھتے ہوں گے جدّ کے دوسرے مشہور معروف بلکہ مشہور تر معنی یہاں کیسے صریح شدید کفر ہیں ۔ عجب کہ اتنے بڑے کفر کا ایہام جان کر اسے حرام نہ مانا تو بات وہی ہے کہ ایہام میں تبادر وسبقت واقربیت درکار ہے اور وہی ممنوع ہے ، نہ مجرد احتمال ۔ یہ فائدہ واجب الحفظ ہے کہ آج کل بہت جہلا ایہام و احتمال میں فرق نہ کرکے ورطۂ غلط میں پڑتے ہیں ۔

ثانیًا ایسی ہی نکتہ تراشیاں ہیں تو صرف ہدایت علی پر کیوں الزام رکھیے ۔ مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے نام پاک علی کو اس سے سخت تر تشنیع کیجیے ۔ وہاں تو چار احتمالوں سے ایک میں تو آپ کو شرک نظر آیا تھا ، یہاں برابر کا معاملہ نصفا نصف کا حصہ ہے ۔ علی کے دو معنی ہیں ۔ علو ذاتی کہ بالذات لذات متعالی عن الاضافات ہو ۔ دوسرا اضافی کہ خلق کے لیے ہے ۔ اول کا اثبات قطعًا شرک ، تو علی ہی ایہام شرک میں ہدایت علی سے دونا ٹھیرے گا ۔ ولا یقول بہ جاھل فضلا عن فاضل ۔

ثالثًا ، ایک علی ہی کیا ، جس قدر اسمائے مشترک فی اللفظ من الخالق والمخلوق ہیں جیسے رشید وحمید وجمیل وجلیل وکریم وعلیم ورحیم وحلیم وغیرہا ۔ سب کا اطلاق عباد پر ویسا ہی ایہام شرک ہوگا جو ہدایت علی کے ایہام سے دوچند رہے گا ۔ حالانکہ خود حضرت عزت نے انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام میں کسی کو ایک کسی کو دو نام اپنے اسمائے حسنیٰ سے عطا فرمائے اور حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسمائے طیبہ میں تو ساٹھ سے زیادہ آئے کما فصلہ العلماء فی المواھب وغیرھا ۔ خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا نام پاک حاشر بتایا ۔ صحابہ وتابعین وائمہ دین میں کتنے اکابر کا نام مالک تھا ۔ ان کے ایہاموں کو کیجیے ۔ درمختار وغیرہ معتمدات میں تصریح کہ ایسے نام جائز ہیں اور عباد کے حق میں دوسرے معنی مراد لیے جائیں گے ، نہ وہ جو حضرت حق کے لیے ۔

جاز التسمیۃ بعلی ورشید وغیرھما من الاسماء المشترکۃ ویراد فی حقنا غیرما

یراد فی حق اللہ تعالیٰ۔ کیوں نہیں کہتے کہ ایسے نام بوجہ اشتراک ناجائز ہیں کہ دوسرے معنی شرک کا احتمال باقی ہے۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

رابعًا، سائل نے اپنی جہالت سے صرف عبداللہ میں شرک سے سوال کیا تھا حضرت مجیب نے اپنی بنالت سے وغیرہ بھی بڑھا دیا کہ اپنے نام نامی کا ایہام شرک سے بچا لیں مگر جناب کی دلیل سلامت ہے تو اس ایہام سے سلامت بخیر ہے۔

عبدالحی میں دو جز ہیں اور دونوں کے دو دو معنی۔ ایک عبد مقابل اللہ، دوم مقابل آقا۔ قال اللہ تعالیٰ:

وانکحوا الایامیٰ منکم والصّٰلحین من عبادکم وامائکم۔

دیکھو، حق سبحانہٗ تعالیٰ نے ہمارے غلاموں کو ہمارا عبد فرمایا۔ یونہی ایک حی اسم الٰہی کہ حیات ذاتیہ ازلیہ ابدیہ واجبہ سے مشعر، اور دوسرا من وتو، زید وعمر وسب پر صادق۔ جس سے آیۂ کریمہ تخرج الحی من المیت وغیرہا مظہر۔ اب اگر عبد بمعنی اول اور حی بمعنی دوم لیجیے قطعًا شرک ہے۔ وہی چار صورتیں ہیں، اور وہی ایک صورت پر شرک موجود۔ پھر عبدالحی ایہام شرک سے کیونکر محفوظ، اس سے بھی احتراز لازم تھا۔

بعینہٖ یہی تقریر مولوی عبدالحلیم صاحب کے نام میں جاری ہوگی۔ ملاحظہ ہو کہ یہ تحقیق و تدقیق کہاں تک پہنچی، نسأل اللہ السلامۃ۔

فقیر کے نزدیک ظاہر یہ پھڑکتی ہوئی برہان حضرت مجیب کو جناب سائل کے فیض سے پہنچی۔ سائل نے ذکر کی مجیب نے بے غور کے قبول کر لی۔ ورنہ ان کا ذہن شاید ایسی دلیل ذلیل علیل کلیل کی طرف ہرگز نہ جاتا۔ جس سے خود ان کا نام نامی بھی عادم الجواز ولازم الاحتراز قرار پاتا۔

خامسًا، یاعلی کو فرمایا جاتا ہے کہ جب مقصود ذاتِ معبود تو نزاع مفقود۔ جی کیا وجہ یہاں بھی صاف دوسرا احتمال موجود۔ اپنا قصد نہ ہونا ایہام واحتمال کا نافی کب ہوسکتا ہے ایہام تو کہتے ہی وہاں ہیں جہاں وہ معنی موہم مراد متکلم نہ ہوں۔ تلخیص وتعریفات کی عبارتیں ابھی سن چکے۔ اور اگر قصد پر مدار واعتماد ہے تو ہدایت علی پر کیا ایراد ہے؟ وہاں کب معنی شرک

مقصود و مراد ہے۔

سادساً علی پر الف لام لانا کب ایسے عالمگیر ایہام شرک سے نجات دے گا۔ علی علماً پر لام نہ آتا سہی صفتہً پر تو قطعاً آسکتا ہے اور وہ یقیناً صفات مشترکہ سے ہے تو احتمال اب بھی قائم اور احتراز لازم، بلکہ سراجیہ و تاتارخانیہ و منح الغفار وغیرہا سے تو ظاہر کہ العلی باللام نام رکھنا بھی روا ہے۔ ردالمحتار میں ہے:

| | |
|---|---|
| فی التاتارخانیۃ عن السراجیۃ | تاتارخانیہ اور سراجیہ میں ہے نام رکھنا اس |
| التسمیۃ باسم یوجد فی کتاب | نام کے ساتھ جو کتاب اللہ میں پائے جاتے ہیں |
| اللہ تعالٰی کالعلی والکبیر والرشید | جیسے علی، کبیر، رشید، بدیع جائز ہیں الخ |
| والبدیع جائزۃ الخ ومثلہ فی | اور اس کی مثل منح میں سراجیہ سے نقل کیا ہے |
| المنح عنہا وظاہرہ الجواز | اور ظاہر اس کا جواز ہے اگرچہ معرف بالف |
| ولو معرفا بال۔ | لام ہی ہو۔ |

سابعاً جب گفتگو احتمال پر چل رہی ہے تو معنیین ایصال الی المطلوب و ارادت طریق میں تفرقہ باطل۔ ایصال و ارادت دونوں دو معنی خلق و تسبب پر مشتمل یعنی خلق دونوں مختص بحضرت احدیت ہیں۔ کیا ارادت بمعنی خلق رویت غیر سے ممکن ہے اور بمعنی تسبب دونوں غیر کے لیے حاصل ہیں، کیا انبیاء سے ایصال بمعنی سببیت فی الوصول نہیں ہوتا۔ فطاح التفرقۃ و راح الشقشقۃ۔ ہاں یوں کہتے کہ ادھر علی مشترک، ادھر ہدایت خلق و تسبب دونوں میں مستعمل ایل چار احتمال ہوتے۔ مگر اب یہ مصیبت پیش آئے گی کہ جس طرح ہدایت بمعنی خلق غیر خدا کی طرف منسوب نہیں ہو سکتی یونہی محض تسبب حضرت عزت جل جلالہ کی طرف نسبت نہیں پا سکتی۔ ورنہ معاذ اللہ اصل خالق و معطی دوسرا ٹھیرے گا، اور اللہ عزوجل صرف سبب و واسطہ و وسیلہ، اس کا پایہ شرک سے بھی اونچا جائے گا کہ وہاں تو تسویہ تھا یہاں اللہ سبحانہ پر تفضیل دینا قرار پائے گا۔ علی پر لام لا کر اول کا علاج کر لیا، اس دوم کا کہ اس سے بھی سخت تر ہے علاج کدھر سے آئے گا، اب ایک نیا لام گھڑ کر ہدایت پر داخل کیجیے کہ وہ معنی خلق میں متعین ہو جائے اور احتمال تسبب اٹھ کر ایہام شرک و بدتر از شرک راہ نہ پائے۔

ثامناً، ایک ہدایت کیا جتنے افعال مشترکۃ الاطلاق ہیں سب میں اسی آفت کا سامنا ہوگا

جیسے احسان و انعام، اذلال و اکرام، تعلیم و افہام، تعذیب و ایلام، عطا و منع، اضرار و نفع، کبر و د، قتل، نصب و عزل وغیرہا کہ مخلوق کی طرف نسبت کیجیے تو معنی خلق موہم شرک، اور خالق کی طرف تو معنی تسبب مشعر کفر، بہر حال معز کہ ہر اگر کیسے خالق عزوجل کی طرف نسبت ہی دلیل کافی ہے کہ معنی خلق مراد ہیں۔ ہم کہیں گے مخلوق کی جانب اضافت ہی برہان وافی ہے کہ معنی تسبب مقصود ہیں۔ ولہٰذا علمائے کرام نے تصریح فرمائی کہ امثال انبت الربیع البقل وحکم علی الدھر میں قائل کا موحد ہونا ہی قرینۂ شافی ہے کہ اسناد مجاز عقلی ہے۔

تاسعًا، آپ نے دبا آنکہ اسمائے الٰہیہ توقیفیہ ہیں اور خصوصًا آپ بہت جگہ صرف نہ وارد ہونے، نہ منقول ہونے کو حجت ممانعت جانتے ہیں، حق سبحانہ کا نیا نام مصوب ایجاد فرمایا۔ ہر جواب کی ابتدا ہو المصوب سے ہوتی ہے، یہ کب احتمال شنیع سے خالی ہے۔ تصویب جس طرح ٹھیک بتانے کو کہتے ہیں یونہی سر جھکانے کو اور مثلًا جو سر جھکائے بیٹھا ہو اسے مصوب اور دونوں معنی حقیقی ہیں تو آپ کے طور پر اس کلمہ میں ایہام تجسیم ہے اور تجسیم کفر و ضلال عظیم ہے۔

عاشرًا، جب مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی طرف اضافت ہدایت کا اشتباہ امر ممنوع کا اشتباہ اور موجب لزوم احتراز ہے تو بالقصد اس جناب ہدایت مآب کی طرف اضافت ہدایت کس درجہ سخت ممنوع و مفترض الاحتراز ہوگی۔ یہاں مولیٰ علی کو ہادی کہنا حرام ہو گیا۔ حالانکہ یہ احادیث صریحہ و اجماع جمیع ائمہ اہل سنت و جماعت کے خلاف ہے۔ شاید یہ عذر کیجیے کہ ہدایت بمعنی خلق کا اشتباہ موجب منع تھا۔ اس معنی پر اضافت قصدیہ ضرور حرام بلکہ ضلال تام ہے نہ بمعنی تسبب کہ جائز و معمول اہل اسلام ہے مگر یہ وہی عذر معمولی ہے جس کا رد گزر چکا۔ کیا جب مولیٰ علی کی طرف اضافت کا اصلًا قصد ہی نہ ہو اس وقت تو بوجہ اشتراک معنی مولیٰ علی کی جانب ہدایت بمعنی خلق کی اضافت کا اشتباہ ہوتا ہے، اور جب بالقصد خود حضرت مولیٰ علی ہی کی طرف اضافت مراد ہو تو اب وہ اشتراک معنی جاتا رہتا اور اشتباہ راہ نہیں پاتا۔ اگر مانع اشتباہ مخلوق کا اس معنی کے لیے صالح نہ ہونا ہے تو صورت عدم قصد میں کیوں مانع نہیں۔ اور اگر باوصف عدم صلوح اشتباہ قائم رہتا ہے تو صورت قصد میں کیوں واقع نہیں۔

حادی عشر، نہ صرف امیر المومنین علی بلکہ انبیائے کرام و رسل عظام و خود حضور پر نور سید الانام علیہ وعلیہم افضل الصلوٰۃ والسلام کسی کی طرف اضافت ہدایت اصلًا روا نہ ہوگی

کر بوجہ احتمال معنی مذموم ایہام شرک ہے۔ اب مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہا دی کہنا بھی حرام ہو گیا۔ اور یہ قرآن عظیم وصحاح احادیث و اجماع امت بلکہ ضروریات دین کے خلاف ہے۔

ثانی عشر: خود جناب مجیب نے اپنے فتاویٰ جلد سوم صفحہ ۲۸ میں اس لزوم احتراز کا رد صریح فرما دیا۔ ادعائے ایہام کا فیصلہ یوں دیا۔ فرماتے ہیں:

سوال: عبد النبی یا مانند آں نام نہادن درست ست یا نہ؟

جواب: اگر اعتقاد ایں معنی ست کہ ایں کس کہ عبد النبی نام دارد بندۂ نبی ست عین شرک است۔ واگر عبد بمعنی غلام مملوک ست آنہم خلاف واقع ست۔ واگر مجازاً عبد بمعنی مطیع ومنقاد گرفتہ شود، مضائقہ ندارد لیکن خلاف اولیٰ ست۔ روی مسلم عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال لا یقولن احدکم عبدی وامتی۔ کلکم عباد اللہ کل نساءکم اماء اللہ ولکن لیقل غلامی وجاریتی وفتائی وفتاتی۔ انتھی۔

ترجمہ: عبد النبی یا اس کے مثل نام رکھنا صحیح ہیں یا نہیں اگر اعتقاد اس معنی سے یہ ہے کہ یہ عبد النبی نام رکھنے والا نبی کا بندہ ہے تو شرک عینی ہے اور اگر عبد غلام مملوک کے معنی میں ہے تو اس میں اختلاف واقع ہے۔ اگر مجازاً عبد بمعنی فرمانبردار لیا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں لیکن بہتر نہیں ہے۔

اقول: قطع نظر اس سے کہ یہ جواب بھی بوجوہ مخدوش ہے۔ اولاً عبد و بندہ میں سوائے اختلاف زبان کے کوئی فرق نہیں، ایک دوسرے کا پورا ترجمہ ہے۔ عبد و بندہ دونوں عربی و عجمی۔ دونوں زبانوں میں الٰہ و خدا، مولیٰ وآقا دونوں کے مقابل بولے جاتے ہیں تو عبد بمعنی بندہ کو مطلقاً عین شرک کہہ دینا ایسا ہی ہے کہ کوئی کہہ دے کہ عین سے مراد عین ہے تو غلط ہے اور چشمہ مقصود ہو تو صحیح۔

حضرت مولوی قدس سرہٗ المعنوی مثنوی شریف میں حدیث شرائے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں فرماتے ہیں جب صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں خرید لیا اور بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے ہمیں شریک نہ کیا۔ اس پر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی سے

گفت مادو بندگان کوئے تو　　کردمش آزاد ہم بر روئے تو

ترجمہ: عرض کیا میں آپ کے کوچہ کے غلاموں میں ہوں میں نے اس کو آپکے رخ انور پر آزاد کر دیا۔

لاجرم جو تفصیل عبد میں ہے وہی بندہ میں۔

ثانیاً، عبد بمعنی بندہ و بمعنی مملوک میں یہ تفرقہ کہ اول شرک اور ثانی خلاف واقع ہے۔ محض بے اصل وضائع ہے مملوک بھی ملک ذاتی حقیقی و ملک عطائی مجازی دونوں کو شامل اور اول میں قطعاً شرک حاصل اور بندہ بھی مقابل خدا و خواجہ دونوں مستعمل اور ثانی سے یقیناً شرک زائل۔

ثالثاً آپنے تو عبد بمعنی مملوک کو خلاف واقع یعنی کذب ٹھیرا کر اس ارادہ کو شرک سے اتار کر گناہ مانا مگر ائمہ دین و اولیائے معتمدین و علمائے مستندین قدس اللہ تعالیٰ اسرارھم اجمعین اس اعتقاد کو کمال ایمان مانتے اور اس سے خالی کو حلاوت ایمان سے بے بہرہ جانتے ہیں۔ حضرت امام اجل عارف باللہ سیدی سہل بن عبداللہ تستری رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر امام اجل قاضی عیاض شفا شریف پھر امام احمد قسطلانی مواہب لدنیہ شریف میں نقلاً و تذکیراً۔ پھر علامہ شہاب الدین خفاجی مصری نسیم الریاض، پھر علامہ محمد بن عبدالباقی زرقانی شرح مواہب میں شرحاً و تفسیراً فرماتے ہیں:

| | |
|---|---|
| من لم یر ولایۃ الرسول علیہ | جو ہر حال میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنا |
| فی جمیع احوالہ ولم یر نفسہ فی | والی اور اپنے آپ کو حضور کا مملوک نہ جانے |
| ملکہ لا یذوق حلاوۃ سنتہ | وہ سنت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی |
| | حلاوت سے اصلاً خبردار نہ ہوگا۔ |

رابعاً، مولانا عبدالعزیز صاحب تحفہ اثنا عشریہ میں نقل فرماتے ہیں کہ حق سبحانہٗ و تعالیٰ زبور شریف میں فرماتا ہے:

| | |
|---|---|
| یا احمد فاضت الرحمۃ علی | اے احمد تیرے لبوں پر رحمت نے جوش مارا |
| شفتیك من اجل ذلك ابارك | میں اس لیے تجھے برکت دیتا ہوں۔ تو اپنی |
| علیك فتقلد السیف فان | تلوار حمائل کر کہ تیری چمک اور تیری تعریف |

| | |
|---|---|
| بهاءك وحمدك الغالب | جو غالب ہے ۔ سب امتیں تیرے قدموں میں |
| الی قوله الامم یخبرون تحتك | گر پڑیں گی ۔ بچی کتاب لایا اللہ برکت والا کی طرف سے |
| کتاب حق جاء الله به من | ساتھ مکہ کے پہاڑ سے ۔ بھر گئی زمین احمد کی |
| الیمن و التقدیس من جبل فاران | حمد اور اس کی پاکی بولنے سے ۔ احمد مالک |
| او امتلأت الارض من تحمید احمد | ہوا ساری زمین اور تمام امتوں کی گردنوں کا |
| وتقدیسه وملك الارض و | (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) |
| رقاب الامم ۔ | |

کیا زبور پاک کے ارشاد کو بھی معاذ اللہ خلاف واقع کہا جائے گا ۔

خامسًا امام احمد مسند میں بطریق ابی معشر البراء ثنی صدقۃ بن طیسلۃ ثنی معن بن ثعلبۃ المازنی والحی بعد ثنی الاعشی المازنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عبد اللہ بن احمد زوائد المسند میں بطریق عوف بن کہمس بن الحسن عن صدقۃ بن طیسلۃ الخ ۔ اور امام جعفر طحاوی شرح معانی الآثار میں بطریق ابی معشر المذکور نحو روایۃ احمد سندًا ومتنًا ۔ اور ابن خیثمہ و ابن شاہین بھذا الطریق وبغیرہٖ ۔ اور بغوی و ابن السکن و ابن ابی عاصم بطریق الجنید بن امین بن ذروۃ بن نضلۃ ابن طریف بن بهصل الحرمازی عن ابیہ عن جدہ نضلۃ حضرت اعشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ یہ خدمت اقدس حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں اپنے بعض اقارب کی ایک فریاد لے کر حاضر ہوئے اور اپنی منظوم عرضی مسامع قدسیہ پر عرض کی جس کی ابتدا اس مصرع سے تھی ؎

یا مالك الناس وديان العرب

اے تمام آدمیوں کے مالک اور اے عرب کے جزا و سزا دینے والے

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی فریاد سن کر رفع شکایت فرمادی ۔

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایک شخص کا مالک کہنا آپ کے گمان میں معاذ اللہ کذب تھا تو تمام آدمیوں کا مالک بتانا، یا مالك الناس کہہ کر حضور کو ندا کرنا عیاذًا باللہ سنکھوں

ما سنکھوں کذب کا مجموعہ ہوگا۔ حالانکہ یہ حدیث جلیل شہادت دے رہی ہے کہ صحابی نے حضور کو مالک تمام بشر کہا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مقبول و مقرر رکھا۔

سادساً، بات یہ ہے کہ آپ کے خیال شریف میں مالک و مملوک کے یہی معنی تھے کہ کہ زید عمرو کو تانبے کے کچھ ٹکوں یا چاندی کے چند ٹکڑوں پر خریدے جبھی تو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مالکیت کو خلاف واقع فرمادیا۔ حالانکہ یہ مالکیت سخت ہیچ پوچ، محض بے وقعت بے قدر ہے کہ جان درکنار گوشت پوست پر بھی پوری نہیں۔ سچی کامل مالکیت وہ ہے کہ جان وجسم سب کو محیط اور جن و بشر سب کو شامل ہے۔ یعنی اولیٰ بالتصرف ہونا کہ اس کے حضور کسی کو اپنی جان کا بھی اصلاً اختیار نہ ہو۔ یہ مالکیت حقہ صادقہ محیطہ شاملہ تامہ کاملہ حضور پُر نور مالک الناس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بخلافت کبرائے حضرت کبریا عزّ و علا تمام جہان پر حاصل ہے۔ قال اللہ تعالیٰ:

النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ۔ — نبی زیادہ مالک و مختار ہے تمام اہل ایمان کا خود ان کی جانوں سے۔

وقال اللہ تبارک وتعالیٰ:

ما کان لمؤمن ولا مؤمنة اذا قضی اللہ ورسولہ امراً ان یکون لھم الخیرة من امرھم ومن یعص اللہ ورسولہ فقد ضل ضلالاً مبینا۔ — کوئی حق نہیں پہنچتا کسی مسلمان مرد نہ کسی مسلمان عورت کو جب حکم کردیں اللہ و رسول کسی بات کا کہ انہیں کچھ اختیار رہے اپنی جانوں کا اور جو حکم نہ مانے اللہ و رسول کا تو وہ صریح گمراہ ہوا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انا اولیٰ بالمؤمنین من انفسھم۔ رواہ احمد والبخاری ومسلم والنسائی وابن ماجۃ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اگر یہ معنی مالکیت جناب مجیب کے خیال میں ہوتے تو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مالکیت کو خلاف واقع نہ جانتے۔ اور خود اپنی جان اور سارے جہان کو محمد رسول اللہ صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ملک مانتے۔ اور اس سے زائد مرتبۂ حق حقائق ہے۔ جس کے سننے کو گوش سمجھنے کو دل بینا درکار ہے۔

وما اوتیتم من العلم الا قلیلا ہ

وفوق کل ذی علم علیم ہ

ولا یلقھا الا الذین صبروا ولا یلقھا الا ذو حظ عظیم ہ

سابعًا، حدیث صحیح مسلم محض بے محل مذکور ہوئی۔ حدیث میں تعلیم تواضع ونفی تکبر اد آقاؤں کو ارشاد ہے کہ اپنے غلاموں کو عبد نہ کہو۔ نہ یہ کہ غلام بھی اپنے کو مولی کا عبد یا دوسرے ان کو ان کے عبید نہ کہیں۔ یہ ہے قرآن، کہ ہمارے غلاموں کو ہمارا عبد فرمارہا ہے۔ آیت عنقریب گزری۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

| | |
|---|---|
| لیس علی المسلم فی عبدہ ولا فرسہ صدقۃ۔ رواہ احمد، | مسلمان پر اپنے عبد اور اپنے گھوڑے میں زکوٰۃ نہیں۔ |

والستۃ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

فقہ کا محاورۂ عامہ وائمۂ صدر اول سے آج تک مستمر ہے:

اعتق عبدہ دبر عبدہ۔

خود مولوی مجیب صاحب اپنے رسالہ نفع المفتی مسائل متعلقہ جمعہ میں فرماتے ہیں:

ان اذن المولیٰ عبدہ لھا یتخیر۔ وہیں ہے: وللمولیٰ منع عبدہ۔

عجب ہے کہ زید وعمر و بلکہ کسی کافر ومشرک کے غلام کو اس کا عبد کہنے پر حدیث وارد نہ ہو اور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غلاموں کو ان کا عبد کہنے پر معترض ہو۔

اور سنیے توسہی! امام ابوحذیفہ اسحاق بن بشیر فتوح الشام اور حسن بن بشران اپنے فوائد میں ابن شہاب زہری وغیرہ ائمۂ تابعین سے راوی کہ امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ایک خطبہ میں برسر منبر فرمایا:

| | |
|---|---|
| قد کنت مع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فکنت عبدہ و | میں حضور پُرنور سید عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں تھا۔ تو میں حضور کا عبد |

خادمہ۔ تھا حضور کا بندہ حضور کا خدمتی تھا۔

جزابن بشران امالی اور ابو احمد وہقان جزء حدیثی اور ابن عساکر تاریخ دمشق اور لالکائی کتاب السنۃ میں افضل التابعین سیدنا سعید بن المسیب بن حزن رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی جب امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے۔ منبر اطہر حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کھڑے ہوکر خطبہ فرمایا۔ حمد و درود کے بعد کہا:

| | |
|---|---|
| ایہا الناس! انی قد علمت انکم | لوگو! میں جانتا ہوں کہ تم مجھ میں سختی و درشتی |
| کنتم تؤنسون منی شدۃ وغلظۃ | پاتے تھے اور اس کا سبب یہ ہے کہ میں |
| وذالک انی کنت مع رسول اللہ | رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ |
| صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کنت | تھا اور میں حضور کا عبد حضور کا بندہ اور |
| عبدہ وخادمہ۔ | حضور کا خدمتگار تھا۔ الحدیث |

اب تو ظاہر ہوا کہ حدیث مسلم کو اس محل سے اصلاً تعلق نہیں۔ لہٰذا وہابی صاحب بھی اتنا سُن رکھیں کہ یہ حدیث نفیس جس میں امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے آپ کو عبد النبی، عبد الرسول، عبد المصطفیٰ کہہ رہے ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا مجمع عام زیر منبر حاضر ہے سب سنتے اور قبول کر رہے ہیں۔

جناب شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی نے بھی ازالۃ الخفا میں بحوالہ ابو حذیفہ و کتاب مستطاب الریاض النضرہ فی مناقب العشرہ میں استناداً ذکر کی اور مقرر رکھی۔ امیر المومنین کو جس طرح بجرم ترویج تراویح معاذ اللہ گمراہ بدعتی لکھ دیا یہاں عیاذاً باللہ مشرک کہہ دیجیے۔ اور آپ کے اصول مذہب نامہذب پر ضرور کہنا پڑے گا۔ مگر صاحبو، ذرا سوچ سمجھ کر کہ شاہ ولی اللہ صاحب کا دامن بھی اسی پتھر کے تلے دبا ہے ۔؎

یوں نظر دوڑے نہ برچھی تان کر
اپنا بیگانہ ذرا پہچان کر!

ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

خیر: بات دور پہنچی۔ لفظ عبد و بندہ کی تحقیق تام و تفصیل احکام فقیر کی کتاب

مجیر معظم شرح اکسیر اعظم میں ملاحظہ ہو۔ یہاں یہ گزارش کرنی ہے کہ مولوی مجیب صاحب کے اس فتوے نے اس ادعائے ایہام کا کام تمام کردیا۔

عبدالنبی میں جناب کے نزدیک تین احتمال تھے: ایک شرک، ایک کذب، ایک صحیح تو ناجائز احتمال جائز سے دونے تھے۔ بایں ہمہ اس کا حکم صرف خلاف اولیٰ فرمایا جو منافی کراہت تحریمی درکنار، کراہت تنزیہی کو بھی مستلزم نہیں۔ ہر مستحب کا ترک خلاف اولیٰ ہے مگر مطلقاً مکروہ تنزیہی نہیں۔ ردالمحتار میں بحرالرائق سے ہے:

لا یلزم من ترک المستحب ثبوت الکراھۃ اذ لا بد لھا من دلیل خاص۔

اسی میں تحریر الاصول سے ہے:

خلاف اولیٰ ما لیس فیہ صیغۃ نھی کترک صلوٰۃ الضحیٰ بخلاف المکروہ تنزیھا۔

تو ہدایت علی جس میں چار احتمالوں سے صرف ایک باطل ہے یعنی جائز احتمالات ناجائز سے تگنے ہیں۔ یہ کس طرح خلاف اولیٰ درکنار مکروہ تنزیہی سے بھی گزر کر لازم الاحتراز ہوگیا؟ اربعہ کے حساب سے تو اسے خلاف اولیٰ کا نصف بھی نہ ہونا چاہیے تھا۔ بلکہ صرف $\frac{1}{8}$ یعنی مباح مساوی الطرفین سے اگر سیر بھر دوری پر خلاف اولیٰ کہا جائے تو ہدایت علی میں صرف ڈیڑھ پاؤ ہوگی۔ اس لیے کہ $\frac{2}{3} : 1 :: \frac{1}{4}$ مجہول۔ پس $\frac{1}{4} \div \frac{2}{3} = \frac{3}{8}$

خیر یہ حساب تو ایک تطییب قلوب ناظرین تھا حق یہ ہے کہ ہدایت علی میں اصلاً کوئی وجہ کراہت تنزیہی کی بھی نہیں، لزوم احتراز تو بڑی چیز ہے۔ اور فی الواقع ہر ادنیٰ عقل والا بھی سمجھ سکتا ہے کہ عبدالنبی سے ہدایت علی کو نسبت ہی کیا ہے۔ جب وہ صرف خلاف اولیٰ ہے تو اسے خلاف اولیٰ کہنا بھی محض بیجا ہے۔ کلام یہاں کثیر ہے اور جس قدر مذکور ہوا طالب حق کے لیے کافی۔ واللہ یقول الحق ویھدی السبیل۔ واللہ سبحٰنہ وتعالیٰ اعلم۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی عفی عنہ
بمحمدن المصطفیٰ النبی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

## مسئلہ ۱۷۲: موسم سرما اور گرما میں زوال کا وقت۔ ۴ محرم الحرام ۱۳۲۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ موسم سرما میں زوال کس وقت ہوتا ہے اور موسم گرما میں کس وقت ؟ اگر موسم سرما میں زوال بحساب قمری بارہ بجے سے پیشتر ہوتا ہے تو بارہ بجے سے پہلے جو شخص نماز ظہر پڑھے گا اس کی نماز ہوگی یا نہیں؟ جواب مدلل ارقام فرمائیے۔ بینوا توجروا۔

## الجواب

دھوپ گھڑی سے تو ایسا ہی ہے کہ زوال ہمیشہ ٹھیک بارہ بجے ہوتا ہے۔ نہ کبھی پیشتر ہوتا ہے نہ بعد۔ مگر گھڑیوں کے اعتبار سے وقت بلدی صرف چار دن ۱۶ اپریل، ۱۵ جون، یکم ستمبر، ۲۵ دسمبر کے سوا کسی دن ٹھیک بارہ بجے زوال نہیں ہوتا۔ گھڑیوں کی چال روزانہ ایک سی ہوتی ہے اور آفتاب کی چال کبھی ایک سی نہیں۔ اوج ۴ جولائی سے حضیض ۳ جنوری تک تیز ہوتی ہے کہ ہر روز پہلے دن سے زیادہ قوس قطع کرتا ہے۔ اور روزانہ زیادت بھی یکساں نہیں بلکہ آئندہ زیادت پہلی زیادت سے زیادہ ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ حضیض پر اگر غایت سرعت پر پہنچتا ہے۔ پھر حضیض ۴ جنوری سے اوج ۳ جولائی تک چال سست ہوتی ہے کہ ہر روز پہلے دن سے کم قوس قطع کرتا ہے۔ اور روزانہ کمی بھی ایک سی نہیں بلکہ ہر آئندہ کمی پہلی کمی سے کم ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ اوج پر پہنچ کر نہایت درنگ ہو جاتا ہے۔ پھر وہی دورہ آغاز پاتا ہے اور اب اس سبب سے کہ ہندوستان میں عام طور پر ریلوے وقت رائج ہے۔ یہ چاروں بھی برابری کے باقی نہ رہے۔ بلکہ بلاد شرقیہ میں بقدر تفاوت طولین تمام تعدیلات ناقص ہوں گی۔ اور بلاد غربیہ میں تمامی تعدیلات اسی قدر بڑھ جائیں گی۔ مثلاً بریلی کے لیے اگر خاص شہر کا وقت دیا جائے تو بلاشبہ یہی چاروں برابری کے ہوں گے۔ جن میں زوال جیبی گھڑی اور دھوپ گھڑی دونوں سے ٹھیک ۱۲ بجے ہوگا۔ اور اگر ریلوے سے وقت دیا جائے تو بقدر تفاوت طولین ۱۲ سکنڈ ۱۲ منٹ سے تمامی تعدیلات زائد ہو جائیں گی۔ تو اب چار دن برابری کے جن میں دونوں وقتوں سے زوال ٹھیک ۱۲ بجے تھا ۱۲ سکنڈ ۱۲ منٹ ۱۲ ات پر ہوگا۔ وعلیٰ ہذا القیاس۔

تعمیم نفع کے لیے ایک جدول نصف النہار حقیقی و شروع وقت ظہر بریلی بحذف سکنڈ

کہ ایک زمانہ کے لیے کارآمد ہو، ریلوے وقت سے دیا جاتا ہے کہ اس وقت وہی رائج ہے۔ ان وقتوں سے اگر ۲۱ منٹ کم کر دیں تو اصلی وقت بریلی کا ہوگا۔

## جدول نصف النہار حقیقی و شروع وقت ظہر بریلی

| شمسی تاریخ | وقت گھنٹے منٹ | شمسی تاریخ | وقت گھنٹے منٹ | شمسی تاریخ | وقت گھنٹے منٹ | شمسی تاریخ | وقت گھنٹے منٹ | شمسی تاریخ | وقت گھنٹے منٹ | شمسی تاریخ | وقت گھنٹے منٹ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| یکم جنوری | ۱۲ ۱۵ | ۷ مارچ | ۱۲ ۲۳ | ۲۹ اپریل | ۱۲ ۹ | ۱۶ اگست | ۱۲ ۱۶ | ۲۷ ستمبر | ۱۲ ۲ | ۶ دسمبر | ۱۲ ۳ |
| ۲ | ۱۲ ۱۶ | ۱۱ | ۱۲ ۲۲ | ۸ مئی | ۱۲ ۸ | ۲۱ | ۱۲ ۱۵ | ۳۰ | ۱۲ ۲ | ۹ | ۱۲ ۴ |
| ۴ | ۱۲ ۱۷ | ۱۵ | ۱۲ ۲۱ | ۲۴ | ۱۲ ۹ | ۲۵ | ۱۲ ۱۴ | ۳ اکتوبر | ۱۲ ۱ | ۱۱ | ۱۲ ۵ |
| ۶ | ۱۲ ۱۸ | ۱۹ | ۱۲ ۲۰ | ۲ جون | ۱۲ ۱۰ | ۲۸ | ۱۲ ۱۳ | ۷ | ۱۲ ۰ | ۱۳ | ۱۲ ۶ |
| ۹ | ۱۲ ۱۹ | ۲۲ | ۱۲ ۱۹ | ۸ | ۱۲ ۱۱ | یکم ستمبر | ۱۲ ۱۲ | ۱۰ | ۱۱ ۵۹ | ۱۵ | ۱۲ ۷ |
| ۱۱ | ۱۲ ۲۰ | ۲۵ | ۱۲ ۱۸ | ۱۳ | ۱۲ ۱۲ | ۲ | ۱۲ ۱۲ | ۱۴ | ۱۱ ۵۸ | ۱۷ | ۱۲ ۸ |
| ۱۴ | ۱۲ ۲۱ | ۲۹ | ۱۲ ۱۷ | ۱۵ | ۱۲ ۱۳ | ۴ | ۱۲ ۱۱ | ۱۸ | ۱۱ ۵۷ | ۱۹ | ۱۲ ۹ |
| ۱۶ | ۱۲ ۲۲ | یکم اپریل | ۱۲ ۱۶ | ۱۸ | ۱۲ ۱۳ | ۷ | ۱۲ ۱۰ | ۲۴ | ۱۱ ۵۶ | ۲۱ | ۱۲ ۱۰ |
| ۱۹ | ۱۲ ۲۳ | ۴ | ۱۲ ۱۵ | ۲۳ | ۱۲ ۱۴ | ۱۰ | ۱۲ ۹ | ۱۵ نومبر | ۱۱ ۵۷ | ۲۳ | ۱۲ ۱۱ |
| ۲۳ | ۱۲ ۲۴ | ۸ | ۱۲ ۱۴ | ۲۷ | ۱۲ ۱۵ | ۱۳ | ۱۲ ۸ | ۲۱ | ۱۱ ۵۸ | ۲۵ | ۱۲ ۱۲ |
| ۲۷ | ۱۲ ۲۵ | ۱۱ | ۱۲ ۱۳ | ۲ جولائی | ۱۲ ۱۶ | ۱۶ | ۱۲ ۷ | ۲۵ | ۱۱ ۵۹ | ۲۶ | ۱۲ ۱۲ |
| یکم فروری | ۱۲ ۲۶ | ۱۵ | ۱۲ ۱۲ | ۸ | ۱۲ ۱۷ | ۱۹ | ۱۲ ۶ | ۲۸ | ۱۲ ۰ | ۲۷ | ۱۳ ۱۳ |
| ۲۵ | ۱۲ ۲۵ | ۱۹ | ۱۲ ۱۱ | ۱۵ | ۱۲ ۱۸ | ۲۱ | ۱۲ ۵ | یکم دسمبر | ۱۲ ۱ | ۲۹ | ۱۲ ۱۴ |
| ۳ مارچ | ۱۲ ۲۴ | ۲۴ | ۱۲ ۱۰ | ۹ اگست | ۱۲ ۱۷ | ۲۴ | ۱۲ ۴ | ۴ | ۱۲ ۲ | ۳۱ | ۱۲ ۱۵ |

امید کہ دیگر بلاد کے لیے بھی یہ نقشہ بحسب زیادتی یا کمی وقت بریلی موافق نقشہ جات رمضان المبارک معدل کر لینے سے ایک زمانہ تک کے لیے ابتدائی وقت ظہر معلوم کرنے کا ایک اعلیٰ درجہ کا آلہ ہوگا۔ نماز ظہر میں گھڑیوں کے ۱۲ بجے کا کچھ اعتبار نہیں اگر نصف النہار کے بعد نماز پڑھی،

ہوگئی اور قبل پڑھنے سے نماز نہ ہوگی۔ ۲۰ر نومبر کو بریلی میں ریلوے ٹائم سے ٹھیک ۱۲ بجے نصف النہار ہے۔ پھر بعد کو ہوا کرے گا یہاں تک کہ یکم فروری کو ۱۲ ات ۲۶ منٹ پر ہوکر گھٹنا شروع ہوگا، حتیٰ کہ ۸ر مئی کو ۱۲ ات ۸ منٹ پر ہوگا۔ پھر بڑھنا شروع ہوگا یہاں تک کہ ۱۵ر جولائی کو ۱۲ ات ۱۸ منٹ پر ہوگا۔ پھر گھٹتے گھٹتے ۷ر اکتوبر کو ٹھیک ۱۲ بجے ہوکر گھٹتا رہا یہاں تک کہ ۱۲ بجے سے پہلے وقت ہوجائے گا۔ یہاں تک کہ ۲۴ر اکتوبر کو منتہائے نقصان ۱۱ ات ۵۶ منٹ پر آکر بڑھنا شروع ہوگا اور ۲۸ر نومبر کو پھر ٹھیک ۱۲ بجے زوال ہوگا۔ تو ۷ر اکتوبر سے ۲۸ر نومبر تک جس شخص نے ٹھیک ۱۲ بجے یا کچھ پہلے مگر نصف النہار کے بعد نماز پڑھ لی، نماز ہوگئی۔ ہاں جس نے وقت سے پہلے پڑھی اس کی نہ ہوئی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ
بمحمدن المصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

## مسئلہ ۲۳: ایمان اور کمال ایمان ۱۱ر جمادی الاولیٰ ۱۳۳۷ھ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایمان کی تعریف کیا ہے اور ایمان کامل کیسے ہوتا ہے؟ بینوا توجروا۔

**الجواب:** محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہر بات میں سچا جاننا، حضور کی حقانیت کو صدق دل سے ماننا ایمان ہے جو اس کا مقر ہے اسے مسلمان جانیں گے جبکہ اس کے کسی قول یا فعل یا حال میں اللہ و رسول کا انکار یا تکذیب یا توہین نہ پائی جائے۔ اور جس کے دل میں اللہ و رسول جل وعلا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علاقہ تمام علاقوں پر غالب ہو، اللہ و رسول کے محبوبوں سے محبت رکھے۔ اگرچہ اپنے دشمن ہوں اور اللہ و رسول کے مخالفوں بدگوں سے عداوت رکھے، اگرچہ اپنے جگر کے ٹکڑے ہوں۔ جو کچھ دے اللہ کے لیے دے۔ جو کچھ روکے اللہ کے لیے روکے۔ اس کا ایمان کامل ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: من احب للہ و ابغض للہ واعطی للہ ومنع للہ فقد استکمل الایمان۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ
بمحمدن المصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

## مسئلہ ۲۴: حضرت امیر معاویہ کے بارے میں عقیدہ جمادی الاولیٰ ۱۳۲۰ھ

علمائے اہل سنت و جماعت کی خدمت میں گزارش ہے کہ آج کل اکثر سنی فرقِ باطلہ کی صحبت میں رہ کر چند مسائل سے بدعقیدہ ہوگئے ہیں۔ اگرچہ حضور کی تصانیف کثیرہ میں ہر قسم کے مسائل موجود ہیں۔ لیکن احقر کی نگاہ سے یہ مسئلہ نہیں گزرا اس واسطے اس کی زیادہ ضرورت ہوئی کہ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت زید کہتا ہے کہ وہ لالچی شخص تھے یعنی انہوں نے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم اور آل رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، یعنی امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لڑ کر ان کی خلافت لے لی اور ہزارہا صحابہ کو شہید کیا۔

بکر کہتا ہے کہ میں ان کو خطا پر جانتا ہوں کہ ان کو امیر نہ کہنا چاہیے۔

عمرو کا یہ قول ہے کہ وہ اجلہ صحابہ میں سے ہیں ان کی توہین کرنا گمراہی ہے۔

ایک اور شخص جو اپنے آپ کو سنی المذہب کہتا اور کچھ علم بھی رکھتا ہے (حق یہ ہے کہ وہ زرا جاہل ہے) وہ کہتا ہے کہ سب صحابہ اور خصوصاً حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ و حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ (نعوذ باللہ منہا) لالچی تھے۔ کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعش مبارک رکھی تھی اور وہ اپنے اپنے خلیفہ ہونے کی فکر میں لگے ہوئے تھے۔

ان چاروں شخصوں کی نسبت کیا حکم ہے؟ اور ان کو سنت جماعت کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟ اور حضور کا اس مسئلہ میں کیا مذہب ہے؟ جواب مدلل عام فہم ارقام فرمائیے۔ بینوا توجروا۔

## الجواب

اللہ عزوجل نے سورہ حدید میں صحابۂ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دو قسمیں فرمائیں۔ ایک وہ کہ قبل فتح مکہ مشرف بایمان ہوئے اور راہ خدا میں مال خرچ کیا، جہاد کیا۔ دوسرے وہ کہ بعد۔ پھر فرمادیا وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى "دونوں فریق سے اللہ تعالیٰ نے بھلائی کا وعدہ فرمایا"۔ اور جن سے بھلائی کا وعدہ کیا ان کو فرماتا ہے:

اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ ۝ لَا يَسْمَعُوْنَ حَسِيْسَهَا وَهُمْ فِيْ مَا

وہ جہنم سے دور رکھے گئے ہیں۔ اس کی بھنک تک نہ سنیں گے۔ اور وہ لوگ اپنی

اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ ۝ جی چاہی چیزوں میں ہمیشہ رہیں گے۔
لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ قیامت کی وہ سب سے بڑی گھبراہٹ انہیں غمگین
وَتَتَلَقّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ هٰذَا يَوْمُكُمُ نہ کرے گی فرشتے ان کا استقبال کریں گے
الَّذِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ یہ کہتے ہوئے کہ یہ ہے تمہارا وہ دن جس کا تم سے
وعدہ تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہر صحابی کی یہ شان اللہ عزوجل بتاتا ہے۔ تو جو کسی صحابی پر طعنہ کرے، اللہ واحد قہار کو جھٹلاتا ہے۔ اور ان کے بعض معاملات جن میں اکثر حکایات کاذبہ ہیں ارشادِ الٰہی کے مقابل پیش کرنا اہلِ اسلام کا کام نہیں۔ رب عزّ وجل نے اسی آیت میں اس کا منہ بھی بند فرما دیا کہ دونوں فریق صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھلائی کا وعدہ کرکے ساتھ ہی ارشاد فرما دیا وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ "اور اللہ کو خوب خبر ہے جو کچھ تم کرو گے"۔ باایں ہمہ میں تم سب سے بھلائی کا وعدہ فرما چکا۔ اس کے بعد جو کوئی بکے اپنا سر کھائے خود جہنم میں جائے۔ علامہ شہاب الدین خفاجی نسیم الریاض شرح شفائے امام قاضی عیاض میں فرماتے ہیں۔

ومن یکون یطعن فی معاویة
فذاك من كلاب الهاوية

"جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر طعن کرے وہ جہنمی کتوں سے ایک کتا ہے"۔

ان چار شخصوں میں عمرو کا قول سچا ہے، زید و بکر جھوٹے ہیں اور چوتھا شخص سب سے بدتر خبیث رافضی تبرائی ہے۔ امام کا مقرر کرنا ہر مہم سے زیادہ مہم ہے۔ تمام انتظام دین و دنیا اسی سے متعلق ہے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جنازۂ انور اگر قیامت تک رکھا رہتا اصلاً کوئی خلل محتمل نہ تھا۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اجسام طاہرہ بگڑتے نہیں۔ سیدنا حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام بعد انتقال ایک سال کھڑے رہے، سال بھر بعد دفن ہوئے۔ جنازۂ مبارکہ حجرۂ اُم المؤمنین صدیقہ میں تھا جہاں اب مزار انور ہے اس سے باہر لے جانا نہ تھا چھوٹا سا حجرہ اور تمام صحابہ کو اس نمازِ اقدس سے مشرف ہونا ایک ایک جماعت آتی اور پڑھتی اور باہر جاتی۔ دوسری آتی۔ یوں یہ سلسلہ تیسرے دن ختم ہوا۔ اگر تین برس میں ختم ہوتا

توجنازۂ اقدس تین برس یوں ہی رکھا رہنا تھا کہ اس وجہ سے تاخیر دفن اقدس ضروری تھا۔ ابلیس کے نزدیک یہ اگر لالچ کے سبب تھا تو سب سے سخت تر الزام امیرالمومنین مولی علی پر ہے۔ یہ تو لالچی نہ تھے۔ اور کفن دفن کا کام گھر والوں سے ہی تعلق ہوتا ہے۔ یہ کیوں تین دن ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہے۔ انہوں نے رسول کا یہ کام کیا ہوتا پچھلی خدمت بجالائے ہوتے۔ تو معلوم ہوا کہ اعتراض ملعون ہے اور جنازہ انور کا جلد دفن نہ کرنا ہی مصلحت دینی تھا جس پر علی مرتضیٰ اور سب صحابہ نے اجماع کیا۔ مگر ؎

چشم بداندیش کہ برکندہ باد
عیب نماید بنگاہش ہنر!

یہ خبثا خذلہم اللہ تعالیٰ صحابہ کرام کو ایذا نہیں دیتے بلکہ اللہ و رسول کو ایذا دیتے ہیں۔ حدیث میں ہے:

| | |
|---|---|
| من اذاھم فقد اذانی ومن | جس نے میرے صحابہ کو ایذا دی اس نے مجھے |
| اذانی فقد اذی اللہ ومن اذی | ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے |
| اللہ فیوشك اللہ ان یاخذہ۔ | اللہ کو ایذا دی اور جس نے اللہ کو ایذا دی تو |

قریب ہے کہ اللہ اسے گرفتار کرے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ
بمحمدن المصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

## مسئلہ ۲۵: پیشگی رقم دینا ۲۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۷ھ

کیا حکم ہے اہل شریعت کا اس مسئلہ میں کہ زید کچھ روپیہ دہقانوں کو فصل سے پہلے اس شرط پر تقسیم کر دیتا ہے کہ جس وقت روپیہ دیا اُس وقت گندم خواہ کوئی غلہ ۱۰ار کا تھا اُس نے ۱۴ار فی روپیہ نرخ ٹھہرا کر روپیہ دے دیا۔ اب فصل پر خواہ کوئی نرخ کم وبیش ۱۴ار سے فروخت ہو لیکن وہ فی روپیہ ۱۴ار کے حساب سے غلہ لے لیگا۔ بکر کہتا ہے کہ تو نے سود لیا۔ کیونکہ نرخ سے زیادہ ٹھہرا لیا۔

: یہ صورت بیع سلم کی ہے۔ اگر اس کے سب شرائط پائے گئے تو بلا شبہ

جائز ہے اور کسی طرح سود نہیں اگرچہ دس سیر کی جگہ دس من قرار دے ۔ ہاں اگر جبر ہے تو حرام ہے ۔ اگر دس سیر کی جگہ سیر ہی بھرلے ۔ لقولہ تعالیٰ الا ان تکون تجارۃ عن تراض اور اگر بیع رضا مندی سے ہوئی مگر کوئی شرط رہ گئی ۔ مثلاً غلہ کی جنس یا نوع یا صفت یا وزن کی تعیین نہ ہوئی ، یا وہ چیز ٹھیری جو اس وقت سے وقت وعدہ تک ہر وقت بازار میں موجود نہ رہے گی ۔ یا میعاد مجہول رکھی ۔ یا اسی جلسہ میں روپیہ تمام وکمال ادا نہ کر دیا تو ضرور حرام وسود ہے اگرچہ نرخ بازار سے کچھ زیادہ نہ ٹھیرا ۔ اور اگر خریدم وفروختم کا مضمون درمیان نہ آیا ۔ مثلاً اس نے کہا کہ ۱۴ سیر لیں گے ۔ اُس نے کہا دوں گا ۔ تو یہ نہ سود نہ حرام ، نہ اس کے لیے کسی شرط کی حاجت ۔ نہ اسے اس پر مطالبہ پہنچے ۔ اس کی خوشی پر ہے ، چاہے دے یا نہ دے ۔ کہ یہ سرے سے بیع ہی نہ ہوئی ، نرا وعدہ ہوا ۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔

فقیر احمد رضا عفی عنہ

## مسئلہ ۔ بیع غلہ کی وہ صورتیں جو سود ہیں ۱۹ جمادی الآخرہ ۱۳۳۷ھ ۔

کیا حکم ہے اہل شریعت کا اس مسئلہ میں کہ زید نے بکر سے دس روپیہ اس شرط پر مانگے کہ میں فصل پر گندم ۱۵ ما ر کے دوں گا ۔ اور خالد نے بکر سے دس روپیہ اس شرط پر مانگے کہ جو نرخ بازار فصل پر ہوگا اسی نرخ سے دس روپیہ کے گندم دوں گا ۔ بکر نے کہا کہ میرے پاس اس وقت روپیہ نہیں ہے ۔ تم دونوں شخص دس دس روپیہ کے گندم جو اس وقت دس سیر کا نرخ ہے لے جاؤ ۔ دونوں شخص رضا مندی سے گندم حسب شرائط بالا لے گئے اور فروخت کر کے دس دس روپیہ اپنے صرف میں لائے ۔ اب زید کو فصل پر فی روپیہ ۱۵ ما گندم حسب وعدہ اور خالد کو فی روپیہ ۱۲ ما گندم نرخ بازار دینا ہوئے ۔ یہ بیع جائز ہے یا نہیں ؟ اور اگر بکر خالد کو حسب شرائط بالا یعنی جو فصل پر نرخ ہوگا دوں گا ، دیتا تو جائز ہوتا یا نہیں ؟ بینوا توجروا ۔

## الجواب

یہ صورت حرام قطعی اور خالص سود ہے ۔ ڈھائی من گیہوں جو اس نے دیے ان سے زیادہ لینا حرام حرام ہے ۔ اور اگر روپیہ دیتا تو اس میں دو صورتیں تھیں ۔ روپیہ قرض دیتا اور یہ شرط ٹھیرا لیتا کہ ادا کے وقت گیہوں دینا تو شرط باطل تھی زید و خالد پر صرف اتنا روپیہ

ادا کرنا تھا۔ اور اگر گیہوں کی خریداری کرتا اور روپیہ پیشگی دیتا تو یہ صورت بیع سلم کی تھی ،اگر اس کے شرائط پائے جاتے جائز ہوتی ورنہ حرام۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ
بمحمدن المصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

## مسئلہ ۲۷ شہر سے ایک سے زائد جگہ پر جمعہ ۱ شعبان المعظم ۱۳۳۷ھ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ شہر میں بہت جگہ نماز جمعہ ہوتی ہے تو ہر وہ مسجد جس میں جمعہ ہوتا ہے جامع مسجد ہے اور جامع مسجد کی فضیلت رکھتی ہے یا وہی ایک مسجد جو متصل قلعہ کے جامع مسجد مشہور ہے؟ اور شہر میں بہت جگہ جمعہ ہونے میں کچھ ممانعت تو نہیں ہے؟ اور جمعہ میں کم از کم کتنے آدمی ہوں جو جمعہ ہو سکے؟ اور زیادہ ثواب شہر کی کس مسجد میں ہے؟ بینوا توجروا۔

## الجواب

جامع مسجد وہی ایک ہے۔ شہر میں متعدد جگہ جمعہ ہونے کی ممانعت نہیں جمعہ کے لیے کم سے کم امام کے سوا تین آدمی ہوں۔ مگر جمعہ وعیدین کا امام ہر شخص نہیں ہو سکتا۔ وہی ہوگا جو سلطان اسلام ہو یا اس کا نائب یا اس کا ماذون اور ان میں کوئی نہ ہو تو بضرورت جسے عام نمازی امام جمعہ مقرر کرلیں۔ جمعہ کا زیادہ ثواب جامع مسجد میں ہے۔ مگر جبکہ دوسری مسجد کا امام اعلم و افضل ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ
بمحمدن المصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

## مسئلہ ۲۸ طلاق کی قسمیں ۱۵ شعبان المعظم ۱۳۳۷ھ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ طلاق کی کتنی قسمیں ہیں اور ہر ایک کی تعریف کیا ہے؟ اور وہ کون کون لفظ ہیں جن سے طلاق ہو جاتی ہے؟ اور پھر اس کو اپنے نکاح میں کیسے لا سکتا ہے؟ بینوا توجروا۔

**الجواب**: طلاق تین قسم ہے: رجعی۔ بائن۔ مغلظہ۔ رجعی وہ جس سے عورت

فی الحال نکاح سے نہیں نکلتی۔ عدت کے اندر اگر شوہر رجعت کرے وہ بدستور اس کی زوجہ رہے گی۔ ہاں عدت گزر جائے اور رجعت نہ کرے تو اس وقت نکاح سے نکلے گی۔ پھر بھی برضائے خود نکاح کر سکتے ہیں۔

بائن وہ جس سے عورت فی الفور نکاح سے نکل جاتی ہے۔ ہاں برضائے خود نکاح کر سکتے ہیں۔ عدت کے اندر خواہ بعد۔

مغلظہ وہ کہ عورت فوراً نکاح سے نکل بھی گئی اور اب کبھی ان دونوں کا نکاح نہیں ہو سکتا جب تک حلالہ نہ ہو۔ یہ تین طلاقوں سے ہوتا ہے۔ خواہ ایک ساتھ دی ہوں خواہ برسوں کے فاصلہ سے۔

رجعی دی ہوں یا بائن۔ یا بعض رجعی بعض بائن، طلاق کے سیکڑوں لفظ ہیں بعض سے رجعی پڑتی ہے بعض سے بائن بعض سے مغلظ۔ رجعی و بائن کے تقریباً دو سو لفظ ہم نے اپنے فتاوے میں ذکر کیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ
بمحمدن المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

## مسئلہ ۲۹۔ نصابِ زکوٰۃ

۲۷ شعبان ۱۳۳۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین خلیفہ مرسلین مسائل ذیل میں:

(۱) صاحبِ نصاب رائج الوقت کے کتنے روپیہ سے ہو سکتا ہے؟

(۲) کیا نوٹ اور روپیہ کا ایک ہی حکم ہے؟ نوٹ تو چاندی سونے سے علیحدہ کاغذ ہے۔

(۳) فیصدی زکوٰۃ کا کیا دینا ہوتا ہے؟

(۴) جس شخص کے پاس روپیہ نہ ہو اور سونے چاندی کا زیور روزمرہ پہننے کا بقدر نصاب کے کیا اس کو اس زیور میں سے زکوٰۃ دینا ہوگی؟

(۵) جس روپیہ میں سے زکوٰۃ پہلے سال دے دی اور باقی روپیہ بدستور دوسرے سال تک رکھا رہا۔ اب دوسرے سال آنے پر کیا پھر اُسی روپیہ میں سے جس میں پہلے سال زکوٰۃ دے چکا ہے، دینا ہوگی؟

(۶) فطرہ کے گندم بریلی کے وزن سے فی کس کتنے ہونے چاہئیں؟

(۷) جو شخص روزہ رکھے یا نہ رکھے، بالغ یا نابالغ، سب کا فطرہ دینا واجب ہے؟ جو شخص

(۸) بوجہ ضعیفی کے روزہ نہ رکھ سکے اس کو فی روزہ کتنی خوراک مسکین کو دینا ہوگی؟ وہ مسکین روزہ دار ہو یا غیر روزہ دار؟ بینوا توجروا۔

# الجواب

(۱) نصاب انگریزی رائج روپوں سے چھپن روپے ہے۔

(۲) نوٹ اور روپیہ کا ایک حکم نہیں ہوسکتا۔ روپیہ چاندی ہے کہ پیدائشی ثمن ہے، اور نوٹ کاغذ ہے، اصطلاحی ثمن ہے۔ تو جب تک چلے اس کا حکم پیسوں کے مثل ہے کہ وہ بھی اصطلاحی ثمن ہیں۔

(۳) زکوٰۃ ہر نصاب و خمس نصاب پر چالیسواں حصہ ہے اور مذہب صاحبین پر نہایت آسان حساب اور فقراء کے لیے نافع یہ ہے کہ فیصدی ڈھائی روپے۔

(۴) بے شک۔

(۵) دس برس رکھا رہے ہر سال زکوٰۃ واجب ہوگی جب تک نصاب سے کم نہ رہ جائے۔ یہ اس یے کہ جب پہلے سال کی زکوٰۃ نہ دی، دوسرے سال اس قدر کا مدیون ہے تو اتنا کم کرکے باقی پر زکوٰۃ ہوگی۔ تیسرے سال اگلے دونوں برسوں کی زکوٰۃ اس پر دین ہے تو مجموع کم کرکے باقی پر ہوگی۔ یونہی اگلے سب برسوں کی زکوٰۃ منہا کرکے جو بچے اگر خود یا اس کے اور مال زکوٰۃ سے مل کر نصاب ہے تو زکوٰۃ ہوگی ورنہ نہیں۔

(۶) اٹھنی بھر اوپر پونے دو سیر۔

(۷) اپنا صدقہ واجب ہے اور اپنی نابالغ اولاد کا اگرچہ ایک ہی دن کی ہو۔ اور بالغ اولاد یا زوجہ صاحب نصاب ہوں تو ان کا صدقہ ان پر ہے۔ نہ ہوں تو کسی پر نہیں۔ غرض اس سے کسی حال اس کا مطالبہ نہیں۔ ہاں ان کے اذن سے ان کی طرف سے دیدے تو احسان ہے۔

(۸) فی روزہ وہی اٹھنی بھر اور پونے دو سیر گیہوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ
بمحمدن المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

## مسئلہ ۱۳۰۔ مسجد میں دنیاوی باتیں کرنا ۱۰ رمضان المبارک ۱۳۳۷ھ۔

کیا فرمان ہے اہل شریعت کا اس مسئلہ میں کہ آج کل عموماً بہت لوگ مساجد میں دنیوی باتیں کرتے بلکہ بعض بعض بے باک تو قہقہہ آپس میں دل لگی کرتے ہیں اور مسجد کا کوئی ادب نہیں سمجھتے کہ یہ خانۂ خدا ہے ان کے واسطے کیا حکم ہے؟ اور مسجد میں باتیں کرنے کی مذمت اور خاموش رہنے کی بھلائی مع حدیث شریف بیان فرمائی جائے تاکہ ایسے لوگ عبرت حاصل کریں۔

## الجواب

مسجد میں دنیا کی بات نیکیوں کو ایسا کھاتی ہے جیسا آگ لکڑی کو۔ اور مسجد میں ہنسنا قبر میں اندھیرے لاتا ہے۔ اس کی حدیثیں بارہا بیان ہوئیں مگر کون سنتا ہے۔ اللہ ہدایت دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ
بمحمدن المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

## مسئلہ ۱۳۱۔ حرام روپے کو نیک کام میں خرچ کرنا ۲ شوال ۱۳۳۷ھ۔

کیا قول ہے علمائے حقانی کا مسئلہ ذیل میں کہ ناجائز روپیہ یعنی سود و شراب و رشوت وغیرہ اگر نیک کام، مسجد، مدرسہ، چاہ، نیاز، فاتحہ، عرس وغیرہ میں لگایا جائے تو جائز ہے یا نہیں؟ اور جو شخص اس مسجد میں نماز، مدرسہ میں علم اور چاہ کا پانی اور فاتحہ عرس کا کھانا کھائے تو جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر اسی روپیہ کو خیرات کیا جائے اور امید ثواب رکھی جائے تو کیا حکم ہے؟ ایسے روپیہ کو کسی شرعی حیلہ سے جائز کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اور وہ حیلہ کیا ہے؟ بینوا توجروا۔

**الجواب:** حرام روپیہ کسی کام میں لگانا جائز نہیں، نیک کام ہوں یا اور۔ سوا

اس کے کہ جس سے لیا اسے واپس دے یا فقیروں پر تصدق کر دے بغیر اس کے کوئی حیلہ اس کے پاک کرنے کا نہیں۔ اسے خیرات کر کے جیسا پاک مال پر ثواب ملتا ہے اس کی امید رکھے تو سخت حرام ہے بلکہ فقہاء نے کفر لکھا ہے۔ ہاں جو شرع نے حکم دیا کہ حقدار نہ ملے تو فقیروں پر تصدق کر دے۔ اس حکم کو مانا تو اس پر ثواب کی امید کر سکتا ہے۔ مسجد مدرسہ وغیرہ میں بعینہ روپیہ نہیں لگایا جاتا بلکہ اس سے اشیاء خریدتے ہیں۔ خریداری میں اگر یہ نہ ہوا ہو کہ حرام دکھا کر کہا کہ اس کے بدلے فلاں چیز دے۔ اس نے دی۔ اس نے قیمت میں زر حرام دیا تو جو چیز خریدیں وہ خبیث نہیں ہوتی۔ اس صورت میں فاتحہ و عرس کا کھانا جائز ہے اور اکثر یہی صورت ہوتی ہے۔ مسجد میں نماز، مدرسہ میں تحصیل علم جائز ہے۔ اور کوئیں کا پانی تو ہر طرح جائز ہے اگرچہ اس میں وہ نادر صورت پائی گئی ہو کہ خباثت آئی تو اینٹوں مسالہ میں، نہ کہ زمین کے پانی میں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ
بمحمدن المصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

## مسئلہ ۳۱۲ ۔ محصول چونگی کی ملازمت ۱۱ شوال ۱۳۳۷ھ

کیا حکم ہے اہل شریعت کا کہ ملازمت چنگی کی جائز ہے یا نہیں؟ اور حاکم وقت کو اس کا روپیہ تحصیل کرنا جائز ہے یا نہیں؟ یہ روپیہ رعایا سے تحصیل کر نا رعایا ہی کی آسائش کے واسطے روشنی سڑک وغیرہ کے کام میں لگا دیتے ہیں۔ اور چنگی کا محصول چرانا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

## الجواب

نیک نیت سے چنگی کی نوکری تحصیل وصول کی جائز ہے نص علیہ فی الدر وغیرہ من الاسفار۔ چوری یعنی دوسرے کا مال معصوم بے اس کے اذن کے اس سے چھپا کر ناحق لینا کسی کو بھی جائز نہیں۔ اور جائز نوکری میں نوکر کا خلاف قرارداد کرنا غدر ہے اور غدر مطلقاً حرام ہے۔ نیز کسی قانونی جرم کا ارتکاب کر کے اپنے آپ کو بلا وجہ ذلت وبلا کے لیے پیش کرنا شرعاً بھی جرم ہے کما استفید من القرآن المجید والحدیث

رہا کہ حکام وقت کو اس کا تصیلنا شرعاً کیسا ہے؟ نہ حکام کو اس بحث ہے نہ سائل حاکم۔ و اللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ
بمحمدن المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

## مسئلہ ۳۳۔ کفار کی قسمیں ۲۲ شوال ۱۳۳۷ھ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کفار کے قسم کے ہوتے ہیں اور ہر ایک کی تعریف کیا ہے؟ اور صحبت کونسے کفار کی سب سے زیادہ مضر ہے؟ بینوا توجروا۔

## الجواب

اللہ عزوجل ہر قسم کے کفر و کفار سے بچائے، کافر دو قسم ہے: اصلی و مرتد۔

اصلی وہ جو شروع سے کافر اور کلمۂ اسلام کا منکر ہے۔ یہ دو قسم ہے: مجاہر و منافق۔

مجاہر وہ کہ علی الاعلان کلمہ کا منکر ہو۔

اور منافق وہ کہ بظاہر کلمہ پڑھتا اور دل میں منکر ہو۔ یہ قسم حکم آخرت میں سب اقسام سے بدتر ہے:

اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ۔ بیشک منافقین سب سے نیچے طبقۂ دوزخ میں ہیں۔

کافر مجاہر چار قسم ہے:

اوّل: دہریہ کہ خدا ہی کا منکر ہے۔

دوم: مشرک کہ اللہ عزوجل کے سوا اور کو بھی معبود اور واجب الوجود جانتا ہے جیسے ہندو بت پرست کہ بتوں کو واجب الوجود تو نہیں مگر معبود مانتے ہیں۔ اور آریہ خود پرست کہ روح و مادہ کو معبود تو نہیں مگر قدیم و غیر مخلوق جانتے ہیں دونوں مشرک ہیں۔ اور آریوں کو موحد سمجھنا محض باطل۔

سوم: مجوسی آتش پرست

چہارم: کتابی یہود و نصاریٰ کہ دہریے نہ ہوں۔

ان میں اول تین قسم کی ذبیحہ مردار اور ان کی عورتوں سے نکاح باطل۔ اور قسم چہارم کی عورت سے نکاح ہو جائے گا اگرچہ ممنوع و گناہ ہو۔

کافر مرتد وہ کہ کلمہ گو ہو کر کفر کرے۔ اس کی بھی دو قسمیں ہیں: مجاہر و منافق۔

مرتد مجاہر وہ کہ پہلے مسلمان تھا پھر علانیہ اسلام سے پھر گیا۔ کلمۂ اسلام کا منکر ہو گیا چاہے دہریہ ہو جائے یا مشرک یا مجوسی کتابی کچھ بھی ہو۔

مرتد منافق وہ کہ کلمۂ اسلام اب بھی پڑھتا ہے۔ اپنے آپ کو مسلمان ہی کہتا ہے اور پھر اللہ عزوجل یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا کسی نبی کی توہین کرتا یا ضروریات دین میں کسی شے کا منکر ہے۔ جیسے آج کل کے وہابی، رافضی، قادیانی، نیچری، چکڑالوی جھوٹے صوفی کہ شریعت پر ہنستے ہیں۔

حکم دنیا میں سب سے بدتر مرتد ہے۔ اس سے جزیہ نہیں لیا جا سکتا۔ اس کا نکاح کسی مسلم، کافر، مرتد اس کے ہم مذہب ہوں یا مخالف مذہب، غرض انسان حیوان کسی سے نہیں ہو سکتا۔ جس سے ہوگا محض زنا ہوگا، مرتد مرد ہو یا عورت۔

مرتدوں میں سب سے بدتر مرتد منافق ہے۔ یہی ہے وہ کہ اس کی صحبت ہزار کافر کی صحبت سے زیادہ مضر ہے کہ یہ مسلمان بن کر کفر سکھاتا ہے۔ خصوصاً وہابیہ دیوبندیہ کہ اپنے آپ کو خاص اہل سنت وجماعت کہتے، حنفی بنتے، چشتی نقشبندی بنتے، نماز روزہ ہمارا سا کرتے، ہماری کتابیں پڑھتے پڑھاتے اور اللہ و رسول کو گالیاں دیتے ہیں۔ یہ سب سے بدتر زہر قاتل ہیں۔ ہوشیار! خبردار، مسلمانو! اپنا دین و ایمان بچائے ہوئے۔ فاللہ خیر حافظا وھو ارحم الراحمین۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ
بمحمدن المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

## مسئلہ ۳۴۔ مسجد میں مانگنا

۵، ذیقعدہ ۱۳۳۷ھ

کیا حکم ہے علمائے اہل سنت وجماعت کا اس مسئلہ میں کہ مسجد کے اندر سوال کرنا اپنے یا غیر کے واسطے اور سائل کو دینا اس کے یا غیر کے واسطے جائز ہے یا نہیں؟

# الجواب

یہ جو مسجد میں غل مچاتے ہیں، نمازیوں کی نماز میں خلل ڈالتے ہیں، لوگوں کی گردیں پھلانگتے ہوئے صفوں میں پھرتے ہیں مطلقاً حرام ہے۔ اپنے لیے مانگیں خواہ دوسرے کے لیے۔

حدیث میں ہے:

جنبوا مساجدکم صبیانکم ومجانینکم ورفع اصواتکم۔ — مسجدوں کو بچوں اور پاگلوں اور بلند آوازوں سے بچاؤ۔

رواہ ابن ماجۃ عن واثلۃ بن الاسقع وعبد الرزاق عن معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

حدیث میں ہے:

من تخطی رقاب الناس یوم الجمعۃ اتخذ جسرا الی جھنم — جس نے جمعہ کے دن لوگوں کی گردنیں پھلانگیں اس نے جہنم تک پہنچنے کا اپنے لیے پل بنایا

رواہ احمد والترمذی وابن ماجۃ عن معاذ بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اور اگر یہ باتیں نہ ہوں جب بھی اپنے لیے مسجد میں بھیک مانگنا منع ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من سمع رجلا ینشد فی المسجد ضالۃ فلیقل لا اداھا اللہ الیک فان المساجد لم تبن لھذا۔ — جو کسی کو مسجد میں اپنی گمی چیز دریافت کرتے سنے اس سے کہے اللہ تجھے وہ چیز نہ ملائے مسجدیں اس لیے نہ بنیں۔

رواہ احمد ومسلم وابن ماجۃ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

جب اتنی بات منع ہے تو بھیک مانگنی خصوصاً اکثر بلا ضرورت بطور پیشہ کہ خود ہی حرام ہے یہ کیونکر جائز ہو سکتی ہے۔ ولہٰذا ائمہ دین نے فرمایا ہے جو مسجد کے سائل کو ایک پیسہ دے وہ ستر پیسے راہ خدا میں اور دے کہ اس پیسہ کے گناہ کا کفارہ ہوں۔ اور دوسرے محتاج کے لیے امداد کو کہنا یا کسی دینی کام کے لیے چندہ کرنا جس میں نہ غل نہ شور، نہ گردن پھلانگنا نہ کسی کی نماز میں خلل، یہ بلاشبہ جائز بلکہ سنت سے ثابت ہے۔ اور بے سوال کسی محتاج کو

دینا بہت خوب اور مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہٗ سے ثابت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ
بمحمدن المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

## مسئلہ ۳۵۔ خیرات کا ناجائز طریقہ

۲۰ محرم الحرام ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ آج کل لوگ خیرات اس قسم کی کرتے ہیں کہ چھتوں اور کوٹھوں پر سے روٹیاں اور ٹکڑے روٹیوں کے اور بسکٹ وغیرہ پھینکتے ہیں اور صدہا آدمی ان کو لوٹتے ہیں۔ ایک کے اوپر ایک گرتا ہے اور بعض کے چوٹ لگ جاتی ہے اور وہ روٹیاں نیچے زمین میں گر کر پاؤں سے روندی جاتی ہیں، بلکہ بعض اوقات غلیظ نالیوں میں بھی گرتی ہیں۔ اور رزق کی سخت بے ادبی ہوتی ہے۔ اور یہی حال شربت کا ہے کہ اوپر سے آبخوروں میں وہ لوٹ مچائی جاتی ہے کہ آدھا آبخورہ بھی شربت کا نہیں رہتا اور تمام شربت گر کر زمین پر بہتا ہے۔ ایسی خیرات اور لنگر جائز ہے؟ یا بوجہ رزق کی بے ادبی کے گناہ ہے؟ بینوا توجروا۔

## الجواب

یہ خیرات نہیں شرور و سیئات ہے۔ نہ ارادۂ وجہ اللہ کی یہ صورت ہے بلکہ ناموری اور دکھاوے کی اور وہ حرام ہے۔ اور رزق کی بے ادبی اور شربت کا ضائع کرنا گناہ ہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ
بمحمدن المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

## مسئلہ ۳۶۔ آدابِ مسجد

۲۶ محرم الحرام ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے حقانی اس مسئلہ میں کہ جس مسجد میں درخت امرود بیلا گلاب وغیرہ ہو اور بوجہ تعمیر ہونے حجرہ و غسل خانہ کے ان درختوں کو کاٹا جاوے۔ تو کوئی شخص ان درختوں کو کھود کر اپنے مکان میں لگا سکتا ہے یا نہیں؟

دوسرے یہ کہ پیال یا لڑی موسم سرما میں جو مسجدوں میں ڈالی جاتی ہے اور بعد گزر جانے

موسم سرما کے اس کو نکال کر پھینک دیتے ہیں۔ تو جو شخص اس پیال یا ٹوٹی یا چٹائی کہنہ جو قابل پھینک دینے کے ہو اس کو اپنے صرف میں مثل پانی گرم کرنے کے لا سکتا ہے یا نہیں؟ تیسرے یہ کہ منڈیر یا فصیل مسجد جس پر وضو کرتے ہیں یا اذان دیتے ہیں وہ مسجد کے حکم میں ہے؟ کیا مثل مسجد کے بات وغیرہ کرنے کی وہاں بھی ممانعت ہوگی؟ بینوا توجروا۔

## الجواب

ان درختوں کو مسجد سے واجبی ومناسب قیمت پر مول لے کر لگا سکتا ہے۔ پیال یا چٹائی بیکار شدہ کہ پھینک دی جانے لے کر صرف کر سکتا ہے۔ فصیل مسجد بعض باتوں میں حکم مسجد میں ہے۔ معتکف بلاضرورت اس پر جا سکتا ہے۔ اس پر تھوکنے یا ناک صاف کرنے یا کوئی نجاست ڈالنے کی اجازت نہیں۔ بیہودہ باتیں قہقے سے ہنسنا وہاں بھی نہ چاہیے۔ اور بعض باتوں میں حکم مسجد میں نہیں۔ اس پر اذان دیں گے، اس پر بیٹھ کر وضو کر سکتے ہیں۔ جب تک مسجد میں جگہ باقی ہو اس پر نماز فرض میں مسجد کا ثواب نہیں۔ دنیا کی جائز قلیل بات جس میں نہ چپقلش ہو نہ کسی نمازی یا ذاکر کی ایذا، اس میں حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ
بمحمدن المصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

## مسئلہ ۳۷۔ قبر پر قرآن مجید پڑھنا ۱ ربیع الاول شریف ۱۳۳۸ھ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بعض لوگ بعد دفن کردینے میت کے حافظ قرآن کو اس کی قبر پر واسطے تلاوت سوم تک یا کچھ کم وبیش بٹھلاتے ہیں، اور وہ حافظ اپنی اجرت لیتے ہیں۔ پس اس طرح کی اجرت دے کر قبروں پر پڑھوانا چاہیے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

**الجواب**: تلاوت قرآن عظیم پر اجرت لینا دینا حرام ہے اور حرام پر استحقاق عذاب ہے نہ کہ ثواب پہنچے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ حافظ کو اتنے دنوں کے لیے معین داموں پر کام کاج کے لیے نوکر رکھ لیں۔ پھر اس سے کہیں ایک کام یہ کرو کہ اتنی دیر قبر

پر پڑھا کرو۔ یہ جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ
بمحمدن المصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

## مسئلہ ۳۸۔ بیمار کے ساتھ کھانا ۱۰ ربیع الآخر شریف ۱۳۳۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بعض لوگ بیمار آدمی کے ساتھ کھانے ہوئے پرہیز کرتے ہیں اور اس مریض کا کپڑا نہیں پہنتے۔ اور کہتے ہیں بیماری ایک آدمی کی دوسرے شخص کو لگ جاتی ہے۔ آیا حدیث میں اس کی کوئی ممانعت آئی ہے یا نہیں؟

## الجواب

یہ جھوٹ ہے کہ ایک کی بیماری دوسرے کو اڑ کر لگتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں لاعدوی بیماری اڑ کر نہیں لگتی۔ اور فرماتے ہیں فمن اعدی الاول اس دوسرے کو تو پہلے کی اڑ کر لگی اس پہلے کو کس کی لگی۔ جس مریض کے بدن سے نجاست نکلتی اور کپڑوں کو لگتی ہو۔ جیسے تر خارش یا معاذ اللہ جذام میں اس کا کپڑا نہ پہنا جائے۔ نہ اس خیال سے کہ بیماری لگ جائے گی بلکہ نجاست سے احتیاط کے لیے۔ اور جہاں یہ نہ ہو کپڑا پہننے میں حرج نہیں۔ یونہی ساتھ کھانے میں، جبکہ ایمان قوی ہو کہ اگر معاذ اللہ بتقدیر الٰہی اسے وہی مرض ہو جائے تو یہ نہ سمجھے کہ ساتھ کھانے یا اس کا کپڑا پہننے سے ہو گیا۔ ایسا نہ کرتا تو نہ ہوتا۔ اور اگر ضعیف الایمان ہے تو وہ ان مرض والوں سے بچے جن کی نسبت متعدی ہونا عوام کے ذہن میں جما ہوا ہے جیسے جذام والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ یہ بچنا اس خیال سے نہ ہو کہ بیماری لگ جائے گی۔ کہ یہ تو مردود و باطل ہے۔ بلکہ اس خیال سے کہ عیاذاً باللہ اگر بتقدیر الٰہی کچھ واقع ہوا تو ایمان ایسا قوی نہیں کہ شیطانی وسوسہ کی مدافعت کرے۔ اور جب مدافعت نہ ہو سکی تو فاسد عقیدہ میں مبتلا ہونا ہوگا۔ لہٰذا احتراز کرے۔ الیسول کو حدیث میں ارشاد ہوا فرعن المجذوم کما تفر من الاسد" مجذوم سے بھاگ جیسا کہ شیر سے بھاگتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ
بمحمدن المصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

## مسئلہ ۳۹ تثویب کی مستحسن صورتیں ۲۰ ربیع الآخر شریف ۱۳۳۸ھ

علمائے اہل سنت وجماعت کی خدمت میں گزارش ہے کہ ۱۱ ربیع الآخر ۱۳۳۸ھ کو میں مسجد اسٹیشن جنکشن پر نماز ظہر پڑھنے گیا (کیونکہ اسی چوکی پر میری تعیناتی تھی) مرزا صاحب امام مسجد نے بعد اذان ظہر صلوٰۃ کہی۔ ایک صاحب محمد نبی احمد ساکن سنبھل نے کہا یہ جو آپ نے صلوٰۃ کہی یہ بدعت ہے۔ بعد گفت گو کے وہ صاحب بہت تیز ہوئے اور کہا کہ تمام شہروں میں میں گیا مگر یہ طریقہ جو آپ کے یہاں ہے نہیں دیکھا۔ مرزا صاحب نے کہا میں عالم نہیں ہوں جو آپ کو سمجھاؤں۔ اگر آپ اس مسئلہ کو سمجھنا چاہتے ہیں تو آپ میرے ہمراہ شہر میں چلیے، وہاں کے عالم آپ کا اطمینان کردیں گے۔ اس پر وہ راضی نہ ہوئے اور بدعت بدعت کرتے رہے اور کہا کہ کسی صحابہ رضی اللہ تعالٰی عنہم کے وقت میں یہ صلوٰۃ نہ تھی۔

میں نے اس شخص سے کہا کہ اکثر شہروں میں مثل رامپور وغیرہ کے بعد نماز صلوٰۃ ہوتی ہے اور ہمارے سردار رسول اکرم نبی معظم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر درود اور سلام بھیجنے کو آپ بدعت کہتے ہیں۔ صحابہ رضی اللہ تعالٰی عنہم کے وقت میں یہ مدرسہ و سرائے وغیرہ نہیں تھی ان کو بھی آپ بدعت کہتے ہیں؟ تو جواب دیا کہ یہ بدعت مباح ہے۔ میں نے کہا کہ صلوٰۃ بدعت حسنہ ہے جس کا ثواب ہم اہل سنت ہی کی قسمت میں اللہ جل شانہ نے لکھ دیا ہے اور منکر اس ثواب سے محروم ہیں۔

اب گزارش یہ ہے کہ صلوٰۃ کب سے جاری ہے؟ اور اس کی قدرے تفصیل مع دلائل اور ایسا شخص جو ہمارے سردار معظم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجنے کو بدعت کہے گمراہ ہے یا کیا؟ بینوا توجروا۔

## الجواب

آپ نے ٹھیک جواب دیا۔ اور جس امر کا اللہ عزوجل قرآن عظیم میں مطلق حکم دیتا ہو اور خود اپنے ملائکہ کا فعل بتاتا ہو اسے بدعت کہہ کر منع کرنا انہیں وہابیوں کا کام ہے۔ اور وہابیہ گمراہ نہ ہوں گے تو ابلیس بھی گمراہ نہ ہوگا کہ اس کی گمراہی ان سے ہلکی ہے۔ وہ کذب کو اپنے لیے بھی پسند نہیں کرتا۔ اسی لیے اس نے اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ استثنا کر دیا تھا

یہ اللہ عزوجل پر جھوٹ کی تہمت رکھتے ہیں۔ قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ۔

صلوٰۃ بعد اذان ضرور مستحسن ہے۔ ساڑھے پانسو برس سے زائد ہوئے بلاد اسلام حرمین شریفین و مصر و شام وغیرہ میں جاری ہے۔ در مختار میں ہے:

والتسلیم بعد الاذان حدث فی ربیع الآخر ۷۸۱ھ سبع مائة واحدی وثمانین فی عشاء لیلة الاثنین ثم یوم الجمعة ثم بعد عشر سنین حدث فی الکل الا المغرب ثم فیها مرتین۔ وهو بدعة حسنة۔

ترجمہ: اور اذان کے صلوٰۃ و سلام ربیع الآخر ۷۸۱ھ میں پیر کی شب عشاء میں شروع ہوا اس کے بعد جمعہ میں بھی صلوٰۃ پڑھی گئی اور دس سال کے بعد مغرب کے سوا ہر وقت اذان کے بعد صلوٰۃ پڑھی گئی اور یہ بدعت حسنہ ہے۔

قول البدیع امام سخاوی ہے:

والصواب انه بدعة حسنة یؤجر فاعله — واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ
بمحمدن المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

## مسئلہ ۴۰۔ تمباکو نوشی ۲۹ ربیع الآخر شریف ۱۳۳۸ھ

کیا حکم ہے اہل شریعت کا کہ تمباکو کھانا حرام ہے یا مکروہ؟ جو لوگ تمباکو پان کھانے کے عادی ہوتے ہیں وہ اگر تمباکو پان کھا کر تلاوت قرآن عظیم و دیگر وظائف درود شریف وغیرہ پڑھیں تو کیسا ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب بقدر ضرر و اختلال حواس کھانا حرام ہے۔ اور اس طرح کہ منہ میں بو آنے لگے مکروہ اور اگر تھوڑی خصوصاً مشک وغیرہ سے خوشبو کر کے پان میں کھائیں اور ہر بار کھا کے کلیوں سے خوب منہ صاف کر دیں کہ بو آنے نہ پائے تو خالص مباح ہے۔

بو کی حالت میں کوئی وظیفہ نہ چاہیے۔ منہ اچھی طرح صاف کرنے کے بعد ہو۔ اور قرآن عظیم تو حالت بدبو میں پڑھنا اور بھی سخت ہے۔ ہاں جب بدبو نہ ہو تو درود شریف و دیگر وظائف اس حالت میں بھی پڑھ سکتے ہیں کہ منہ میں پان یا تمباکو ہو اگرچہ بہتر صاف کر لینا ہے۔ لیکن قرآن عظیم کی تلاوت کے وقت ضرور منہ بالکل صاف کر لیں۔ فرشتوں کو

قرآن عظیم کا بہت شوق ہے اور عام ملائکہ کو تلاوت کی قدرت نہ دی گئی۔ جب مسلمان قرآن شریف پڑھتا ہے فرشتہ اس کے منہ پر منہ رکھ کر تلاوت کی لذت لیتا ہے۔ اس وقت اگر منہ میں کھانے کی کسی چیز کا لگاؤ ہوتا ہے فرشتہ کو ایذا ہوتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

| | |
|---|---|
| طیبوا افواھکم بالسواک فان افواھکم طریق القرآن۔ | اپنے منہ مسواک سے ستھرے کرو کہ تمہارے منہ قرآن عزیز کا راستہ ہیں۔ |

رواہ السنجری من الابانۃ عن بعض الصحابۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھم بسند حسن۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

| | |
|---|---|
| اذا قام احدکم یصلی من اللیل فلیستک ان احدکم اذا قرأ فی صلاتہ وضع ملک فاہ علی فیہ ولا یخرج من فیہ شیٔ الا دخل فم الملک۔ | جب تم میں کوئی تہجد کو اٹھے مسواک کرے کہ جو نماز میں تلاوت کرتا ہے فرشتہ اس کے منہ پر اپنا منہ رکھتا ہے جو اس کے منہ سے نکلتا ہے فرشتہ کے منہ میں داخل ہوتا ہے۔ |

رواہ البیہقی فی الشعب وتمام فی فوائدہ والضیاء فی المختارۃ عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنھما وھو حدیث صحیح

دوسری حدیث میں ہے:

| | |
|---|---|
| لیس شیٔ اشد علی الملک من ریح الثمر ما قام عبد الی صلوٰۃ قط الا التقم فاہ ملک ولا یخرج من فیہ اٰیۃ الا یدخل فی فی الملک۔ | فرشتہ پر کوئی چیز کھانے کی بو سے زیادہ سخت نہیں جب کبھی مسلمان نماز کو کھڑا ہوتا ہے فرشتہ اس کا منہ اپنے منہ میں لے لیتا ہے جو آیت اس کے منہ سے نکلتی ہے فرشتہ کے منہ میں داخل ہوتی ہے۔ |

واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبــــــــــــــــــــــــــہ
عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ
بمحمدن المصطفٰی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

## مسئلہ ۱۴۱ - ہمسایوں کے حقوق ۱۰ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۸ھ

علمائے اہل سنت کی خدمت میں گزارش ہے مسلمان پڑوسی کا کیا حق ہے؟ اگر کافر یا رافضی یا وہابی کسی مسلمان کے پڑوسی ہوں تو ان کا بھی وہی حق ہوگا جو مسلمان کا ہے؟ بینوا توجروا

## الجواب

مسلمان پڑوسی کے بہت حق ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

| | |
|---|---|
| مازال جبریل یوصینی بالجار حتی | جبریل مجھے پڑوسی کے حق کی تاکیدیں بیان |
| ظننت انہ یورثہ۔ رواہ البیھقی | کرتے رہے یہاں تک کہ مجھے گمان ہوا کہ اسے |
| فی السنن عن ام المومنین الصدیقۃ | ترکہ کا وارث کر دیں گے۔ |
| رضی اللہ تعالیٰ عنہا بسند صحیح | |

حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

| | |
|---|---|
| حق الجار علی جارہ ان مرض عدتہ | ہمسائے کا ہمسائے پر حق یہ ہے کہ بیمار پڑے |
| وان مات شیعتہ وان استقرضك | تو اس کے پوچھنے کو جائے اور مرے تو اس |
| اقرضتہ وان اعوز سترتہ وان | کے جنازہ کے ساتھ جائے اور وقت تجھ سے |
| اصابہ خیر ھنأتہ وان اصابتہ | قرض مانگے تو اسے قرض دے۔ اور اس کا کوئی |
| مصیبۃ عزیتہ ولا ترفع بناءك | عیب معلوم ہو جائے تو اسے چھپائے اور اسے |
| فوق بنائہ فتسد علیہ الریح | کوئی بھلائی پہنچے تو اسے مبارک باد دے |
| ولا تؤذیہ بریح قدرك الا ان | اور کوئی مصیبت پڑے تو اسے دلاسا دے |
| تغرف لہ منھا۔ رواہ الطبرانی | اور اپنی دیوار اس کی دیوار سے اتنی اونچی نہ کر |
| فی الکبیر عن معویۃ بن حیدۃ | کہ اس کے مکان کی ہوا رکے۔ اور اپنی ہنڈیا کی |
| القشیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ | خوشبو سے اسے ایذا نہ دے مگر یہ کہ اس کھانے |

میں سے اسے بھی حصہ دے (یعنی تو امیر ہے اور وہ غریب اور تیرے یہاں عمدہ کھانے پکتے ہیں خوشبو اسے پہنچے گی، وہ ان پر قادر نہیں اس سے ایذا پائے گا۔ لہذا اس میں سے اسے بھی دے کہ وہ ایذا خوشی سے مبدل ہو جائے)۔

رافضی وہابی کا کوئی حق نہیں، کہ وہ مرتد ہیں۔ نہ کسی کافر غیر ذمی کا، اور یہاں کے سب کافر ایسے ہی ہیں۔ ان کے بارے میں صرف اتنا ہی ہے کہ ان سے غدر و بدعہدی جائز نہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ
بمحمدن المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

## مسئلہ ۴۲ نیاز اور فاتحہ

۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۸ھ

ماہران دین و مفتیان شرع متین کا کیا حکم ہے کہ نیاز اور فاتحہ میں کیا فرق ہے؟ اور نیاز فاتحہ دینے کا مستحب طریقہ۔ اور یہ کہ جس کی نیاز یا فاتحہ دلائی جائے اس کو ثواب کس طریقہ سے پہنچائے؟ اور سوائے اس کے اور مسلمانوں کو کس طرح کہہ کر ثواب پہنچائے؟ بینوا توجروا۔

## الجواب

مسلمانوں کو دنیا سے جانے کے بعد جو ثواب قرآن مجید کا تنہا یا کھانے وغیرہ کے ساتھ پہنچاتے ہیں عرف میں اسے فاتحہ کہتے ہیں کہ اس میں سورۂ فاتحہ پڑھی جاتی ہے۔

اولیائے کرام کو جو ایصال ثواب کرتے ہیں اسے تعظیماً نذر و نیاز کہتے ہیں۔

سورۂ فاتحہ و آیۃ الکرسی اور تین بار یا سات بار یا گیارہ بار سورۂ اخلاص، اول آخر ۳-۳ یا زائد بار درود شریف پڑھیں۔ اس کے بعد دونوں ہاتھ اٹھا کر عرض کرے کہ الٰہی! میرے اس پڑھنے (اور اگر کھانا کپڑا وغیرہ بھی ہوں تو ان کا نام بھی شامل کرے اور اس پڑھنے اور ان چیزوں کے دینے پر) جو ثواب مجھے عطا ہوا اسے میرے عمل کے لائق نہ دے اپنے کرم کے لائق عطا فرما۔ اور اسے میری طرف سے فلاں ولی اللہ مثلاً حضور پر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں نذر پہنچا، اور ان کے آبائے کرام اور مشائخ عظام و اولاد امجاد و مریدین و محبین اور میرے ماں باپ اور فلاں اور فلاں اور سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روز قیامت تک جتنے مسلمان ہو گزرے یا موجود ہیں یا قیامت تک ہوں گے سب کو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ
بمحمدن المصطفٰے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

## مسئلہ ۴۳ سیاہ خضاب ۳۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۸ھ

کیا حکم ہے علمائے اہل سنت کا کہ خضاب کا لگانا جائز ہے یا نہیں بعض علما جواز کا فتویٰ دیتے ہیں۔ بینوا توجروا۔

**الجواب**: سُرخ یا زرد خضاب اچھا ہے اور زرد بہتر اور سیاہ خضاب کو حدیث میں فرمایا کافر کا خضاب ہے۔ دوسری حدیث میں ہے اللہ تعالٰی روز قیامت اس کا منہ کالا کرے گا۔ یہ حرام ہے۔ جواز کا فتویٰ باطل و مردود ہے۔ ہمارا مفصل فتویٰ اس بارے میں مدت کا شائع ہو چکا۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ
بمحمدن المصطفٰے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

## مسئلہ ۴۴ قادیانی رافضی تبرائی۔ یہودی اور نصرانی کا ذبیحہ

رہبران دین و مفتیان شرع متین کیا فرماتے ہیں کہ ذبیحہ رافضی و وہابی اور قادیانی کا جائز ہے یا نہیں جبکہ بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کرے، اور کافر اہل کتاب عیسائی یہودی کے ذبیحہ کا کیا حکم ہے جبکہ وہ بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کریں، اور مسلمان عورت بھی ذبح کر سکتی ہے یا نہیں جبکہ کوئی مرد مکان میں نہ ہو، بینوا توجروا۔

**الجواب**

عورت کا ذبیحہ جائز ہے جبکہ ذبح صحیح طور پر کر سکے۔ یہودی کا ذبیحہ حلال ہے جبکہ نام الٰہی عزجلالہ لے کر ذبح کرے۔ یونہی اگر کوئی واقعی نصرانی ہو نہ نیچری دہریہ جیسے آج کل کے عام نصارٰی ہیں۔ کہ نیچری کلمہ گو مدعی اسلام کا ذبیحہ تو مردار ہے نہ کہ مدعی نصرانیت کا۔ رافضی تبرائی، وہابی دیوبندی، وہابی غیر مقلد، قادیانی، چکڑالوی، نیچری، ان سب کے ذبیحے محض نجس و مردار حرام قطعی ہیں۔ اگرچہ لاکھ بار نام الٰہی لیں اور کیسے ہی متقی پرہیزگار بنتے ہوں کہ یہ سب مرتدین ہیں۔ ولا ذبیحۃ لمرتد۔ ہاں غیر تبرائی یعنی تفضیلیہ کا ذبیحہ حلال ہے جبکہ

ضروریات دین سے نہ کسی شے کا خود منکر ہو نہ اس کے منکر رافضی وغیرہ کو مسلمان جانتا ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ
بمحمدن المصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

۲۵ جمادی الاخریٰ ۱۳۳۵ھ

## مسئلہ ۵۴۔ قادیانی رافضی اور اہل کتاب کے ساتھ نکاح

کیا حکم ہے اہل شریعت کا اس مسئلہ میں کہ ایک شخص رامپوری نے کمترین سے کہا کہ تم اعلیٰحضرت سے دریافت کرنا کہ میں نے علماء کی زبانی سنا ہے کہ کافر کتابی سے نکاح جائز ہے اور رافضی تبرائی، وہابی، قادیانی سے حرام بلکہ خالص زنا ہے۔ تو کیا رافضی، وہابی، قادیانی کافر کتابی سے بدتر ہیں؟ رافضی تو خلفائے کرام کو تبرا کہہ کر، اور وہابی توہین رسالتمآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے، اور قادیانی دعویٰ نبوت سے کافر ہوئے۔ لیکن کلمہ گو اور باقی افعال مثل نماز روزہ وغیرہ تو مسلمانوں کی طرح ہیں لیکن کافر کتابی تو سرے سے نہ حضور اکرم نبی معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مانتے ہیں نہ نماز روزہ اور سب ضروریات دین کے منکر ہیں۔ اگر رافضی، وہابی، قادیانی سے نکاح ناجائز ہے تو کافر کتابی سے بدرجہ اولیٰ ناجائز ہونا چاہیے۔ اور یہ بھی کہا کہ اگر مرد مسلمان ہو تو اس گمان پر رافضیہ، وہابیہ، قادیانیہ سے نکاح کرے کہ یہ میری محکوم رہے گی۔ میں سمجھا کر یا جس طرح ہو سکے گا مسلمان کر لوں گا، تو کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا۔

## الجواب

اگر مسئلہ ۴۳ کو دیکھتے اس کا جواب واضح ہو جاتا۔ احکام دنیا میں سب سے بدتر مرتد ہے اور مرتدوں میں سب سے خبیث تر مرتد منافق۔ رافضی، وہابی، قادیانی، نیچری، چکڑالوی کہ کلمہ پڑھتے، اپنے آپ کو مسلمان کہتے، نماز وغیرہ افعال اسلام بظاہر بجالاتے، بلکہ وہابی وغیرہ قرآن و حدیث کا درس دیتے لیتے اور دیوبندی کتب فقہ کے ماننے میں بھی شریک ہوتے بلکہ چشتی، نقشبندی وغیرہ بن کر پیری مریدی کرتے اور علماء و مشائخ کی نقل اتارتے اور با ایں ہمہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کرتے یا ضروریات دین سے کسی شے کا انکار رکھتے ہیں۔ ان کی اس کلمہ گوئی و ادعائے اسلام اور افعال و اقوال میں مسلمانوں کی نقل اتارنے ہی نے

ان کو اخبث واضر اور ہر کافر اصلی یہودی، نصرانی، بت پرست، مجوسی، سب سے بدتر کر دیا کہ یہ آکر پلٹے، دیکھ کر اُلٹے، واقف ہو کر اندھے۔ قال اللہ تعالیٰ۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا فَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ۝

یہ اس کا بدلہ ہے کہ وہ ایمان لا کر کافر ہوئے تو ان کے دلوں پر مُہر کر دی گئی تو اب ان کو اصلاً سمجھ نہ رہی۔

واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ
بمحمدن المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

## مسئلہ ۴۶ سود کی بعض صورتیں ۹ رجب ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے احناف اس مسئلہ میں کہ زید چند طریقہ سے صرافی کرتا ہے:

(۱) روپیہ کا کل نامہ چاندی کا دیتا ہے۔

(۲) کل نامہ گلٹی کا۔

(۳) پورے سولہ آنے پیسے۔

(۴) چاندی گلٹی پیسے ملے ہوئے مگر سولہ آنے دیتا ہے۔

(۵) ہر چہار طریقہ مذکورۂ بالا میں ایک پیسہ کم۔

(۶) اسی طریقہ سے نوٹ کا نامہ دیتا ہے۔ یا تو ہر طریقہ میں پورا نامہ، یا ہر ایک میں ایک ایک پیسہ کم۔

(۷) اور ۱۰۰ نوٹوں کے ۹۹ روپیہ بھی فروخت کرتا ہے اور خریدنے والے خوشی سے لے جاتے ہیں۔

آیا یہ سب طریقے جائز ہیں یا ناجائز؟ بینوا توجروا۔

## الجواب

دونوں طرف نری چاندی ہو تو دو باتیں فرض ہیں۔ دونوں کانٹے کی تول ہموزن ہوں، اور دونوں دست بدست اسی جلسہ میں ادا کی جائیں۔ بائع مشتری کو دیدے مشتری بائع کو۔

ان میں سے جو بات کم ہوگی حرام ہے۔ اور اگر ایک طرف روپیہ ہے اور دوسری طرف نری چاندی نہیں، گلٹ یا پیسے یا نوٹ ہیں۔ یا روپیہ سے کم چاندی باقی پیسے یا گلٹ نوٹ۔ یا ایک طرف نوٹ ہے اور دوسری طرف چاندی یا گلٹ یا پیسے یا نوٹ تو صرف ایک بات لازم ہے کہ ایک طرف کا قبضہ ہو جائے۔ اگر بیع وشرا کر لی اور نہ بائع نے مشتری کو بیع دی نہ مشتری نے بائع کو ثمن تو حرام ہے اور ایک طرف کا قبضہ ہو جائے تو جائز۔ اگرچہ دوسری طرف سے ابھی نہ ہو۔ اور اس صورت میں پیسے روپیہ خواہ زائد کی کمی بیشی یا سو کا نوٹ ایک روپیہ۔ یا ایک روپیہ کا سو روپیہ کو برضامندی بیچا سب جائز ہے۔ یہ سب صورتوں کا جواب ہوگیا۔ یہ احکام بیع میں ہیں۔ اگر روپیہ یا گلٹ یا پیسے یا نوٹ قرض دیے اور یہ ٹھیرا لیا کہ ایک پیسہ زائد لیا جائے گا تو حرام قطعی اور سود ہے۔ قال اللہ تعالیٰ: وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ
بمحمدن المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

## مسئلہ ۱۴۷۔ ذبیحہ کا ایک اہم مسئلہ ۱۵ رجب المرجب ۱۳۳۸ھ۔

کیا حکم ہے علمائے اہل سنت وجماعت کا کہ دیہات میں اکثر یہ رواج ہے کہ مسلمان بکرے کو ذبح کرکے چلا جاتا ہے۔ باقی گوشت پوست سب ہندو جھٹک بنا کر فروخت کرتے ہیں۔ ایسا گوشت مسلمانوں کو کھانا چاہیے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

## الجواب

کافر کا یہ کہنا کہ یہ وہی بکرا ہے جو مسلمان نے ذبح کیا تھا مسموع نہیں اذ لا قول له فی الدیانات۔ ہاں اگر وقت ذبح سے وقت خریداری تک مسلمان کی نگاہ سے غائب نہ ہوا ہو۔ کوئی نہ کوئی مسلمان جب سے اب تک اسے دیکھتا رہا ہو جس سے اسے یہ اطمینان ہے کہ یہ وہی جانور ہے جو مسلمان نے ذبح کیا تھا تو خریداری جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ
بمحمدن المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

## مسئلہ ۴۸ ۔ والدین کے حقوق ۲۸ رجب ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ والدین کا بھی اولاد کے اوپر کچھ حق ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

## الجواب

والدین کا حق اولاد پر اتنا ہے کہ رب عز وجل نے اپنے حقوق عظیمہ کے ساتھ گنا ہے:

ان اشکرلی ولوالدیک — حق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا۔

واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ
بمحمدن المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

## مسئلہ ۴۹ ۔ اہل تشیع کیساتھ میل جول کی حرمت

کیا حکم ہے اہل شریعت کا اس مسئلہ میں کہ رافضیوں کی مجلس میں مسلمانوں کو جانا اور مرثیہ سننا، ان کی نیاز کی چیز لینا، خصوصاً آٹھویں محرم کو جبکہ ان کے یہاں حاضری ہوتی ہے کھانا جائز ہے یا نہیں؟ محرم میں بعض مسلمان ہرے رنگ کے کپڑے پہنتے ہیں اور سیاہ کپڑوں کی بابت کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا۔

## الجواب

جانا اور مرثیہ سننا حرام ہے۔ ان کی نیاز کی چیز نہ لی جائے۔ ان کی نیاز نیاز نہیں اور وہ غالباً نجاست سے خالی نہیں ہوتی۔ کم از کم ان کے ناپاک قلتین کا پانی ضرور ہوتا ہے اور وہ حاضری سخت ملعون ہے اور اس میں شرکت موجب لعنت۔

محرم میں سیاہ اور سبز کپڑے علامت سوگ ہیں اور سوگ حرام ہے خصوصاً سیاہ کہ شعار رافضیان لئام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ
بمحمدن المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

## مسئلہ۵۰۔ احکامات محرم ۱۱ محرم الحرام ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین وخلیفۂ مرسلین مسائل ذیل میں:

(۱) بعض اہل سنت جماعت عشرۂ محرم میں نہ تو دن بھر روٹی پکاتے اور نہ جھاڑو دیتے ہیں۔ کہتے ہیں بعد دفن تعزیہ روٹی پکائی جائے گی۔

(۲) ان دس دن میں کپڑے نہیں اتارتے۔

(۳) ماہ محرم میں کوئی بیاہ شادی نہیں کرتے۔

(۴) ان ایام میں سوائے امام حسن اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے کسی کی نیاز فاتحہ نہیں دلاتے ـــــ یہ جائز ہے یا ناجائز؟ بینوا توجروا۔

## الجواب

پہلی تینوں باتیں سوگ ہیں اور سوگ حرام ہے۔ اور چوتھی بات جہالت ہے۔ ہر مہینے میں ہر تاریخ ہر ولی کی نیاز اور ہر مسلمان کی فاتحہ ہو سکتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ
محمدن المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

## مسئلہ۵۱۔ شانوں تک بال رکھنا ۱۱ محرم الحرام ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی سید صاحب سر پر بال اس طرح رکھیں کہ وہ کامل یا گیسو کہے جا سکیں۔ تو ایسے بال ان سید صاحب کو بڑھانا جائز ہیں یا نہیں؟ سنا گیا ہے کہ امام حسن وامام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے گیسو تھے جو شانوں پر لٹکتے تھے۔

## الجواب

شانوں تک گیسو جائز ہیں بلکہ سنت سے ثابت ہیں۔ اور شانوں سے نیچے بال کرنا عورتوں سے خاص اور مرد کو حرام ہے۔ قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لعن اللہ تعالیٰ المتشبہین بالنساء۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ عورتوں سے مشابہت کرنے والے مردوں پر لعنت کرتا ہے۔)

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ
محمدن المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

## مسئلہ ۵۲ شرائط امامت ۲۱ محرم الحرام ۱۳۳۹ھ

کیا حکم ہے اہل شریعت کا اس مسئلہ میں کہ امامت کس کس شخص کی جائز ہے اور کس کس کی ناجائز اور مکروہ ؟ اور سب سے بہتر امامت کس شخص کی ہے ؟ بینوا توجروا۔

## الجواب

جو قراءت غلط پڑھتا ہو جس سے معنی فاسد ہوں، یا وضو یا غسل صحیح نہ کرتا ہو یا ضروریات دین سے کسی چیز کا منکر ہو جیسے وہابی، رافضی، غیر مقلد، نیچری، قادیانی، چکڑالوی وغیرہم ان کے پیچھے نماز باطل محض ہے۔

اور جس کی گمراہی حد کفر تک نہ پہنچی ہو جیسے تفضیلیہ کہ مولیٰ علی کو شیخین سے افضل بتاتے ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ یا تفسیقیہ کہ بعض صحابہ کرام مثل امیر معاویہ و عمرو بن عاص و ابو موسیٰ اشعری و مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو برا کہتے ہیں ان کے پیچھے نماز بکراہت شدیدہ تحریمہ مکروہ ہے کہ انہیں امام بنانا حرام اور ان کے پیچھے نماز پڑھنی گناہ اور جتنی پڑھی ہوں سب کا پھیرنا واجب۔

اور انہیں کے قریب ہے فاسق معلن مثلاً داڑھی منڈا، یا خشخاشی رکھنے والا یا کترواکر حد شرع سے کم کرنے والا، یا کندھوں سے نیچے عورتوں کے سے بال رکھنے والا خصوصاً وہ جو چوٹی گندھوائے اور اس میں موباف ڈالے، یا ریشمی کپڑا پہنے، یا مغرق ٹوپی، یا ساڑھے چار ماشے سے زائد کی انگوٹھی، یا کئی نگ کی انگوٹھی، یا ایک نگ کی دو انگوٹھی اگرچہ مل کر ساڑھے چار ماشے سے کم وزن کی ہوں، یا سود خوار، یا ناچ دیکھنے والا۔ ان کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔

اور جو فاسق معلن نہیں، یا قرآن عظیم میں وہ غلطیاں کرتا ہے جن سے نماز فاسد نہیں ہوتی، یا نابینا یا جاہل یا غلام یا ولد الزنا یا خوبصورت امرد یا جذامی یا برص والا جس سے لوگ کراہت و نفرت کرتے ہوں اس قسم کے لوگوں کے پیچھے نماز مکروہ تنزیہی ہے۔ کہ پڑھنی خلاف اولیٰ اور پڑھ لیں تو حرج نہیں۔

اگر یہی قسم اخیر کے لوگ حاضرین میں سب سے زائد مسائل نماز و طہارت کا علم رکھتے ہوں تو انھیں کی امامت اولیٰ ہے۔ بخلاف ان سے پہلی دو قسم والوں سے اگرچہ علم متبحر ہو وہی حکم کراہت

رکھتا ہے مگر جہاں جمعہ یا عیدین ایک ہی جگہ ہوتے ہوں اور ان کا امام بدعتی یا فاسق معلن ہے اور دوسرا امام نہ مل سکتا ہو وہاں ان کے پیچھے جمعہ و عیدین پڑھ لیے جائیں۔ بخلاف قسم اول مثل دیوبندی وغیرہم، کہ نہ ان کی نماز نماز ہے نہ ان کے پیچھے نماز نماز۔ بالفرض وہی جمعہ یا عیدین کا امام ہو اور کوئی مسلمان امامت کے لیے نہ مل سکے تو جمعہ و عیدین کا ترک فرض ہے جمعہ کے بدلے ظہر پڑھے اور عیدین کا کچھ عوض نہیں۔

امام اسے کیا جائے جو سنی صحیح العقیدہ، صحیح الطہارت، صحیح القرأۃ ہو، مسائل نماز و طہارت کا عالم غیر فاسق ہو۔ نہ اس میں کوئی ایسا جسمانی یا روحانی عیب ہو جس سے لوگوں کو تنفر ہو۔

یہ اس مسئلہ کا اجمالی جواب اور تفصیل موجب تطویل و اطناب، واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

کتبــــــــہ عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ
بمحمدن المصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

## مسئلہ ۵۳۔ عورت اور مرد کے حقوق ۹ صفر ۱۳۳۹ھ

کیا ارشاد ہے اہل شریعت کا اس مسئلہ میں کہ عورت پر مرد کے اور مرد پر عورت کے کیا حق ہیں؟

## الجواب

مرد پر عورت کا حق نان و نفقہ دینا، رہنے کو مکان دینا، مہر وقت پر ادا کرنا، اس کے ساتھ بھلائی کا برتاؤ رکھنا، اسے خلاف شرع باتوں سے بچانا۔ قال تعالیٰ:

وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ — اور ان کے ساتھ بھلائی سے رہو۔

وقال تعالیٰ:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ — اے ایمان والو اپنے کو اور

وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا۔ — اپنے اہل کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ۔

اور عورت پر مرد کا حق خاص امور متعلقہ زوجیت میں اللہ و رسول کے بعد تمام حقوق حتی کہ ماں باپ کے حق سے زائد ہے۔ ان امور میں اس کے احکام کی اطاعت، اس کے ناموس کی

نگاہداشت عورت پر فرض اہم ہے بے اس کے اذن کے محارم کے سوا کہیں نہیں جا سکتی او
محارم کے یہاں بھی ماں باپ کے یہاں ہر آٹھویں دن، وہ بھی صبح سے شام تک کے لیے اور
بہن بھائی، چچا، ماموں، خالہ، پھوپھی کے یہاں سال بھر بعد، اور شب کو کہیں نہیں جا سکتی
نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "اگر میں کسی کو کسی غیر خدا کے سجدہ کا حکم دیتا تو عورت کو حکم
دیتا کہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔" اور ایک حدیث میں ہے "اگر شوہر کے نتھنوں سے خون اور
پیپ بہہ کر اس کی ایڑیوں تک جسم بھر گیا ہو اور عورت اپنی زبان سے چاٹ کر اسے صاف
کرے تو اس کا حق ادا نہ ہو گا۔" واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ
بمحمدن المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

## مسئلہ ۵۴ - ننگے سر نماز پڑھنا ۲۹ صفر ۱۳۳۹ھ۔

کیا حکم ہے اہل شریعت کا اس مسئلہ میں کہ بعض لوگ ننگے سر نماز پڑھتے اور پڑھاتے
ہیں، اور کہتے ہیں کہ ہم اللہ جل شانہٗ کے سامنے عاجزی کرتے ہیں۔ اس میں کوئی حرج تو نہیں
اور نماز میں کسی طرح کی کراہت تو نہ ہوگی؟ بینوا توجروا۔

## الجواب

اگر بہ نیت عاجزی ننگے سر پڑھتے ہیں تو کوئی حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ
بمحمدن المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

## مسئلہ ۵۵ - شرائط ذبیحہ ۶ ربیع الاول شریف ۱۳۳۹ھ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جس جانور کو ذبح کیا اور بسم اللہ اللہ اکبر
کہنے کے ساتھ ہی پہلی دفعہ میں اس کی گردن اس کے جسم سے علیحدہ ہو گئی، اس کا کھانا جائز
ہے یا نہیں؟ اور اس کی کھال اس کے سر سے کچھ لگی رہی تو کیا حکم ہے؟

**الجواب**: دونوں صورتوں میں جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ بمحمدن المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

## مسئلہ ۵۶۔ تیجے کے چنے ۱۲ ربیع الاول شریف ۱۳۳۹ھ۔

کیا حکم ہے علمائے اہل سنت کا اس مسئلہ میں کہ چنوں پر جو سوئم کی فاتحہ کے قبل کلمہ طیبہ پڑھا جاتا ہے ان کے کھانے کو بعض شخص مکروہ جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ قلب سیاہ ہوتا ہے آیا یہ صحیح ہے؟ اگر صحیح ہے تو ان کو کیا کرنا چاہیے؟ اسی طرح فاتحہ کے کھانے کو جو عام لوگوں کی ہوتی ہے کہتے ہیں۔

ایک موضع میں ان سوئم کے پڑھے ہوئے چنوں کو مسلمان اپنا اپنا حصہ لے کر مشرک چماروں کو دے دیتے ہیں وہاں یہی رواج ہمیشہ سے چلا آتا ہے۔ لہٰذا ان کلمہ طیبہ کے پڑھے ہوئے چنوں کو مشرک چماروں کو دینا چاہیے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

## الجواب

یہ چیز یں غنی نہ لے، فقیر لے۔ اور وہ جو ان کا منتظر رہتا ہے، ان کے ملنے سے خوش ہوتا ہے اس کا قلب سیاہ ہوتا ہے۔ مشرک یا چمار کو ان کا دینا گناہ، گناہ، گناہ۔ فقیر لے کر خود کھائے اور غنی لے ہی نہیں۔ اور لے لیے ہوں تو مسلمان فقیر کو دیدے۔

یہ حکم عام فاتحہ کا ہے۔ نیاز اولیائے کرام طعام موت نہیں، وہ تبرک ہے۔ فقیر و غنی سب لیں جبکہ مانی ہوئی نذر بطور نذر شرعی نہ ہو۔ شرعی نذر پھر غیر فقیر کو جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ
بمحمدن المصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

## مسئلہ ۵۷۔ ذبح پر اُجرت لینا ۱۵ ربیع الاول شریف ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید مذبح میں گاؤکشی کرتا ہے اور ہر ایک ذبیحہ پر دو پیسے یا ایک آنہ لیتا ہے اور وہی زید امامت بھی کرتا ہے اور گاہ گاہ اجرت ذبیحہ میں گوشت بھی لیتا ہے۔ اب علمائے دین فرمائیں کہ ذبیحہ پر اجرت لینا جائز ہے یا نہیں؟ اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ اور اس کا امامت کرنا درست ہے یا نہیں؟

اور بعض شخص کہتے ہیں کہ گوشت کھانا کسی آیت و حدیث سے ثبوت نہیں بعض شخص

کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے زمانہ میں گاؤ کو ذبح کرا کر اور اس کا گوشت پکوا کر اس میں اپنی انگشت مبارک تر کر کے چوس لیا ہے۔ سو یہ بھی تب کیا تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کئی دن کا فاقہ تھا جب سے گوشت کھانا لوگوں نے اپنے مزے کی خاطر جاری کر لیا ہے اب جناب قبلہ سے امید وار ہوں کہ اس کا پورا پورا ثبوت مع آیت و حدیث شریف کے تحریر فرما کر عطا فرمائیں۔ بینوا توجروا۔

## الجواب

ذبح پر اجرت لینے میں کوئی حرج نہیں لانہ لیس بمعصیۃ ولا واجب متعین علیہ۔ ہاں یہ ٹھیرانا کہ اسے ذبح کرتا ہوں اس میں سے اتنا گوشت اجرت میں لوں گا وہ ناجائز ہے۔ لانہ کقفیز الطحان جو جائز ذبح پر جائز اُجرت لے۔ اُس کے پیچھے نماز میں اس وجہ سے کوئی حرج نہیں۔ اس کی امامت درست ہے۔ جبکہ کوئی مانع شرعی نہ رکھتا ہو۔ گوشت کھانا بلاشبہ قرآن و حدیث و اجماع اُمّت سے ثابت ہے۔

قال اللہ تعالیٰ فَکُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِیْرَ وقال اللہ تعالیٰ فَمِنْهَا رَکُوْبُهُمْ وَمِنْهَا یَاْکُلُوْنَ ۝ وقال اللہ تعالیٰ وَمَا لَکُمْ اَلَّا تَاْکُلُوْا مِمَّا ذُکِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَیْهِ

وہ بے سروپا حکایت جو کسی نے بیان کی محض کذب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ
عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ
بمحمدن المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

## مسئلہ ۵۸۔ بزرگوں کا شجرہ پڑھنا

۲۷ ربیع الاول ۱۳۳۹ھ ہجری۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے شجرہ خوانی دامِ تزویر ہے۔ اور اس پر بہارستان مولانا جامی سے یہ عبارت نقل کرتا ہے:

از حضرت سید بہاؤ الدین صاحب — حضرت خواجہ سید بہاؤ الدین رضی اللہ عنہ سے
نقشبند رحمۃ اللہ علیہ پرسیدند کہ از حضرت — لوگوں نے دریافت کیا کہ حضرت جناب
شجرہ شما چیست فرمودند کہ کسے از شجرہ — کا شجرہ کیا ہے جناب نے ارشاد فرمایا
خوانی بجائے نرسد۔ پس خدائے عزوجل — کہ صرف شجرہ خوانی سے کوئی کسی مقام

| | |
|---|---|
| رابیگانگی می شناسیم ـ وہمہ انبیاء و اولیاء | پر نہیں پہچانتے ہیں ہم اللہ تعالیٰ کو بے تثلیث |
| ایمان آریم ـ و مقید سلسلہ نیستیم" یہ قول | کے ساتھ پہچانتے ہیں اور تمام انبیاء اور |
| صحیح ہے یا غلط؟ | اولیاء پر ایمان رکھتے ہیں اور کسی ایک سلسلے کے |
| | ہم پابند نہیں ہیں۔ |

## الجواب

یہ قول محض باطل ہے۔ اور اس میں ہزار ہا اولیائے کرام پر حملہ ہے۔ اور بہارستان سے جو عبارت نقل کی ہے۔ ساختہ ہے۔ اس میں شجرہ خوانی یا شجرہ کا لفظ کہیں نہیں۔ اور پس خدائے عزوجل سے آخیر تک ساری عبارت اپنی طرف سے بڑھائی ہوئی ہے۔ بہارستان میں نہیں۔ شجرہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک بندے کے اتصال کی سند ہے۔ جس طرح حدیث کی اسناد میں امام عبدالرشید بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہ اولیاء و علماء و محدثین و فقہاء سب کے امام ہیں۔ فرماتے ہیں:

| | |
|---|---|
| لولا الاسناد لقال فی الدین من | اگر سند کا سلسلہ نہ ہوتا تو جو شخص چاہتا |
| شاء ما شاء | دین میں اپنی مرضی کی بات کرتا پھرتا۔ |

### شجرہ خوانی سے متعدد فوائد ہیں

**اوّلاً** رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک اپنے اتصال کی سند کا حفظ۔

**دوم** ـ صالحین کا ذکر کہ موجب نزول رحمت ہے۔

**سوم** ـ نام بنام اپنے آقایان نعمت کو ایصالِ ثواب کہ اُن کی بارگاہ سے موجب نظرِ عنایت ہے۔

**چہارم** ـ جب یہ اوقاتِ سلامت میں اُن کا نام لیوا رہے گا۔ وہ اوقاتِ مصیبت اس کے دستگیر ہوں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

| | |
|---|---|
| تعرف الی اللہ فی الرخاء یعرفك | آرام کی حالت میں خدا کو پہچان وہ تجھے |
| فی الشدۃ۔ | سختی میں پہچانے گا۔ |

رَوَاهُ اَبُوالْقَاسِمِ مِنْ بِشْرَانَ فِیْ اَمَالِیْہِ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ وَغَیْرِہٖ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ بِسَنَدٍ حَسَنٍ۔ وَاللہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ
بمحمدن المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

## مسئلہ ۵۹ مسجد میں کھانا پینا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مسجد کے اندر کھانا پینا جائز ہے۔ یا مکروہ۔ یا حرام؟ وکیا وہ شخص جو نفل اعتکاف کی نیت کرکے مسجد میں داخل ہوا ہو۔ کھا پی سکتا ہے۔ یا نہیں؟ اگر کھا پی سکتا ہے تو کیا کچھ ذکر الٰہی کرنے کے بعد۔ یا داخل ہوتے ہی فوراً کھا پی سکتا ہے بینوا توجروا۔

## الجواب

مسجد میں ایسا کھانا پینا کہ مسجد میں گرے۔ اور مسجد آلودہ ہو۔ مطلقاً حرام ہے۔ معتکف ہو یا غیر معتکف۔ اسی طرح ایسا کھانا جس سے نماز کی جگہ گھرے۔ اور اگر یہ دونوں باتیں نہیں۔ تو غیر معتکف کو مکروہ۔ اور معتکف کو مباح۔ کہ اگر واقعی اسے اعتکاف منظور ہی تھا جب تو نیت کرتے ہی معاً کھا پی سکتا ہے۔ اور اگر اعتکاف کی نیت اس لیے کی۔ کہ کھانا پینا جائز ہو جائے۔ تو پہلے کچھ دیر ذکر الٰہی کرے پھر کھائے۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ
بمحمدن المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

## مسئلہ ۶۰۔ دو بہنوں سے بیک وقت نکاح کرنا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے ایک عورت سے ساتھ نکاح کیا۔ اور اس کی حیات میں اس کی چھوٹی بہن سے نکاح کیا۔ نکاح دوم جائز ہے۔ یا ناجائز اور ان دونوں عورتوں سے جو اولاد ہوگی۔ وہ کیسی ہوگی؟ اور زید کا متروکہ پانے کی مستحق ہے یا نہیں؟ اور یہ دونوں عورتیں مہر پانے کی مستحق ہیں۔ یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

**الجواب:** زوجہ جب تک زوجیت یا عدت میں ہے اس کی بہن سے نکاح حر

قطعی ہے۔ قال اللہ تعالیٰ وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ۔ اُس سے جو اولاد ہوئی شرعاً ولد حرام ہے۔ مگر ولد الزّنا نہیں۔ اسے ولد حرام یعنی ولد الزّنا کہنا جائز نہیں۔ جب تک اُس دوسری کو ہاتھ نہ لگایا تھا پہلی حلال تھی۔ اُس وقت تک کے جماع سے جو اولاد پہلی سے ہوئی۔ ولد حلال ہے۔ اور بعد کے جماع سے جو اولاد ہو۔ وہ بھی شرعاً اولادِ حرام ہے۔ مگر ولد الزّنا نہیں۔ دونوں عورتوں کی سب اولادیں کہ زید سے ہوئیں۔ زید کا ترکہ پائیں گی۔ کہ نسب ثابت ہے۔ ہاں زوجۂ ثانیہ ترکہ نہ پائے گی۔ کہ نکاح فاسد ہے۔ دونوں عورتیں مہر کی مستحق ہیں۔ پہلی مطلقاً اور دوسری اُس صورت میں کہ حقیقۃً اُس سے جماع کیا ہو۔ فقط خلوت کافی نہیں پھر بھی اپنا پورا مہر پائے گی۔ اور دوسری مہر مثل اور جو مہر بندھا تھا۔ ان دونوں میں سے جو کم ہو۔ وہ پائے گی۔

درمختار میں ہے:

| | |
|---|---|
| يَجِبُ مَهْرُ الْمِثْلِ فِيْ نِكَاحٍ فَاسِدٍ وَهُوَ الَّذِيْ فَقَدَ شَرْطًا مِّنْ شَرَائِطِ الصِّحَّةِ كَشُهُوْدٍ وَّمِثْلُهٗ تَزَوُّجُ الْاُخْتَيْنِ مَعًا وَنِكَاحُ الْاُخْتِ فِيْ عِدَّةِ الْاُخْتِ اھ ش بِالْوَطْءِ لَا بِغَيْرِهٖ كَالْخُلُوْطِ وَلَمْ يَزِدْ مَهْرَ الْمِثْلِ عَلَى الْمُسَمّٰى لِرِضَاهَا بِالْحَطِّ وَلَوْ كَانَ دُوْنَ الْمُسَمّٰى لَزِمَ مَهْرُ الْمِثْلِ۔ | مہر مثل نکاح فاسد میں واجب ہوگا یعنی وہ نکاح جس میں شرائط صحت نکاح میں سے کوئی شرط نہ پائی جائے مثلاً گواہ اور اسی طرح ہے دو بہنوں کا اکھٹا نکاح اور ایک بہن کی عدت میں دوسری بہن کا نکاح انتہیٰ مذکورہ بالا صورت میں مہر وطی کرنے سے واجب ہوگا وطی کے بغیر خلوت وغیرہ سے مہر لازم نہیں ہوگا اور مہر مثل مہر مسمی پر زائد بھی نہ ہو کیونکہ کمی پر عورت راضی ہو چکی ہے اور اگر یہ مہر مسمی سے کم ہو تو مہر مثل لازم ہوگا۔ |

ہدایہ باب النکاح الرقیق میں ہے:

| | |
|---|---|
| بَعْضُ الْمَقَاصِدِ فِي النِّكَاحِ الْفَاسِدِ | بعض مقاصد نکاح فاسد میں حاصل ہیں |

| | |
|---|---|
| حاصل كالنَّسَبِ وَوُجُوْبِ الْمَهْرِ وَالْعِدَّةِ۔ | جیسے ثبوت نسب اور وجوب مہر اور عدت |

درمختار میں ہے:

| | |
|---|---|
| يَسْتَحِقُّ الْاِرْثَ بِنِكَاحٍ صَحِيْحٍ فَلَا تَوَارُثَ بِفَاسِدٍ وَّلَا بَاطِلٍ اِجْمَاعًا وَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى اَعْلَمُ۔ | میراث وراثت کا حقدار صحیح نکاح سے ہی ہوگا پس نکاح فاسد اور باطل سے وراثت نہیں ہوسکتا بالاجماع |

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ
بمحمدن المصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

# حصّہ دوم

## مسئلہ ۱: مغرب کا وقت

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کا قول ہے وقت مغرب بہت قلیل ہے اسی وجہ سے چھوٹی سورۃ مغرب میں پڑھتے ہیں اور بعد دو سنت و نفل کے مغرب کا وقت نہیں رہتا یا پانچ، چھ منٹ اور رہتا ہے۔ عمرو کہتا ہے نماز مغرب اول وقت پڑھنا اور چھوٹی سورۃ کا پڑھنا یہ سب مستحب ہے۔ مغرب کا وقت جب تک سُرخی شفق کی رہتی ہے باقی رہتا ہے بلکہ آدھ گھنٹے سے زائد رہتا ہے لہٰذا گزارش ہے کہ وقت مغرب کی پہچان کہ کب تک رہتا ہے اور کتنی دیر رہتا ہے اور زید و عمرو کے قول کی تصدیق اور یہ کہ سُرخی کے بعد جو سفیدی رہتی ہے اگر اس وقت کوئی شخص نماز مغرب ادا کرے تو جائز ہے یا نہیں اور بلا کراہت کس وقت تک پڑھنا جائز ہے۔

## الجواب

زید کا قول محض غلط ہے اس نے اپنی طبیعت سے یہ بات گڑھی ہے جبھی تو وہ شک کی حالت میں ہے خود نہیں کبھی کہتا ہے نہیں رہتا پھر کہتا ہے پانچ یا چھ منٹ اور رہتا ہے یہ سب اس کے باطل خیالات ہیں جن کو شرعی معاملات میں استعمال کرنا حرام ہے بلکہ مغرب کا وقت اس سپیدی کے ڈوبنے تک رہتا ہے جو عرضاً یعنی جانب مغرب میں شمالاً جنوباً سپیدہ صبح کی طرح پھیلی ہوتی ہے اس کے بعد جو سپیدی نہ جنوباً شمالاً بلکہ آسمان میں اوپر کی طرف کو طولاً صبح کاذب کی طرح باقی رہے اس کا اعتبار نہیں۔ غروب آفتاب سے اُس سپیدی ڈوبنے تک جو عرضاً پھیلی ہوتی ہے۔ ان بلاد میں کم از کم ایک گھنٹہ ۱۸ منٹ وقت ہوتا ہے اور زائد سے زائد ایک گھنٹہ ۳۵ منٹ، ۱۸ سے ۳۵ منٹ تک وقت بدلتا رہتا ہے کہ بعض دنوں میں سپیدی ایک گھنٹہ ۱۸ منٹ

بعض دنوں میں ایک گھنٹہ ۹ امنٹ بعض میں ۲۰-۱سی طرح ۳۵ منٹ بعد غروب ہوتی ہے ردالمختار تحت قول ماتن الشفق هوالحمرة عندهما وبه قالت الثلثة واليه رجع الامام فرمایا: والمحقق فى الفتح بانه لايساعده رواية ولا دراية الخ وقال تلميذه العلامة قاسم فى تصحيح القدورى ان رجوعه لم يثبت لما نقله الكافة من لدن الائمة الثلثة الى اليوم من حكاية القولين ودعوى عمل عامة الصحابة بخلافه خلاف المنقول قال فى الاختيار الشفق البياض وهو مذهب الصديق الخ

ہاں مغرب کی نماز جلدی پڑھنا مستحب ہے اور بلا عذر دو رکعتوں کے قدر دیر لگانا مکروہ تنزیہی یعنی خلاف اولیٰ ہے درمختار میں ہے والمستحب التعجيل فى المغرب مطلقا وتاخير قدر ركعتين يكره تنزيها۔ اور بلا عذر اتنی دیر لگانا جس میں کثرت سے ستارے ظاہر ہو جائیں مکروہ تحریمی وگناہ ہے اسی میں ہے والمغرب الى اشتباك النجوم اى كثرتها كره تحريما الا بعذر۔ والله تعالیٰ اعلم۔

## مسئلہ مسائل زکوٰۃ۔ وجوب قربانی۔ قضا نماز کی نیت

کیا حکم ہے علمائے اہل سنت وجماعت کا مسائل ذیل میں۔

(الف) زیور نقرئی یا طلائی روزانہ پہنا جاتا ہو یا رکھا رہے کیا دونوں پر زکوٰۃ ہے؟

(ب) حساب قیمت کا جس وقت زیور بنوایا تھا وہ رہے گا یا نرخ بازار جو بروقت دینے زکوٰۃ کے ہو؟

(ج) جو روپیہ تجارت میں ہے مثلاً پارچہ یا کرایہ وغیرہ خرید لیا ہے اس پر زکوٰۃ کس حساب سے دینا ہوگی؟

(د) فی صدی کیا زکوٰۃ کا دینا ہوگا؟

(ہ) زکوٰۃ کا روپیہ کافر، مشرک، وہابی، رافضی، قادیانی وغیرہا کو دینا چاہیے یا نہیں؟

(و) زکوٰۃ کا دینا اولیٰ کس کو ہے، بھائی بہن والدین جو صاحب نصاب نہ ہوں ان کو دینا چاہیے یا نہیں؟

(ز) چھپن روپیہ جس شخص کے پاس ہوں صاحب نصاب ہے اب وہ زکوٰۃ کا کیا دیوے؟

(ح) قربانی کس پر ہے اور واجب ہے یا فرض ؟
(ط) آج کل ہندوستان میں گائے کی قربانی کو بعض مسلمان مشرکوں کی خوشنودی کے لیے منع کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بکری کی قربانی کرو تو کس کی قربانی کی جائے ؟ بینوا توجروا۔

## الجواب

(الف) زیور مطلقاً زکوٰۃ ہے ہر وقت پہنے رہیں خواہ کبھی نہ پہنیں واللہ تعالیٰ اعلم۔
(ب) سونے کے عوض سونا اور چاندی کے عوض چاندی زکوٰۃ میں دی جائے جب تو نرخ کی کوئی حاجت ہی نہیں وزن کا چالیسواں حصہ دیا جائے گا، ہاں اگر سونے کے بدلے چاندی یا چاندی کے بدلے سونا دینا چاہیں تو نرخ کی ضرورت ہوگی نرخ بنوانے کے وقت کا معتبر ہوگا نہ وقت ادا کا اگر ادا سال تمام سے پہلے یا بعد ہو بلکہ جس وقت یہ مالک نصاب ہوا تھا وہ ماہ عربی وہ تاریخ دوقت جب عود کریں گے اُس پر زکوٰۃ کا سال تمام ہوگا۔ اُس وقت کا نرخ لیا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم
(ج) سال تمام پر بازار کے بھاؤ سے جو اُس مال تجارت کی قیمت ہے اس کا چالیسواں حصہ دینا ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
(د) آسانی اسی میں ہے کہ فی صدی ڈھائی روپے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
(ھ) اُن کو دینا حرام ہے اور اگر ان کو دے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم
(و) یہ جن کی اولاد میں ہے جیسے ماں باپ دادا دادی نانا نانی اور جو اس کی اولاد ہیں جیسے بیٹا بیٹی پوتا پوتی، نواسا نواسی ان کو زکوٰۃ نہیں دے سکتا اور بھائی بہن اگر مصرف زکوٰۃ ہوں تو اُن کو دینا سب سے افضل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
(ز) چھپن ۵۶ روپیہ کا چالیسواں حصہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم
(ح) صاحب نصاب جو اپنی حوائج اصلیہ سے فارغ چھپن ۵۶ روپیہ کے مال کا مالک ہو اس پر قربانی واجب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
(ط) مشرکوں کی خوشنودی کے لیے گائے کی قربانی بند کرنا حرام حرام سخت حرام ہے

اور جو بند کرے گا جہنم کے عذاب شدید کا مستحق ہوگا اور روز قیامت مشرکوں کے ساتھ ایک رسی میں باندھا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

## مسئلہ قضا نماز کا طریقہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جس شخص کے ذمہ نماز قضا دس یا بارہ یا چودہ سال کی ہو وہ شخص کس طریقہ سے نماز قضا پھیرے سو طریقہ آسان ہو اور تمام فرمایئے مع نیت اور وتر کے کہ نماز وتر قضا پڑھی جائے گی یا نہیں جواب عام فہم ہو۔ بینوا توجروا۔

## الجواب

قضا ہر روز کی نماز کی بیس رکعتیں ہوتی ہیں دو فرض فجر کے چار ظہر چار عصر تین مغرب چار عشاء کے اور تین وتر، اور قضا میں یوں نیت کرنی ضرور ہے۔ نیت کی میں نے سب میں پہلی یا سب میں پچھلی فجر کی جو مجھ سے قضا ہوئی یا پہلی یا پچھلی ظہر کی جو مجھ سے قضا ہوئی اور ابھی تک میں نے اسے ادا نہ کیا اسی طرح ہر نماز میں کیا کرے اور جس پر قضا نمازیں کثرت سے ہیں وہ آسانی کے لیے اگر یوں بھی ادا کرے تو جائز ہے کہ ہر رکوع اور ہر سجدہ میں تین تین بار سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْم، سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى کی جگہ صرف ایک ایک بار کہے مگر یہ ہمیشہ ہر طرح کی نماز میں یاد رکھنا چاہیے کہ جب آدمی رکوع میں پورا پہنچ جائے اس وقت سبحٰن کا سین شروع کرے اور جب عظیم کا میم ختم کرے اس وقت رکوع سے سر اٹھائے اسی طرح سجدہ میں۔ ایک تخفیف کثرت قضا والے کے لیے یہ ہو سکتی ہے دوسری تخفیف یہ کہ فرضوں کی تیسری اور چوتھی رکعت میں اَلْحَمْد شریف کی جگہ فقط سُبْحَانَ اللّٰہ تین بار کہہ کر رکوع کرے مگر وتروں کی تینوں رکعت میں الحمد اور سورۃ دونوں ضرور پڑھی جائیں۔ تیسری تخفیف یہ کہ پچھلی اَلتَّحِيَّات کے بعد دونوں درودوں اور دعا کی جگہ صرف اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ کہہ کر سلام پھیر دے۔ چوتھی تخفیف یہ کہ وتروں کی تیسری رکعت میں دعا قنوت کی جگہ اَللّٰہُ اَکْبَر کہہ کر فقط ایک یا تین بار رَبِّ اغْفِرْ لِيْ کہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

## حاملہ کی عدت

کیا حکم ہے شرع مطہر کا اس مسئلہ میں کہ تین بھائی حقیقی ایک مکان میں

رہتے تھے کچھ عرصہ کے بعد تین قطعے ہو گئے دو مکانوں کا دروازہ ایک ہی رہا اور تیسرے قطعہ کا دروازہ علیحدہ دوسری جانب کو بنایا گیا مگر اس مکان میں ایک کھڑکی پچھلے دونوں قطعوں میں آمد و رفت کے واسطے رہی جس کے باعث سے تینوں بھائیوں کے مکان ایک ہی سمجھے جاتے ہیں۔ اس تیسرے قطعہ یعنی کھڑکی والے مکان کے ساکن کا انتقال ہو گیا تو مرحوم کی بی بی ایام عدت میں اس کھڑکی سے پچھلے دونوں قطعوں میں جا سکتی ہے یا نہیں اور پچھلے دونوں قطعوں کے مالک بھی مرحوم ہی تھے۔ بینوا توجروا۔

## الجواب

جب کہ میت کا مکان سکونت وہ تھا عورت اُس میں عدت پوری کرے اور کھڑکی دو مکانوں کو ایک نہیں کر سکتی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## مسئلہ ۵ مسئلہ امامت

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے نکاح کیا بعد رخصت کے یہ معلوم ہوا کہ عورت امراض سخت میں مبتلا ہے اور اولاد کی اس سے قطعاً ناامیدی ہے اور کار و بار خانہ داری سے بالکل مجبور ہے۔ دو سال تک زید نے اپنی عورت کا علاج کیا مگر کچھ افاقہ نہیں ہوا مجبوراً زید نے دوسرا نکاح کیا۔ زوجہ اولیٰ کے والدین نے اپنی لڑکی کو اپنے مکان پر روک لیا اور زید کے یہاں بھیجنے سے انکار کیا چند بار زید اپنی بی بی کے لینے کے واسطے گیا اور بہت خوشامد کی مگر زوجہ اولیٰ کے والدین کسی طرح رضامند نہیں ہوئے زید اُس کے بلانے کی کوشش میں ہے ایسی حالت میں زید کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

## الجواب

اگر یہ صورت واقعہ ہے تو زید کا قصور کیا ہے اس کے پیچھے نماز بے تکلف روا ہے اگر اور شرائط امامت رکھتا ہے قال اللہ تعالیٰ لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ترجمہ) اللہ تعالیٰ نے فرمایا ایک جان دوسری جان کا بوجھ نہیں اُٹھائے گی۔

## مسئلہ۔ طوائف کے بیٹے کی امامت

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید ایک بازاری عورت طوائف کا بیٹا ہے بچپن سے زید کی طبیعت علم کی طرف مائل تھی حتیٰ کہ وہ عالم ہوگیا نماز اس کے پیچھے پڑھنا جائز ہے یا نہیں کیونکہ اس کے والد کا پتہ نہیں کہ کون تھا۔ بینوا توجروا۔

## الجواب

نماز جائز ہونے میں تو کلام نہیں بلکہ جب وہ عالم ہے اگر عقیدہ کا سُنّی ہو اور اور کوئی وجہ اس کے پیچھے منع نماز کی نہ ہو تو وہی امامت کا مستحق ہے جبکہ حاضرین میں اس سے زیادہ کسی کو مسائل نماز و طہارت کا علم نہ ہو کما فی الدر المختار وغیرہ من الاسفار واللہ تعالیٰ اعلم۔

## مسئلہ۔ دعوتِ سُنّت

کیا حکم ہے شریعت مطہرہ کا اس میں کہ دعوت طعام کونسی سنت ہے اور کس دعوت طعام سے انکار کرنا اور قبول نہ کرنا گناہ ہے بالتفصیل ارشاد ہو۔ بینوا توجروا۔

## الجواب

دعوت ولیمہ کا قبول کرنا سنت مؤکدہ ہے جب کہ وہاں کوئی معصیت مثل مزامیر وغیرہ نہ ہو۔ نہ اور کوئی مانع شرعی ہو اور اس کا قبول وہاں جانے میں ہے کھانے نہ کھانے کا اختیار ہے۔ باقی عام دعوتوں کا قبول افضل ہے اجبکہ نہ کوئی مانع ہو نہ کوئی اس سے زیادہ اہم کام ہو اور خاص اس کی کوئی دعوت کرے تو قبول نہ کرنے کا اُسے مطلقاً اختیار ہے ردالمحتار میں ہے:

دعی الی ولیمۃ ھی طعام العرس وقیل الولیمۃ اسم لکل طعام وفی الھندیۃ عن التمرتاشی اختلف فی اجابۃ الدعوی قال بعضھم واجبۃ لایسع ترکھا وقال العامۃ ھی سنۃ والافضل ان یجیب اذا کانت ولیمۃ والا فھو مخیر والاجابۃ افضل لان فیھا ادخال السرور فی قلب المؤمن واذا اجاب فعل ما علیہ اکل اولا والافضل ان یاکل لو غیر صائم وفی البنایۃ اجابۃ الدعوۃ سنۃ

وليمة اوغيرها ولما دعوة يقصد بها التطاول او انشاء الحمد او ما اشبهه فلا ينبغي اجابتها لاسيما اهل العلم اهـ ملخصا وفي الاختيار وليمة العرس سنة قديمة ان لم يجبها اثم وجفا لانه استهزاء بالمضيف اهـ ومقتضاه انها سنة مؤكدة بخلاف غيرها وصرح شراح الهداية بانها قريبة من الواجب وفي التاتارخانية عن الينابيع لو دعي الى دعوة فالواجب الاجابة ان لم يكن هناك معصية ولا بدعة والامتناع اسلم في زماننا الا اذا علم يقينا ان لا بدعة ولا معصية اهـ والظاهر حمله على غير الوليمة لما مر لعل اهـ والله تعالیٰ اعلم۔

(ترجمہ) دعوت دینا ولیمہ کی وہ کھانا شادی کا ہے اور کھانا ولیمہ نام ہے۔ ہر کھانے کا فتاوٰی ہندیہ میں ہے ولیمہ اس کھانے کا نام ہے جو مجبور سے تیار کیا جاتا ہے۔ دعوت ولیمہ کے قبول کرنے میں فقہا کا اختلاف ہے۔ بعض نے کہا قبول کرنا واجب ہے چھوڑنے کی اجازت نہیں۔ اکثر علماء نے کہا وہ سنت ہے اور بہتر یہ ہے کہ قبول کرا گر دعوت ولیمہ ہے ورنہ اس کو اختیار ہے اور قبول کرنا افضل ہے۔ اس قبولیت سے مومن کا دل خوش ہو جاتا ہے اور جب دعوت قبول کر لی ہے تو جائے ضرورت چاہے کھائے یا نہ کھائے اور بہتر یہ ہے کہ اگر روزہ دار نہیں ہے تو دعوت کھائے اور نہایہ میں ہے دعوت کا قبول کرنا سنت ہے ولیمہ ہو یا کوئی اور دعوت ہو لیکن ایسی دعوت کہ منعقد کیا اس کو بڑائی یا اپنی تعریف کے لیے یا اس کے مشابہ تو اس کا قبول کرنا ضروری نہیں خاص کر اہل علم کے لیے الی آخرہ ملخصاً۔ اختیار کرنا ولیمہ عروس کا سنت قدیم ہے اگر اس کو قبول نہیں کیا تو گنہ گار ہوا اور ظلم کیا اس لیے دعوت دینے والے کا مذاق اور دل شکنی کی اور حقیقۃً وہ سنت موکدہ ہے ماسوائے دوسری باتوں کے اور تصریح کی ہدایہ کی شرح میں کہ وہ واجب کے قریب ہے اور تاتارخانیہ میں ہے۔ ہمارے نزدیک وہ بیع کی طرح ہے اگر دعوت دی گئی تو اس کا قبول کرنا واجب ہے اگر وہاں پر خلاف شرع بدعات وغیرہ نہ ہوں اور پرہیز کرنا زیادہ بہتر ہے ہمارے زمانے میں مگر جب معلوم ہو جائے کہ وہاں کوئی بدعت اور خلاف شرع نہیں ہے تو قبول کرنا ضروری ہے اور ولیمہ کی دعوت کے سوا دوسری دعوتوں کو ان گزری ہوئی شرائط کے ساتھ غور و فکر سے قبول کرنا چاہیئے۔

## مسئلہ ۸ شبِ معراج۔ شرعی احکام کو تسلیم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسائل ذیل میں!

(۱) حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شب معراج براق پر سوار ہوتے وقت

اللہ تعالیٰ سے وعدہ لے لیا ہے کہ روز قیامت جب کہ سب لوگ اپنی اپنی قبروں سے اٹھیں گے ہر ایک مسلمان کی قبر پر اسی طرح ایک ایک براق بھیجوں گا جیسا کہ آج آپ کے واسطے بھیجا گیا ہے یہ مضمون صحیح ہے یا نہیں کیونکہ کتاب معارج النبوۃ سے لوگ اس کو بیان کرتے ہیں۔

(ب) کتاب معارج النبوۃ کیسی کتاب ہے اور اس کے مصنف عالم اہل سنت معتبر محقق تھے یا نہیں۔

(ج) طوائف جس کی آمدنی صرف حرام پر ہے اس کے یہاں میلاد شریف پڑھنا اور اس کی اسی حرام آمدنی کی منگائی ہوئی شیرینی پر فاتحہ کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(د) مجلس میلاد شریف میں بعد بیان میلاد شریف کے ذکر شہادت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور واقعات کربلا پڑھنا جائز ہیں یا نہیں۔

(ﮬ) خاتون جنت تبول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نسبت یہ بیان کرنا کہ روز محشر وہ برہنہ سر و پا ظاہر ہونگی اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ و امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خون آلودہ اور زہر آلودہ کپڑے کاندھے پر ڈالے ہوئے اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا دندان مبارک جو جنگ اُحد میں شہید کیا گیا تھا ہاتھ میں لیے ہوئے بارگاہ الٰہی میں حاضر ہوں گی اور عرش کا پایا پکڑ کر ہلائیں گی اور خون کے معاوضہ میں اُمت عاصی کو بخشوائیں گی صحیح ہے یا نہیں؟

(و) مجلس میلاد شریف پڑھنے کے لیے پیشتر ٹھہرا لینا کہ ایک روپیہ دو تو ہم پڑھیں گے اور اس سے کم پر نہیں پڑھیں گے اور وہ بھی اس سے پیشگی بطور بیعانہ یا سائی جمع کرا لینا جائز ہے یا نہیں؟

(ز) حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا شب معراج عرش الٰہی پر نعلین مبارک تشریف لے جانا صحیح ہے یا نہیں؟

(ح) رافضیوں کے یہاں محرم میں ذکر شہادت و مصائب شہدائے کربلا و سوزخوانی و مرثیہ مصنفہ انیس و دبیر پڑھنا جائز ہیں یا نہیں؟

(ط) بیان کیا جاتا ہے کہ شب معراج حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے والدین رضی

اللہ تعالیٰ عنہا کا عذاب دکھایا گیا اور ارشاد باری ہوا کہ اسے حبیب یا ماں باپ کو بخشوائے یا اُمت کو آپ نے ماں باپ کو چھوڑا امت اختیار کی صحیح ہے یا نہیں؟

(ی) زید باوجود اطلاع پانے جوابات سوالات مذکور الصدر کے اگر اپنے قول وافعال مذکورہ بالا سے باز نہ آئے اور تائب نہ ہو اور ان جوابات کو جھوٹا تصور کرے اور یہی بیانات اور طریقے جاری رکھے تو اُس سے مجلس شریف پڑھوانا جائز ہے یا نہیں؟

## الجواب

(الف) بے اصل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(ب) سُنی واعظ تھے۔ کتاب میں رطب و یابس سب کچھ ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

(ج) اس مال کی شیرینی پر فاتحہ کرنا حرام ہے مگر جب کہ اس نے مال بدل کر مجلس کی ہو اور یہ لوگ جب کوئی کار خیر کرنا چاہتے ہیں تو ایسا ہی کرتے ہیں اور اس کے لیے کوئی شہادت کی حاجت نہیں اگر وہ کہے کہ میں نے قرض لے کر یہ مجلس کی ہے اور وہ قرض اپنے مال حرام سے ادا کیا ہے تو اس کا قول مقبول ہوگا کما نص علیہ فی الھندیۃ وغیرھا۔ بلکہ اگر شیرینی اپنے مال حرام ہی سے خریدی اور خریدنے میں اس پر عقد و نقد جمع نہ ہوئی یعنی حرام روپیہ دکھا کر اس کے بدلے خرید کر وہی حرام روپیہ دیا اگر ایسا نہ ہوا ہو تو مذہب مفتی بہ پر وہ شیرینی بھی حرام نہ ہوگی۔ جو شیرینی اُسے خاص اُجرت زنا یا غنا میں ملی یا اس کے کسی آشنا نے تحفہ میں بھیجی یا اس کی خریداری میں عقد و نقد مال حرام پر جمع ہوئے وہ شیرینی حرام اور اُس پر فاتحہ حرام ہے۔ یہ حکم تو شیرینی و فاتحہ کا ہوا تو مگر اُس کے یہاں جانا اگرچہ مجلس شریف پڑھنے کے لیے ہو معصیت یا مظنہ معصیت یا تہمت یا مظنہ تہمت سے خالی نہیں اور ان سب سے بچنے کا حکم ہے۔ حدیث میں ہے:

من کان یؤمن باللہ والیوم الاخر فلا یقف مواقع التھم۔

جو اللہ عزوجل اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ ہرگز تہمت کی جگہ نہ کھڑا ہو اوّل تو ان کی چوکی اور فرش اور ہر استعمالی چیز انہیں احتمالات خباثت پر ہی ہے جو اہل تقویٰ نہیں، اُسے ان کے ساتھ قرب آگ اور بارود کا قرب ہے اور جو اہل تقویٰ ہے

اس کے لیے وہ لوہار کی بھٹی ہے کہ کپڑے جلے نہیں تو کالے ضرور ہوں گے پھر اپنے نفس پر اعتماد کرنا اور شیطان کو دور سمجھنا احمق کا کام ہے و من وقع حول الحمی اوشك ان يقع فيه جو رمنے کے گرد چرائے گا کبھی اُس میں پڑ بھی جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(د) علمائے کرام نے مجلس میلاد شریف میں ذکر شہادت سے منع فرمایا ہے کہ وہ مجلس سرور ہے ذکر حزن مناسب نہیں

(ھ) یہ سب محض جھوٹ اور افترا اور کذب اور گستاخی و بے ادبی ہے مجمع اولین آخرین میں اُن کا برہنہ سر تشریف لانا جن کو برہنہ سر کبھی آفتاب نے بھی نہ دیکھا وُ کہ جب صراط پر گزر فرمائیں گے زیر عرش سے منادی ندا کرے گا اے اہل محشر اپنے سر جھکالو اور اپنی آنکھیں بند کر لو کہ فاطمہ بیٹی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مراد برگزر فرماتی ہیں پھر وہ نور الٰہی ایک برق کی طرح ستر ہزار حوریں جلو میں لیے ہوئے گزر فرمائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(و) اللہ عزوجل فرماتا ہے لَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا۔ یہ ممنوع ہے اور ثواب عظیم سے محرومی مطلق۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(ز) یہ محض جھوٹ اور موضوع ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(ح) حرام ہے ع کند ہم جنس باہم جنس پرواز۔ حدیث میں ارشاد ہوا الاتجالسوهم ان کے پاس نہ بیٹھو دوسری حدیث میں فرمایا۔ من كثر سواد قوم فهو منهم۔ جو کسی قوم کا مجمع بڑھائے وہ انہیں میں سے ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(ط) محض جھوٹ افترا اور کذب و بہتان ہے اللہ و رسول پر افترا کرنے والے فلاح نہیں پاتے جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(ی) جو بعد اطلاع احکام شرعیہ نہ مانے اور انہیں افعال پر مصر رہے اور فتوی شریعت کو جھوٹا تصور کرے وہ گمراہ ہے اُس سے مجلس شریف پڑھوانا یا اُس کا سُننا اُس سے اُمید ثواب رکھنا اُس کی تعظیم کرنا سب ناجائز ہے جب تک تائب نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## مسئلہ ۹۔ مدینہ طیبہ میں رہائش

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے اگر ہجرت ہی کرنا ہے تو بجائے کابل کے مدینہ منورہ کو ہجرت کروں گا کم از کم یہ تو ہوگا کہ مسجد نبوی میں ایک نماز پڑھنے سے پچاس ہزار نماز کا ثواب ملے گا اور کہتا ہے دین مدینہ منورہ سے نکلا ہے اور پھر اُسی طرف پلٹ جائے گا پس اس جگہ سے کون جگہ افضل ہو گی اور اس زمانہ میں جبکہ نصاریٰ کا قبضہ اُس جگہ ہے کابل سے ہزار درجہ اس جگہ کی ہجرت کو افضل کہتا ہے اور اپنے لیے باعث سلامتی دین وشفاعت تصور کرتا ہے زید کا یہ خیال درست ہے یا نہیں اور یہ ہجرت اس کی درست ہوگی یا نہیں اور اگر ہجرت میں یہ نیت کرے کہ جب تک بیت اللہ شریف اور مدینہ منورہ پر کفار کا قبضہ ہے اتنی مدت اپنے وطن میں نہ آئے گا ایسی نیت اس کی درست ہوگی یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

## الجواب

زید کے بالائی خیالات سب صحیح ہیں بے شک مدینہ منورہ سے کسی شہر کو نسبت نہیں ہو سکتی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: والمدینۃ خیرلھم لوکانوا یعلمون ۰ مدینہ منورہ اُنکے لیے سب سے بہتر ہے اگر وہ جانیں مگر مدینہ طیبہ میں مجاورت ہمارے ائمہ کے نزدیک مکروہ ہے کہ حفظ آداب نہیں ہو سکے گا اور قبضۂ کفار کا بیان غلط اور ہو تو یہ نیت کہ ان کے قبضہ تک وہیں رہے گا اُلٹی نیت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## مسئلہ ۱۰۔ تحریک خلافت

خدمت والا میں گزارش ہے کہ براہ کرم امور ذیل کا جواب مرحمت فرما کر خادم کی تسلی فرمائیں:

(۱) مسائل خلافت اسلامیہ و ہجرت عن الہند کے متعلق مولوی عبد الباری فرنگی محلی و ابوالکلام آزاد وغیرہ نے جو کچھ آواز اُٹھائی ہے یہ حدود اسلامیہ وشرعیہ کے موافق ہے یا خلاف۔

(۲) ہر لحاظ سے جناب والا کی خاموشی کن مصالح کی بنا پر ہے اگر موافق ہے تو کیوں ان اصحاب کی تائید میں آواز نہیں اٹھاتے اور اگر خلاف ہے تو دوسرے مسلمانوں کو خطرناک ہلاکت سے کیوں نہیں روکا جاتا جناب والا نے اپنے لیے کیا راہ تجویز

فرمائی ہے۔ بینوا توجروا۔

## الجواب

مقصد بتایا جاتا ہے اماکن مقدسہ کی حفاظت اس میں کون مسلمان خلاف کر سکتا ہے اور کارروائی کی جاتی ہے کفار سے اتحاد مشرک لیڈروں کی غلامی و تقلید قرآن شریف وحدیث شریف کی عمر کو بت پرستی پر نثار کرنا۔ مسلمانوں کا قشقہ لگوانا کافروں کی جے بولنا رام لچھمن پر پھول چڑھانا اور امین کی پوجا میں شریک ہونا مشرک کا جنازہ اپنے کندھوں پر اٹھا کر اس کی جے بول کر مرگھٹ کو لے جانا، کافروں کو مسجد میں لے جا کر مسلمانوں کا واعظ بنانا شعار اسلام قربانی گاؤ کو کفار کی خوشامد میں بند کرنا ایک ایسے مذہب کی نگر میں ہو جو اسلام و کفر کی تمیز اٹھا دے اور بتوں کے معبد پراگ کو مقدس ٹھہرائے اور اسی طرح کے بہت اقوال احوال افعال جن کا پانی سر سے گزر گیا جنہوں نے اسلام پر لکیر پانی پھیر دیا کون مسلمان ان میں موافقت کر سکتا ہے ان حرکات خبیثہ کے رد میں فتوے لکھے گئے اور لکھے جا رہے ہیں اس سے زیادہ کیا اختیار ہے پاکی ہے اُسے جو مقلب القلوب والابصار ہے۔ وحسبنا اللہ ونعم الوکیل ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## مسئلہ۔ درخت یا اس کے پتے کی تسبیح

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جو پتا یا درخت بوجہ غفلت تسبیح کر جاتا ہے یا جانور ذبح کر دیا جاتا ہے تو پھر بعد سزائے غفلت ان کا تسبیح میں مشغول ہونا ثابت ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

## الجواب

رب عزوجل فرماتا ہے:۔

| | |
|---|---|
| تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ | اس کی تسبیح کرتے ہیں آسمان اور زمین اور |
| وَمَنْ فِيهِنَّ ۚ وَإِنْ مِّنْ شَيْءٍ إِلَّا | جو کوئی ان میں ہیں اور کوئی چیز ایسی نہیں جو |
| يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ | اس کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح نہ کرتی ہو |
| تَسْبِيْحَهُمْ ۔ | مگر تم ان کی تسبیح نہیں سمجھتے۔ |

یہ کلیہ عامہ جمیع اشیاء عالم کو شامل ہے ذی روح ہوں یا بے روح۔ اجسام محضہ جن کے

ساتھ کوئی روح نباتی بھی قائم نہیں دائم التسبیح ہیں کہ ان من شیٔ کے دائرہ سے خارج نہیں مگر ان کی تسبیح بے منصب ولایت نہ مسموع نہ مفہوم اور وہ اجسام جن سے روح انسی یا ملکی یا جنی یا حیوانی یا نباتی متعلق ہے ان کی دو تسبیحیں ہیں ایک تسبیح جسم کہ اُس روح متعلق کے اختیاری نہیں وہ اسی اِنْ مِنْ شَیْءٍ کے عموم میں اس کی اپنی ذاتی تسبیح ہے۔

دوسری تسبیح روح یہ ارادی و اختیاری ہے اور برزخ میں ہر مسلمان کو مسموع و مفہوم۔ اس تسبیح ارادی میں غفلت کی سزا حیوان و نباتات کو قتل و قطع سے دی جاتی ہے اور اس کے بعد یا جب جانور مرجائے یا نبات خشک ہوجائے منقطع ہوجاتی ہے و لہذا ائمہ دین نے فرمایا ہے کہ ترگھاس مقابر سے نہ اکھیڑیں

فانه مادام رطبا یسبّح الله تعالیٰ فیؤنس المیّت

کہ وہ جب تک تر ہے اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہے تو میت کا دل بہلتا ہے۔

مگر قتل و قطع و موت و یبس کے بعد بھی وہ تسبیح کہ نفس جسم کی تھی جب تک اس کا ایک جزو لایتجزیٰ باقی رہے گا منقطع نہ ہوگی۔ ان من شیٔ الا یسبّح بحمدہٖ اسے روح سے تعلق نہ تھا کہ تعلق روح نہ رہنے سے منقطع ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## مسئلہ ۱۲۔ ذکر خداوندی

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اہل سنت و جماعت اس مسئلہ میں کہ ایک مولوی صاحب وعظ میں اس طرح کہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے بندوں کو اپنے کلام پاک میں یوں ارشاد فرماتے ہیں" اور کبھی اس طرح کہتے تھے" ارشاد فرماتا ہے" کہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اور کہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ایسے کلام کے کہنے سے انسان پر کفر و شرک تو لازم نہیں آتا ہے گنہگار ہوتا ہے یا نہیں اور کتابوں کے مصنف نے اللہ فرماتے ہیں کیوں نہیں لکھا اور فرماتا ہے لکھا ہے اس کی کیا وجہ ہے۔ بینوا توجروا۔

## الجواب

اللہ عزوجل کو ضمائر مفرد سے یاد کرنا مناسب ہے کہ وہ واحد فرد وتر ہے اور تعظیماً ضمائر جمع میں بھی حرج نہیں اس کی نظیر قرآن عظیم میں ضمائر متکلم میں تو صدہا جگہ ہے اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ۔ اور ضمائر خطاب میں صرف ایک جگہ ہے وہ بھی کلام

کافر سے کہ عرض کرے گا ربّ ارجعون اعمل صالحًا۔ اس میں علمانے تاویل فرمادی ہے کہ ارجع کی جمع باعتبار تکرار ہے یعنی ارجع ارجع ارجع سال ضمائر غیبت میں ذکر مرجع صیغہ جمع فارسی اور اُردو میں بکثرت بلانکیر رائج ہیں ع

آسماں بار امانت نتوانست کشید — قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند

(ترجمہ) آسمان امانت کا بوجھ نہ اُٹھا سکا قرعہ مجھ دیوانے کے نام ڈال دیا۔

ع : سعدیا روز ازل جنگ بترکاں دادند

ترجمہ: اے سعدی ازل کے دن سے جنگ ترکوں کے حصہ میں رکھی ہے۔

زردیت ماہ تاباں آفریدند — زقدت سرو بستاں آفریدند

ترجمہ: تیرے چہرے سے ماہ تاباں کو پیدا کیا تیرے قد سے باغ میں سرو کو پیدا کیا۔

ایسی جگہ لوگ قضا و قدر کو مرجع بتاتے ہیں بہرحال یوں ہی کہنا مناسب ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مگر اس میں کفر و شرک کا حکم کسی طرح نہیں ہو سکتا نہ گناہ ہی کہا جائے گا بلکہ خلاف اولیٰ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## مسئلہ ۱۳۔ بچے کو بسم اللہ شروع کرانا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اکثر قاعدہ ہے جب لڑکا چار برس چار ماہ چار دن کا ہوتا ہے تو بسم اللہ شریف اس کو پڑھاتے ہیں اور خوشی کرتے مٹھائی وغیرہ بانٹتے ہیں اس کا کیا حکم ہے جائز ہے یا نہیں سنت ہے یا مستحب کیا یہی ضروری ہے کہ جب لڑکے کی عمر مذکورہ بالا ہو جب ہی پڑھائی جائے یا کم و بیش پر بھی پڑھا سکتا ہے۔ اور کسی عالم کے پاس لے جائے یا ہر شخص صحیح عقیدہ پڑھ سکتا ہے نیز مسنون طریقہ ارقام فرمائیے۔

## الجواب

طریقہ مذکورہ جائز ہے اور اتنی عمر ضروری نہیں کم بیش بھی ہو سکتی ہے اور عالم کو پڑھانا بہتر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## مسئلہ ۱۴۔ وصال مرشد کے بعد دوسرے بزرگ کی بیعت

حضرات کرام اہل سنت وارث علوم شریعت کیا فرماتے ہیں کہ زید کسی ایک بزرگوار کا مرید ہے ابھی تھوڑا ہی زمانہ گزرا ان بزرگوار کا انتقال ہوگیا اب زید اور کسی عالم سے

بیعت ہو سکتا ہے یا نہیں؟

## الجواب

تبدیل بیعت بلا وجہ شرعی ممنوع ہے اور تجدید جائز بلکہ مستحب ہے اور جو سلسلہ عالیہ قادریہ میں نہ ہو اور اپنے شیخ سے بغیر انحراف کے اس سلسلہ عالیہ میں بیعت کرے وہ تبدیل بیعت نہیں بلکہ تجدید ہے کہ جمیع سلاسل اسی سلسلہ اعلیٰ کی طرف راجع ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## ۱۵ مسئلہ۔ جمعہ کے دن احتیاط الظہر

کیا فرماتے ہیں اعلیٰ حضرت مجدد مائۃ حاضرہ فاضل بریلوی مولٰنا احمد رضا خاں صاحب ادام اللہ بالبر والاحسان اس مسئلہ میں کہ جمعہ کی نماز پڑھ کر اس کے بعد پھر نماز ظہر پڑھنی چاہیے یا نہیں۔

## الجواب

ہندوستان بفضلہ دار الاسلام ہے یہاں کے شہروں میں جمعہ صحیح ہے اس کے بعد نماز ظہر کی حاجت نہیں وہاں جاہلوں نے جو دیہات میں جمعہ نکال لیا ہے وہاں اگر کوئی جمعہ پڑھے تو اسپر ظہر پڑھنا ضرور لازم ہے کہ دیہات میں جمعہ نہیں ہوتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

## ۱۶ مسئلہ۔ داڑھی منڈوانا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کسی داڑھی منڈے سے ملاقات ہو اور یہ شناخت نہ ہو کہ مسلمان ہے یا ہندو اس کو سلام کرنا چاہیے یا نہیں اور اُس سے صاحب سلامت کرنے کا کیا طریقہ ہے؟ بینوا توجروا۔

## الجواب

جو شخص پہچان میں نہ آئے کہ مسلمان ہے یا کافر اُس سے ابتداء سلام جائز نہیں کہ ابتداء سلام مسلمان کے ساتھ سنت ہے اور کافر کے ساتھ حرام اور فعل جب سنت وحرام میں متردد ہو نا جائز رہے گا کما فی الخلاصۃ والدر المختار وغیرہما واللہ تعالیٰ اعلم۔

## ۱۷ مسئلہ۔ رسول اکرمؐ پر درود

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ عبد اللہ بن مطلب بن ہاشم بن عبد مناف

چاروں پشت پر فاتحہ درود پڑھنا چاہیے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

## الجواب

ہمارے نزدیک صحیح و ترجیح یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آباء و امہات حضرت عبداللہ و حضرت آمنہ سے حضرت آدم علیہ السلام و حضرت حوا تک سب اہل توحید و اسلام و نجات ہیں تو انہیں ایصال ثواب میں حرج نہیں البتہ اختلاف علماء سے بچنے کے لیے مناسب یہ ہے کہ ثواب نذر بارگاہ بیکس پناہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کرے اور حضور کے طفیل میں حضور کے علاقہ والوں کو، واللہ تعالیٰ اعلم۔

## مسئلہ ۱۸۔ یزید پلید کا اسلام وکفر

کیا فرماتے ہیں علمائے اہل سنت اس مسئلہ میں کہ از روئے فرمان اللہ و رسول یزید بخشا جائے گا یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

## الجواب

یزید پلید کے بارے میں ائمہ اہل سنت کے تین قول ہیں امام احمد وغیرہ اکابر اسے کافر جانتے ہیں تو ہرگز بخشش نہ ہوگی اور امام غزالی وغیرہ مسلمان کہتے ہیں تو اس پر کتنا ہی عذاب ہو بالآخر بخشش ضرور ہے اور ہمارے امام سکوت فرماتے ہیں کہ ہم نہ مسلمان کہیں نہ کافر لہٰذا یہاں بھی سکوت کریں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## مسئلہ ۱۹۔ غنی صدقہ کھا سکتا ہے یا نہیں

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جو چیز خالص لوجہ اللہ دی جاتی ہے اس کا کھانا امیر و غنی کو کیسا ہے؟ بینوا توجروا۔

## الجواب

صدقہ واجبہ جیسے زکوٰۃ و صدقہ فطر غنی پر حرام ہے اور صدقہ نافلہ جیسے حوض و سقایہ کا پانی یا مسافر خانہ کا مکان غنی کو بھی جائز ہے مگر میت کی طرف سے جو صدقہ ہو غنی کو دے

... واللہ تعالیٰ اعلم

## مسئلہ ۲۰۔ فرشتوں پر درود

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ فرشتہ پر فاتحہ درود پڑھنا چاہیے یا نہیں؟

## الجواب

درود جیسے علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ تو ملائکہ کے لیے ہے یہی ایصال ثواب بھی کر سکتے ہیں

لان الملئکۃ اھل الثواب کما ذکرہ امام الرازی وفی ردالمحتار للملئکۃ فضائل علینا فی الثواب ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ترجمہ: اس لیے کہ ملائکہ ثواب کے اہل ہیں جیسا کہ امام رازی درمختار میں ذکر کیا ہے ملائکہ کے ہم پر ثواب میں افضلیت ہے۔

## مسئلہ ۲۱ ۔ احکام نذر

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کوئی کہے یعنی منت مانے کہ جان کا بدلہ صدقہ مسجد میں لے جائیں گے اور اسی کو بعض یوں کہتے ہیں کہ جان بچ جائے یا کام بن جائے تو نذر اللہ مصلی کو کھلائیں گے کوئی کہے کہ ہمارا کام پورا ہو جائے تو مسجد میں شیرینی لے جا کر مصلی کو کھلائیں گے تو یہ چیز ہر ایک کو کھانا جائز ہے یا نہیں خواہ امیر ہو یا غریب۔ بینوا توجروا۔

## الجواب

مسجد میں شیرینی لے جائیں گے یا نمازیوں کو کھلائیں گے یہ کوئی نذر شرعی نہیں جب تک کہ خاص فقراء کے لیے نہ کہے اُسے امیر فقیر جس کو دے سب کھا سکتے ہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

## مسئلہ ۲۲ ۔ مُردے کی طرف سے کھانا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مُردہ کے نام کا کھانا جو امیر و غریب کو کھلاتے ہیں کس کو کھانا چاہیے اور کس کو نہیں اور یوں بھی کہتے ہیں کہ مردہ کے نام کا کھانا مصلی امیر غریب سب کو کھلاتے ہیں جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

## الجواب

مُردہ کا کھانا صرف فقرا کے لیے ہے عام دعوت کے طور پر جو کرتے ہیں یہ منع ہے غنی نہ کھائے کما فی فتح القدیر و مجمع البرکات ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## مسئلہ ۲۳ ۔ میٹھے کا حلال ہونا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ سورج کدو یعنی میٹھا کھانا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

## الجواب

پیٹھا حلال ہے۔ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِى الْاَرْضِ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## مسئلہ ۲۴۔ تقریب ختنہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ختنہ کی تقریب میں جو کھانا کھلایا جاتا ہے وہ درست ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

## الجواب

درست ہے کہ یہ سرور ہے اور سرور میں دعوت سنت ہے بخلاف طعام موت کے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## مسئلہ ۲۵۔ مردے کی طرف سے نماز روزہ حج کی ادائیگی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص منت کسی قسم کی نماز روزہ حج صدقہ مانے اور بغیر ادا کیے ہوئے مرگیا اس کے اس حق کے ادا کی کیا صورت ہے:۔

## الجواب

اگر وصیت کرگیا ادا واجب ہے اور وصیّت تہائی مال میں نافذ ہوگی۔ حج کرائیں صدقہ دیں، نماز روزہ کا فدیہ دیں اور اگر وصیّت نہ کی اور وارث بالغ اس کی طرف سے حج کرے یا کرائے اور اپنے حصّہ میں سے صدقہ فدیہ دے تو بہتر و موجب اجر ہے ورنہ مطالبہ نہیں میّت نے اگر ادا میں تقصیر کی تو اس پر مطالبہ ہے ورنہ اس پر بھی نہیں جوہرہ نیرہ و درمختار میں ہے:۔

اذا مات من علیہ زکوٰۃ اوفطر او کفارۃ اونذر لم تؤخذ من ترکتہ عند نا الا ان یتبرع ورثتہ بذٰلک وھم من اھل التبرع ولم یجبروا علیہ و ان اوصی تنفذ من ثلث۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ترجمہ: اگر ایسے شخص کا انتقال ہوجائے جس پر زکوٰۃ یا صدقہ فطر یا کفارہ یا نظر واجب ہے تو اس کے ترکہ سے ہمارے احناف کے نزدیک ان متذکرہ بالا میں سے کچھ وصول نہیں کیا جائے گا۔

## مسئلہ ۲۶۔ مسئلہ وراثت

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ دو بھائی کافر ہیں ایک مسلمان ہوگیا تو اب وہ بھائی کافر اس کو حق حصّہ نہیں دیتا ہے اور کہتا ہے کہ تم ہمارے مذہب سے نکل گئے تمہارا

حق کیسا ہے تو اس مسلمان بھائی کا حق ہوگا یا نہیں و بینوا توجروا۔

## الجواب

اگر باپ کا ترکہ دونوں بھائیوں نے پایا تھا اب ایک مسلمان ہوگیا تو وہ اپنے حصہ کا مالک ہے مسلمان ہونے سے ملک زائل نہ ہوئی ہاں اس کے اسلام کے بعد اُن کافروں میں جو مرا اس کا ترکہ اُسے نہ ملے گا لاختلاف الدین۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ دین کے اختلاف کی وجہ سے

## مسئلہ ۲۷ - عورتوں کو مزارات پر جانے کی ممانعت

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بزرگوں کے مزار پر عرسوں میں یا اُس کے علاوہ عورتیں جاتی ہیں پاکی یا ناپاکی کی حالت میں بھلائی کی طلب وحاجت برائی کے لیے اور وہاں بیٹھتی ہیں تو اس قبرستان میں ان کا ٹھہرنا جائز ہے یا نہیں اگر یہ باتیں بُری ہیں تو اُس بزرگ میں تصرف وقوت اُس بزرگ میں تصرف وقوت اس کے روکنے کی ہے یا نہیں اور یہ کہا جاتا ہے کہ دربار بزرگان میں آنے والے اُن کے مہمان ہیں یہ صحیح ہے یا نہیں اور جو بعض لوگ کہتے ہیں کہ بزرگ لوگ اپنے مزار سے تصرف نہیں کرسکتے ہیں اور یہ دلیل لاتے ہیں کہ اگر وہ تصرف کرسکتے تو وہاں رنڈیاں گاتی بجاتی ناچتی ہیں عورتیں غیرمحرم رہتی ہیں ان کے نیچے پیشاب کرتے ہیں تو کیوں نہیں روکتے یہ کہنا ان لوگوں کا اور ان کی یہ دلیل صحیح ہے یا نہیں اور اس کا کیا جواب ہے، بینوا توجروا۔

## الجواب

عورتوں کو مزارات اولیا ومقابر عوام دونوں پر جانے کی ممانعت ہے اولیائے کرام کا مزارات سے تصرف کرنا بیشک حق ہے اور وہ بے ہودہ دلیل محض باطل اصحاب مزارات دائرہ تکلیف میں نہیں وہ اس وقت محض احکام تکوینیہ کے تابع ہیں سیکڑوں ناحفاظیاں لوگ مسجدوں میں کرتے ہیں اللہ عزوجل تو قادر مطلق ہے کیوں نہیں روکتا حاضران مزار مہمان ہوتے ہیں مگر عورتیں ناخواندہ مہمان ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## مسئلہ ۲۸ - مزامیر کے ساتھ قوالی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ قوالی جو عرسوں میں یا اُن کے علاوہ ہوتی ہے جس میں سوا نعتیہ غزلیات کے عاشقانہ آلات یعنی مزامیر کے ساتھ بجائے جاتے ہیں جائز ہیں یا نہیں بزرگ لوگ جو اس میں شریک ہوتے ہیں بلکہ بعض کی نسبت وصال ہو جانا بھی سُنا جاتا ہے

یہ فعل ان کا کیسا ہے اگر یہ بُرا ہے تو گھروں یعنی خانقاہوں میں پشتہا پشت سے ہوتی چلی آتی ہیں خلاف ہے یا نہیں اور ایسی خانقاہوں میں جانا اور ارادت اختیار کرنا اور انہیں بہتر سمجھنا اور اُن کے سامنے سرنیاز خم کرنا کیسا ہے جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

## الجواب

خالی قوالی جائز ہے اور مزامیر حرام زیادہ غلو اب منتسبان سلسلہ عالیہ چشتیہ کو ہے اور حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوائد الفواد شریف میں فرماتے ہیں مزامیر حرام است حضرت مخدوم شرف الملۃ والدین یحیٰی منیری قدس سرہ نے مزامیر کو زنا کے ساتھ شمار کیا ہے۔ اکابر اولیا نے ہمیشہ فرمایا ہے کہ مجرد شہرت پر نہ جاؤ جب تک میزان شرع پر مستقیم نہ دیکھ لو پیر بنانے کے لیے جو چار شرطیں لازم ہیں اس میں ایک یہ بھی کہ مخالفت شرع مطہر آدمی خود اختیار نہ کرے ناجائز فعل کو ناجائز ہی جانے۔ اور ایسی جگہ کسی ذات خاص

## مسئلہ ۲۹۔ قبر سے چراغ کی روشنی کا ظاہر ہونا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بزرگوں کے مزار سے جو چراغ کی روشنی غیبی ہوتی ہے یہ کیسی ہے اور اس سے صاحب مزار کی بزرگی ثابت ہوتی ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

## الجواب

اگر منجانب اللہ ہے تو ضرور بزرگی ثابت ہوتی ہے اور اگر بزرگی ثابت ہے تو منجانب اللہ ہے ورنہ امر محتمل ہے شیطان ایسے کرشمے دکھاتا ہے حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ازواج مطہرات سے ایک بی بی جب اندھیرے میں جاتیں ایک شمع روشن ہو جاتی۔ ایک روز حضور نے ملاحظہ فرمایا اُسے بجھا دیا اور فرمایا کہ یہ شیطان کی جانب سے ہے پھر ایک ربانی نور ان کے ساتھ فرما دیا کما فی بہجۃ الاسرار و معدن الانوار۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## مسئلہ ۳۰۔ قبر پر درخت لگانا۔

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ قبر پر درخت لگانا دیوار کھینچنا یا قبرستان کی حفاظت کے لیے اس کے چاروں طرف کھود کر جس میں جدید قدیم قبریں بھی ہیں محاصرہ

**الجواب** حفاظت کے لیے حصار بنانے میں حرج نہیں اور درخت اگر سایہ

زائرین کے لیے ہوں تو اچھا ہے مگر قبر سے جدا ہوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## مسئلہ ۳۱۔ زندہ بزرگوں کا وصال یافتہ بزرگوں سے ہم کلام ہونا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ماہرولی اللہ یعنی زندہ اور صاحب مزار ولی اللہ کے مابین ظاہر طریقہ سے ہم کلام ہونے کی کوئی خبر ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

### الجواب

بکثرت ہیں کہ امام جلال الدین سیوطی کی شرح الصدور وغیرہ میں مذکور ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

## مسئلہ ۳۲۔ اسمائے مبارکہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اللہ عزوجل کے کتنے نام ہیں اور شہنشاہ دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے کتنے؟ بینوا توجروا۔

### الجواب

اللہ عزوجل کے ناموں کا شمار نہیں کہ اُس کی شانیں غیر محدود ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسمائے پاک بھی بکثرت ہیں کہ کثرت اسماء شرف مسمی سے ناشی ہے۔ آٹھ سو سے زیادہ مواہب وشرح مواہب میں ہیں اور فقیر نے تقریباً چودہ سو پائے اور حصر ناممکن ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم

## مسئلہ ۳۳۔ سورت فاتحہ اور سورت اخلاص میں مدحتِ رسول

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ سورۂ فاتحہ وسورۂ اخلاص میں خدا ہی کی تعریف ہے یا رسول اللہ کی بھی؟ بینوا توجروا۔

### الجواب

سورہ فاتحہ میں حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صریح مدح ہے الصراط المستقیم محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما انعمت علیھم کے چاروں فرقوں کے سردار انبیا ہیں انبیا کے سردار مصطفےٰ ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ شیخ محقق نے اخبار الاخیار میں بعض اولیا کی ایک تفسیر بتائی جس میں انھوں نے ہر آیت کو نعت کر دیا ہے میں سورۂ اخلاص بھی داخل۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## مسئلہ ۳۴۔ خواب میں کسی کام کے کرنے کا حکم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جو بزرگ عالم حیات میں اپنے معتقدوں کو تعلیم دیتے ہیں اگر بعد وصال کے بھی خواب میں تعلیم کریں تو اس پر یعنی خواب کی باتوں پر شرع کی رو سے چلنا کیسا ہے؟ بینوا توجروا۔

### الجواب

اچھے خواب پر عمل خوب ہے اور اچھا وہ کہ موافق شرع ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## مسئلہ ۳۵۔ قصہ لال کافر

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مولیٰ علی نے لال کافر کو مارا اور وہ بھاگا اور ہنوز زندہ ہے آیا اس کی خبر حدیث سے ہے اور کب تک زندہ رہے گا اور پھر ایمان لائے گا یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

### الجواب

یہ بے اصل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## مسئلہ ۳۶۔ استن حنانہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ حنانہ لکڑی جو آپ کے فراق میں نالاں تھی قیامت کے دن اس کا کیا حال ہوگا۔ بینوا توجروا۔

### الجواب

وہ جنت کا ایک درخت کیا جائے گا کما فی الحدیث۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## مسئلہ ۳۷۔ دعوی خدائی

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ حضرات منصور و تبریز و سرمدنے ایسے الفاظ کہے جن سے خدائی ثابت ہوتی ہے تو دار پر آئے اور کھال کھینچی گئی لیکن وہ ولی اللہ گنے جاتے ہیں اور فرعون شداد ہامان، نمرود نے دعوی کیا تو مخلد فی النار ہوئے اس کی کیا وجہ ہے؟

### الجواب

ان کافروں نے خود کہا اور ملعون ہوئے اور انہوں نے خود نہ کہا اس نے کہا جسے کہنا شایاں

ہے آواز بھی انہیں سے مسموع ہوئی جیسے موسیٰ علیہ السلام نے درخت سے سُنا اِنِّیْ اَنَا اللہُ۔ میں ہی ہوں اللہ رب سارے جہان کا۔ کیا درخت نے کہا تھا حاشا بلکہ اللہ نے یوہیں یہ حضرت اس وقت شجر موسیٰ ہوتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## مسئلہ ۳۸۔ احکام مالگزاری

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام کہ جس زمین سے مال گزاری مالک لیتا ہے اس میں اگر پانی ٹھہرا اور مچھلی ٹھہری تو مالک کہتا ہے کہ یہ مچھلی ہماری ہے اگر رعایا نہ دے تو گنہگار تو نہیں بینوا توجروا۔

### الجواب

مباح مچھلی جو پکڑے اُسی کی ہے مالک کو اس پر دعویٰ نہیں پہنچتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## مسئلہ ۳۹۔ نماز میں طولِ قیام

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ:۔

(الف) طول قیام کثرت رکوع وسجود سے احب ہے یا نہیں؟

(ب) نماز کے اندر اگر ٹوپی گر جائے تو اٹھانا چاہیے یا نہیں؟

(ج) امام قراءت یا رکوع کو کسی مقتدی کے واسطے للہ دراز کر سکتا ہے یا نہیں جبکہ مقتدی وضو کر رہا ہو یا مسجد میں آگیا ہو اور یہ امام کو معلوم ہو گیا کہ کوئی شخص ہے کہ عنقریب شریک ہونا چاہتا ہے بایں صورت رکوع میں کچھ دیر کر دے تو جائز ہے یا نہیں؟

(د) وتر میں قبل دُعاء قنوت کے سہواً رکوع کیا اور دو ایک تسبیح بھی پڑھ چکا ہے اب خیال ہُوا اور کھڑے ہو کر قنوت پڑھی تو اس صورت میں سجدہ سہو لازم ہے یا نہیں؟

(ھ) ایک آیت ما یجوز بہ الصلوٰۃ کی کتنی مقدار ہے؟

### الجواب

(الف) ہاں طول قیام احب ہے۔ ردالمحتار میں ہے المذہب المعتمد ان طول القیام احب اسی میں ہے المذہب المعتمد ان طول القیام احب۔ اسی میں ہے کلام الامام ھو الصحیح بل ھو قول الکل۔

(ب) اُٹھا لینا افضل ہے جب کہ بار بار نہ گرے۔ اور اگر تذلل و انکسار کی نیت سے سر برہنہ رہنا چاہے تو نہ اُٹھانی افضل درمختار میں ہے سقطت قلنسوتہ فاعادتھا افضل

(ٹوپی گر جائے تو دوبارہ اٹھا کر پہن لینا افضل ہے)

الا اذا احتاجت بتکریر او عمل کثیر رد المحتار۔ الظاهران افضلیته اعادتها حیث لم یقصد بترکھا التذلل۔

(ج) اگر خاص کسی شخص کی خاطر اپنے کسی علاقہ خاصہ یا خوشامد کے لیے منظور ہو تو ایک بار تسبیح کی قدر بھی بڑھائیگی ہرگز اجازت نہیں بلکہ ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یخشٰی علیہ امر عظیم یعنی اس پر شرک کا اندیشہ ہے کہ نماز میں اتنا عمل اس نے غیر خدا کے لیے کیا اور اگر خاطر خوشامد منظور نہیں بلکہ عمل حسن پر مسلمان کی اعانت، اور یہ اس صورت میں دامنگیر ہوتی ہے کہ یہ اس آنے والے کو نہ پہچانے یا پہچانے اور اس کا کوئی تعلق خاص اس سے نہ ہو نہ کوئی غرض اس سے اٹکی ہو، تو رکوع میں ذرا ایک تسبیح کی قدر بڑھا دینا جائز بلکہ اگر حالت یہ ہو کہ یہ ابھی سر اٹھائے لیتا ہے تو وہ رکوع میں شامل ہونے نہ ہونے میں شک میں پڑ جائے گا تو بڑھا دینا مطلوب اور جو ابھی نماز میں نہ ملے گا مسجد میں آیا ہے وضو وغیرہ کرے گا یا وضو کر رہا ہے اس کے لیے قدر مسنون پر نہ بڑھائے بلکہ اگر بڑھانا موجب ثقل حاضرین نماز ہوگا تو سخت ممنوع و ناجائز المسالۃ ووارۃ فی الکتب وبسطھا الشامی فی صفۃ الصلوٰۃ وماقلتہ عطر التحقیق

(د) تسبیح پڑھ چکا ہو یا ابھی کچھ پڑھنے پایا ہو اُسے قنوت کے لیے رکوع چھوڑنے کی اجازت نہیں اگر قنوت کے لیے قیام کی طرف عود کیا گناہ کیا پھر قنوت پڑھے یا نہ پڑھے اس پر سجدہ سہو ہے۔ درمختار میں ہے:-

لونسی القنوت ثم تذکرہ فی الرکوع لایقنت فیہ لفوات محلہ ولا یعود الی القیام فان اعاد وقنت ولم یعد الرکوع لم تفسد صلاتہ ویسجد للسھو قنت اولا لزوالہ عن محلہ اھ اقول وقولہ ولم یعد الرکوع ای ولولم یعدہ لانہ لم یرتفض بالعود للقنوت لکن لواعادہ فسدت لان زیادۃ مادون رکعتہ لاتفسد نعم لایکفیہ اذن بسجود السھو لانہ اخر السجدۃ بھذا الرکوع عمدا فعلیہ الاعادۃ بعد للسھو ولم یسجد۔

ترجمہ: اگر دعائے قنوت کو بھول گیا پھر اس کو رکوع میں یاد آیا تو دعائے قنوت نہ پڑھے اپنے محل سے فوت ہوجانے کے وجہ سے اور نہ قیام کی طرف لوٹے اور اگر قیام کی طرف لوٹا اور دعائے

قنوت پڑھی اور رکوع دوبارہ نہیں کیا تو اس کی نماز فاسد نہیں ہوگی اور سجدہ سہو کرے قنوت پڑھی ہو یا نہیں پڑھی ہو قنوت کا اس جگہ بدل جانے کی وجہ سے۔

(۵) وہ آیت کریمہ چھ حرف سے کم ہو اور بہت نے اس کے ساتھ یہ بھی شرط لگائی کہ صرف ایک کلمہ کی نہ ہو تو ان کے نزدیک مُدْهَامَّتَانِ ۵ اگرچہ پوری آیت اور چھ حرف سے زائد ہے جواز نماز کو کافی نہیں۔ اسی کو منیہ و ظہیریہ و سراج وہاج و فتح القدیر و بحر الرائق و در مختار وغیرہا میں اصح کہا اور امام الاجل علی اسبیجابی و امام ملک العلماء و ابو بکر مسعود کاشانی نے فرمایا کہ ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ کے نزدیک صرف مدھامتن سے بھی نماز جائز ہے اور اس میں اصلاً ذکر خلاف نہ فرمایا در مختار میں ہے :۔

او لها ستة احرف و لو تقديرا كلم يلد اذا كانت كلمة فالاصح عدم الصحة

ہندیہ میں ہے :

الاصح انه لا يجوز كذا في شرح الجمع لابن ملك وهكذا في الظهيرية والسراج الوهاج وفتح القدير.

فتح القدیر میں ہے :

لو كانت كلمة نحو مدهامتان ص، ق، ن، فان هذه ايات عند بعض القراء الاصح انه لا يجوز لانه يسمى عادا لا قارما.

بحر الرائق میں اسے ذکر کر کے فرمایا :

كذا ذكره الشارحون وهو مسلم في ص ونحوه اما في مدهامتن ۵ فذكر الاسبيجابي وصاحب البدائع انه يجوز على قول ابي حنيفة من غير ذكر خلاف بين المشائخ بدائع میں ہے : في ظاهر الرواية قدر ادنى الفروض بالاية التامة كقوله تعالى مدهامتن وما قاله ابو حنيفة اقيس اقول

اظہر یہی ہے مگر جبکہ ایک جماعت اُسے ترجیح دے رہی ہے تو احتراز ہی میں احتیاط ہے خصوصاً اس حالت میں کہ اس کی ضرورت نہ ہوگی مگر مثل فجر میں جبکہ وقت قدر واجب سے کم رہا ہو ایسے وقت تو نظر کر بالاجماع ہمارے امام کے نزدیک ادائے فرض کو کافی ہے، مدھامتن سے جلد ادا ہو جائے گا کہ اس میں حرف بھی زائد ہیں اور ایک مد متصل ہے جس کا

ترک حرام ہے ہاں جسے یہی یاد ہو اس کے بارے میں وہ کلام ہوگا اور احواط اعادہ واللہ تعالیٰ اعلم

## مسئلہ ۱۴۰ ۔ عورت کیلئے اجازت حج

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر عورت حج کو جانا چاہتی ہے اور شوہر اس کا اس کو منع کرے کسی عذر سے تو جا سکتی ہے ۔ بغیر اجازت شوہر کے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

## الجواب

اگر محرم ساتھ ہے اور حج اُس پر فرض ہے تو جائے گی ورنہ نہیں ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## مسئلہ ۱۴۱ ۔ شوہر کے حکم کی بجائے نماز کو ترجیح دینا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ شوہر کسی کام کے کرنے کا حکم کرے اور وقت نماز اتنا ہے کہ اگر اُس کے حکم کی تعمیل کرے تو پھر نماز کا وقت باقی نہیں رہے گا تو اس صورت میں عورت نماز پڑھے یا حکم شوہر بجالائے؟ بینوا توجروا۔

## الجواب

نماز پڑھے ایسا حکم ماننا حرام ہے۔

## مسئلہ ۱۴۲ ۔ مجلس میلاد میں قیام

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے قیام میلاد شریف اگر مطلقاً ذکر خیر کی وجہ سے کیا جاتا ہے تو اوّل وقت سے کیوں نہیں کیا جاتا اس لیے کہ اوّل سے ذکر خیر ہی ہوتا ہے اور اگر اس خیال سے کیا جاتا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رونق افروز ہوتے ہیں ۔ تو کیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اوّل وقت سے رونق افروز نہیں ہوتے اگر ہوتے ہیں تو ابتدائے مجلس مبارک قیام ہی سے کیوں نہیں ہوتا اور اگر نہیں کیا تو قطعہ فولد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہی کے وقت جلوہ افروز ہوتے اور تا قیام تشریف فرما رہتے اور فوراً لوگوں کے بیٹھتے ہی تشریف لے جاتے ہیں تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور کا آنا لوگوں کے قیام و نیز میلاد خواں کے فقرہ فولد کہنے پر موقوف ہے کیا یہ زید کا کہنا لغو ہے یا نہیں اور اس کا کائی

## الجواب

مہمل ولایعنی سقوق اپنی طرف سے ایجاد

کیے اور جو وجہ حقیقی ہے اُس کی طرف اُسے ہدایت نہ ہوئی تنظیم ذکر اقدس مثل تعظیم ذات انور ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تعظیم ذات باختلاف حالات مختلف ہوتی ہے منظم کے قدوم کے وقت قیام کیا جاتا ہے اور اس کے حضور کے وقت باادب اُس کے سامنے بیٹھنا تعظیم ہے۔ ذکر شریف میں بھی ذکر قدوم کی تعظیم قیام سے ہے اور باقی وقت کی تعظیم باادب قعود سے ولکن الوھابیۃ قوم لا یعقلون۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## مسئلہ ۴۳۔ باطل فرقے کے عقائد کو اچھا سمجھنا کفر ہے

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید معاذ اللہ یہ کہے کہ میں عیسائی یا وہابی یا کافر ہو جاؤں گا۔ نام ایک فرقہ کا لیا آیا وہ انہیں میں سے ہو گیا یا نہیں یا یہ کہے کہ جی چاہتا ہے کہ غیر مقلد ہو جاؤں یا یہ کہے کہ غیر مقلد ہونے کو جی چاہتا ہے یہ قول کیسا ہے اگرچہ کسی کو چھیڑنے یا مذاق کی غرض سے کہے؟ بینوا توجروا۔

## الجواب

جس نے جس فرقہ کا نام لیا اُس فرقہ کا ہو گیا مذاق سے کہے یا کسی دوسری وجہ سے۔

واللہ تعالیٰ اعلم۔

## مسئلہ ۴۴۔ تعدیل ارکان نہ کرنا گناہ ہے

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جو شخص نماز میں تعدیل ارکان نہ کرے یعنی رکوع کے بعد سیدھا نہ کھڑا ہو سجدہ کے بعد بیٹھنے نہ پائے کہ دوسرا سجدہ کرے بلکہ ایسا دیکھا گیا کہ اوّل سجدہ سے ایک دو بالشت سر اٹھا یا بعدہ دوسرا سجدہ کر لیا ایسے شخص کی نماز ہو گی یا نہیں؟

ھ اس پر کوئی یہ سمجھے کہ ہم نے کہا کہ مٹھائی کھاؤں گا تو کہنے سے ہم نے کھایا تو نہیں اسی طرح سے اگر ہم کسی فرقہ باطلہ کا نام لیں کہ اس فرقہ سے ہو جاؤں گا، تو اس فرقہ سے نہ ہونا چاہیئے جو صرف کہنے سے آدمی کھا تا تو نہیں اور کفر و دین و اسلام کہنے سے ہوتے ہیں ف اس سے لازم آتا ہے کہ اگر کافر کہے کہ مسلمان ہو جاؤں گا تو مسلمان ہو جائے حالانکہ نہیں جو کافر اس قول سے صرف اسلام کا پسند کرنا لازم آتا ہے اور پسند سے مسلمان نہیں ہوتا جب تک اسلام نہ لائے اور مسلمان کا دوسرا فرقہ باطلہ کو پسند کرنا خود کفر ہے لہذا یہاں کفر پایا جائے گا وہاں اسلام نہیں پایا جائے گا جب تک اسلام نہ لائے۔

## الجواب

ایسی نماز قریب نہ ہونے کے ہے اور اُس کا پھیرنا واجب اور پڑھنا گناہ۔ حدیث میں فرمایا کہ اگر ساٹھ برس ایسی نماز پڑھے گا قبول نہ ہوگی دوسری حدیث میں ہے:

انا نخاف لومت علیٰ ذٰلک — ہم خوف کرتے ہیں اگر تو اس حال پر مرا تو محمد

لمت علیٰ غیر الفطرۃ ای غیر دین — صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دین پر نہ مرے گا

محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## مسئلہ ۴۵۔ عورت کے مرید ہونے کیلئے خاوند کی اجازت کی ضرورت

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ عورت بغیر اجازت شوہر کے مرید ہوسکتی ہے یا نہیں۔ اگر بغیر اجازت ہوگئی تو کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا۔

## الجواب

ہوسکتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## مسئلہ ۴۶۔ کفو کا مسئلہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ لڑکی بالغہ ہوگئی اور فی الحال کوئی کفو نہیں ملتا کہ جس کے یہاں نکاح ہو، غیر کفو ملتے یعنی کم حیثیت والے یا لڑکی کے والدین سے زائد حیثیت کے ملتے ہیں مگر آتا کامال اچھے نہیں مثلاً لڑکے کے آباؤ اجداد اچھے تھے لیکن ان کی جورو طوائف تھی لعد نکاح اس سے یہ لڑکا ہوا تو دونوں میں کس کے یہاں کرنا بہتر ہے یا کفو کا منتظر رہے؟ بینوا توجروا۔

## الجواب

فقط مالی حیثیت میں کم ہونا مانع کفاءت نہیں کفو وہ نہیں ہے جس کے ساتھ اس عورت کا نکاح اس کے اولیا کے لیے باعث ننگ و عار ہو باپ اگر شریف القوم ہے اور طوائف سے بعد اس نے نکاح کیا تو اس سے پیچھے کے نسب پر حرف نہیں آتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## مسئلہ ۴۷۔ نماز میں سورت پڑھنے کا مسئلہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اول رکعت میں ایک رکوع یا سورہ پڑھی دوسری

رکعت میں اگر اس سے مقدم کی سورہ یا رکوع زبان پر سہواً جاری ہو جائے تو اسی کو پڑھے یا مؤخر کی سورہ یا رکوع پڑھے اس کو چھوڑ دے اگر پڑھ کر نماز تمام کرلی تو ہوئی یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

## الجواب

زبان سے سہواً جس سورۃ کا ایک کلمہ نکل گیا اُسی کا پڑھنا لازم ہوگیا مقدم ہو خواہ مؤخر خواہ مگر ہاں قصداً تبدیل ترتیب گناہ ہے اگرچہ نماز جب بھی ہو جائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## مسئلہ ۴۸۔ خطبہ جمعہ میں غیر عربی الفاظ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ:۔

(۱) یہ کہ بعد اذان ثانی کے پہلے اُردو اشعار پڑھ لیے جائیں بعدہ فوراً خطبہ شروع کردیا جائے۔

(۲) یہ کہ بعد خطبہ پڑھنے کے فوراً اشعار اردو پڑھیں بعدہ نماز کو کھڑے ہوں۔ بینوا توجروا۔

## الجواب

دونوں صورتیں خلاف سنت ہیں غیر عربی کا خطبہ میں ملانا ترک سنت متوارثہ ہے نہ ترک واجب۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## مسئلہ ۴۹۔ شرعی سفر

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ قصر روزہ نماز کے لیے کہاں تک حد رکھی گئی ہے بذریعہ ریل ۲ شب ۲ دن کے سفر میں قصر روزہ نماز ہوگا یا نہیں اگر نہیں تو کتنے دن کے سفر میں قصر چاہیے؟ بینوا توجروا۔

## الجواب

ساڑھے ستاون میل مدت سفر ہے ریل میں ہو خواہ پیادہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## مسئلہ ۵۰۔ مکروہ اوقات میں تلاوتِ قرآن پاک

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ بوقت زوال قرآن پڑھنا چاہیے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

## الجواب

آفتاب نکلتے ڈوبتے اور ٹھیک دوپہر کو قرآن مجید کی تلاوت کی جگہ اور ذکر الٰہی درود

شریف وغیرہ پڑھیں۔ وہ تین وقت تلاوت کے لائق نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## مسئلہ ۵۱۔ آیات میں وقف

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ آیت لا پر ٹھہرنا یا رکوع یا وقف کرنا کیسا ہے کیا قباحت ہے اگر جس آیت پر لا ہے رکوع کردیا جائے تو جائز ہے یا نہیں مثلاً اوپر سے پڑھتا آیا اور صُمٌّۢ بُكۡمٌ عُمۡیٌ فَهُمۡ لَا یَرۡجِعُوۡنَ لا پر رکوع کردیا تو جائز ہے یا کچھ حرج بھی ہے؟ بینوا توجروا۔

## الجواب

ہر آیت پر وقف مطلقاً بلا کراہت جائز بلکہ سنت سے مروی ہے رہا رکوع اگر معنے تمام ہوگئے جیسے آیۂ مذکورہ میں کہ اس کے بعد دوسری تمثیل مستقل ارشاد ہوئی ہے جب تو اصلاً حرج نہیں اور اگر معنیٰ بے آیت آیندہ کے ناتمام ہیں تو نہ چاہیے خصوصاً امثال فَوَیۡلٌ لِّلۡمُصَلِّیۡنَ لا میں کہ نہایت قبیح ہے اور ثُمَّ رَدَدۡنٰهُ اَسۡفَلَ سٰفِلِیۡنَ لا میں قبح اس سے کم ہے نماز ہر حال ہو جائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## مسئلہ ۵۲۔ حرمت بھنگ و چرس

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ سوائے شراب کے بھنگ افیون۔ تاڑی۔ چرس کوئی شخص اتنی مقدار میں پیے کہ اس سے نشہ نہ آئے تو وہ شخص حرام کا مرتکب ہوا یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

## الجواب

نشہ بذاتہٖ حرام ہے نشہ کی چیزیں پینا جس سے نشہ بازوں کی مشابہت ہو اگرچہ حد نشہ تک نہ پہنچے یہ بھی گناہ ہے یہاں تک کہ علمانے تصریح فرمائی ہے کہ خالص پانی دور شراب کی طرح پینا بھی حرام ہے ہاں اگر دوا کے لیے کسی مرکب میں افیون یا بھنگ یا چرس کا اتنا جز ڈالا جائے جس کا عقل پر اصلا اثر نہ ہو حرج نہیں بلکہ افیون میں اس سے بھی بچنا چاہیئے کہ اس خبیث کا اثر ہے کہ معدے میں سوراخ کردیتی ہے جو افیون کے سوا کسی بلا سے نہیں بھرتے تو خواہی نخواہی بڑھانی پڑتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## مسئلہ ۵۳۔ بعض کفریہ کلمات

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک شخص سامنے سے گزرا دوسرے سے کہا صلوٰۃ ہوگئی اور جماعت تیار ہے اس نے کہا نماز پڑھنے والے پر لعنت بھیجتا ہوں جب یہ ذکر ایک تیسرے شخص کے سامنے ہو اور لوگوں نے کہا یہ کلمۂ کفر ہے تو اس نے کہا کہ ایسی باتوں سے کفر نہیں عائد ہوا کرتا حالانکہ یہ شخص عاقل بالغ ہے اس شخص کا کیا حکم ہے ؟ بینوا توجروا۔

## الجواب

اس کہنے سے وہ شخص کافر ہوگیا اس کی عورت نکاح سے نکل گئی اور یہ تیسرا بھی نئے سر سے کلمۂ اسلام پڑھے اور اپنی عورت سے اس کے بعد نکاح کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## مسئلہ ۵۴۔ طلاق کے متعلق ضروری مسئلہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے بعد مکان چھوڑنے اپنے دو سال کے ایک خط صرف بنام وارث زوجہ اپنی کے اس مضمون کا لکھا کہ ہم اپنی زوجہ کو طلاق دیتے ہیں اب اسکو بے میرے چاہیے کہ گھر سے میرے چلی جائے اب ہمارا آنا نہیں ہوگا اور اس کا نشان و پتہ نہیں کہ کہاں چلا گیا۔ حروف اس خط کا اس کے دوسرے خطوں کے ساتھ ملتا جلتا ہے شبہ کو دخل نہیں۔ آیا طلاق ہوئی یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

## الجواب

اگر عورت باور کرتی ہے کہ یہ خط اس کے شوہر ہی کا ہے تو اُسے اختیار ہے کہ بعد عدت جس سے چاہے نکاح کرے۔ کما نص علیه فی الھندیة عن محیط السرخسی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## مسئلہ ۵۵۔ ایام حمل کی طلاق کا مسئلہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایام حمل میں طلاق دینا جائز ہے یا نہیں ؟ اگر جائز ہے تو عدت اس کی کیا ہے ؟ بینوا توجروا۔

## الجواب

حمل میں طلاق نہ دی جائے اگر دے گا ہو جائے گی عدت وضع حمل ہے واللہ تعالیٰ اعلم

## مسئلہ^۵۶ ترتیب آیات اور نماز

چہ می فرمائید علمائے دین و شرع متین دریں مسئلہ کہ امام نے سورۂ الم پورے رکوع یعنی وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ تک پڑھی جس میں الٓمّٓ ۝ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ تک ٹھیک پڑھی بعدہ بجائے وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ کے وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ پڑھ کر آگے کو پڑھ گئے اور آگے بجائے اِنَّ الَّذِيْنَ کے وَالَّذِيْنَ پڑھی اور سجدۂ سہو بھی کیا نماز ہوئی یا نہیں صرف آیات مذکورہ کے پڑھنے سے نماز ہو گی یا نہیں؟ بینوا۔

## الجواب

نماز ہو گئی سجدہ سہو کی بھی کوئی حاجت نہ تھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## مسئلہ^۵۷ اقسام سود

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کسی پنواڑی یا کسی سرمہ فروش کو دس یا پانچ روپے کوئی شخص دے اور اس سے کہے کہ جب تک میرا روپیہ تمہارے ذمہ رہے مجھے پان بقدر خرچ روزانہ کے دیا کرو اور جب روپیہ واپس دو گے تو مت دینا یہ صورت جائز ہے یا نہیں اور نہیں تو جواز کی کونسی صورت ہے۔ بینوا توجروا۔

## الجواب

یہ صورت خاص سود اور حرام ہے۔ سود کے جواز کی کوئی شکل نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## مسئلہ^۵۸ وجوب قربانی

کیا فرماتے ہیں مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ نصاب کے لیے یہ بھی شرط ہے کہ ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا بمقدار اس کے روپیہ موجود ہوں جب قربانی واجب ہے یا کہ اتنی مقدار کی مالیت ہو چاہے اس کے پاس کاشت ہو یا چوپائے ہوں اگر ایک شخص کے پاس ساٹھ روپیہ کی بھینس یا بیل ہے تو اس پر قربانی ہے یا نہیں کسی شخص کو ہزار روپیہ یا ہوار کی آمدنی ہے لیکن بزمانہ قربانی ایک روپیہ بھی اس کے پاس موجود نہیں تو کیا وہ شخص قرض لے کر قربانی کرے گا یا نہیں۔ علیٰ ہذا القیاس کاشت فروخت کر کے قربانی کرے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

## الجواب

قربانی واجب ہونے کے لیے صرف اتنا ضروری ہے کہ وہ ایام قربانی میں اپنی تمام اصلی حاجتوں کے علاوہ چھپن روپیہ کے مال کا مالک ہو چاہے وہ مال نقد ہو یا بیل بھینس یا کاشت کاشتکار کے ہل کے بیل اس کی حاجت اصلیہ میں داخل ہیں ان کا شمار نہ ہو۔ ہزار روپیہ ماہوار کی آمدنی والا آدمی قربانی کے دن چھپن روپیہ کے مال کا مالک نہ ہو یہ صورت خلاف واقعہ ہے اور اگر ایسا فرض کیا جائے کہ اس وقت وہ فقیر ہے تو ضرور اُس پر قربانی نہ ہوگی اور جس پر قربانی ہے اور اُس وقت نقد اس کے پاس نہیں وہ چاہے قرض لے کر کرے یا اپنا کچھ مال بیچے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## مسئلہ ۵۹۔ معنی میں فساد کی وجہ سے نماز کا نہ ہونا

کیا فرماتے ہیں علمائے احناف اس مسئلہ میں کہ امام کو تین آیتوں کے بعد معنی میں فساد ہو گیا جیسا کہ سورۂ یوسف کے شروع میں چار آیات کے بعد رَاَیْتُھُمْ کی جگہ رَاَیْتَھُمْ پڑھا اس حالت میں نماز ہو گی یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

## الجواب

فساد معنی اگر ہزار آیت کے بعد ہو نماز جاتی رہے گی مگر یہاں رَاَیْتُھُمْ میں ت کا زبر پڑھنا مفسد نہیں نماز ہو گئی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## مسئلہ ۶۰۔ غلط اذان کا مسئلہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر اذان نہ ہوئی ہو یا ہوئی ہو مگر غلط تو نماز میں کیا خرابی ہے جبکہ ان صورتوں میں نماز پڑھی۔ نماز تراویح حافظ نابالغ پڑھا سکتا ہے یا نہیں۔ نابالغ اذان دے سکتا ہے یا نہیں۔ اگر دیدی ہو تو لوٹانی چاہیئے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

## الجواب

(۱) بغیر اذان کے جماعت کرنا مکروہ ہے اور نماز مکروہ ہو گی اور اذان اگر ایسی غلط ہوئی کہ شرعاً اذان نہ ٹھہری تو وہ بھی بغیر اذان ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) نابالغ کے پیچھے بالغ کی کوئی نماز نہیں ہوسکتی اگرچہ تراویح یا نفل محض ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) نابالغ اگر عاقل ہے کہ اس کی اذان اذان سمجھی جائے تو حرج نہیں ورنہ اگر اُس کی اذان کو اذان نہ سمجھیں نقل گمان کریں گے تو لوٹائی جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## مسئلہ ۶۱۔ سحری ختم ہونے کے بعد حقہ پینا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے بعد ختم ہونے وقت سحری کے حُقّہ پیا بگمان شب کے یعنی وقت سحری کے تو اس کا روزہ ہوا یا نہیں بینوا توجروا

## الجواب

اگر بعد طلوع صبح صادق پیا روزہ نہ ہوا اُسے پورا کرے اور قضا رکھے واللہ تعالیٰ اعلم

## مسئلہ ۶۲۔ چاندی کی انگوٹھی پہننے کا حکم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ سونے چاندی۔ پیتل کانسہ وغیرہ کی انگوٹھی یا بٹن یا گھڑی کی زنجیر مرد کو پہننا جائز ہے یا نہیں اور ان کو پہن کر نماز پڑھنا یا پڑھانا درست ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

## الجواب

چاندی کی ایک انگوٹھی ایک نگ کی ساڑھے چار ماشہ سے کم وزن کی مرد کو پہننا جائز ہے اور دو انگوٹھیاں یا کئی نگ کی ایک انگوٹھی یا ساڑھے چار ماشہ خواہ زائد چاندی کی اور سونے کانسے پیتل لوہے تانبے کی مطلقاً ناجائز ہیں گھڑی کی زنجیر سونے چاندی کی مرد کو حرام اور دھاتوں کی ممنوع ہے اور جو چیزیں ممنوع کی گئی ہیں ان کو پہن کر نماز اور امامت مکروہ تحریمی ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## مسئلہ ۶۳۔ سونے چاندی کے بٹن پہننا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ سونے چاندی کے بلا زنجیر کے بٹن مرد کو درست

## الجواب

بے زنجیر کے بٹن چاندی سونے کے مرد کو جائز ہیں اور زنجیر دار منع ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## مسئلہ ۶۴ - چاندی کی زنجیر والے بٹن

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص چاندی کے زنجیر دار بٹن بہ نیت زیبائش نہ پہنے بلکہ اس خیال سے پہنے کہ دوسری قسم کے بٹن جلد ٹوٹ جاتے ہیں تو پہننا درست ہیں یا نہیں بینوا توجروا۔

## الجواب

اس نیت سے ناجائز جائز نہیں ہو سکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## مسئلہ ۶۵ - فجر یا ظہر کی سنتیں نہ پڑھنے والا امام

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ وہ شخص جس نے سنتیں فجر کی نہ پڑھی ہوں اور دس بارہ منٹ طلوع میں باقی ہوں تو وہ نماز پڑھا سکتا ہے یا نہیں اسی طرح ظہر کی سنتیں بغیر پڑھے امامت کر سکتا ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

## الجواب

اگر وقت بقدر فرض ہی باقی ہے تو آپ ہی سنتیں چھوڑے گا پھر اگر جماعت میں کسی نے ابھی سنتیں نہ پڑھیں یا جس نے پڑھیں وہ قابل امامت نہیں تو جس نے نہ پڑھیں وہی امامت کرے گا اور اگر وقت میں وسعت ہے تو سنت قبلیہ کا ترک کرنا گناہ ہے اور اس کی امامت مکروہ۔ دس بارہ منٹ میں سنتیں اور فرض دونوں ہو سکتے ہیں سنتیں پڑھ کر نماز پڑھائے۔

واللہ تعالیٰ اعلم

## مسئلہ ۶۶ - نماز کیلئے جگانا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ نماز کے واسطے سوتے آدمی کو جگانا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

## الجواب

جگانا ضرور ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## مسئلہ ۶۷ - کھڑے ہو کر تکبیر سننا مکروہ ہے

کیا فرماتے ہیں علمائے احناف اس مسئلہ میں کہ تکبیر کھڑے ہو کر سننا مسنون ہے یا بیٹھ کر؟

## الجواب

بیٹھ کر سُننے کھڑے ہو کر سُننا مکروہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## مسئلہ ۶۸ - صرف ایک تکبیر کہکر جماعت میں شامل ہونا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ امام رکوع میں ہے اور ایک شخص صرف ایک تکبیر کہہ کر شامل جماعت ہو گیا تو یہ تکبیر تحریمہ یعنی اولی ہوئی یا مسنونہ اس صورت میں نماز اس مقتدی کی ہو گی یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

## الجواب

اگر اس نے تکبیر تحریمہ کہی یعنی سیدھے کھڑے ہوئے تکبیر کہی کہ ہاتھ پھیلائے تو زانوں تک نہ جائے تو نماز ہو گئی اور اگر تکبیر انتقال یعنی جھکتے ہوئے تکبیر کہی تو نماز نہ ہو گی اُسے دو تکبیر کہنے کا حکم ہے تکبیر تحریمہ اور تکبیر انتقال۔ پہلی تکبیر تحریمہ قیام کی حالت میں اور دوسری تکبیر انتقال رکوع کو جاتے ہوئے در مختار میں ہے۔

ولو وجد الامام راكعا فكبر منحنيا ان الى القيام اقرب صح ولغت نيته تكبيرة الركوع۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## مسئلہ ۶۹ - غسل اور فجر کی نماز

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کو غسل کی حاجت ہے اگر وہ غسل کرتا ہے تو فجر کی نماز قضا ہو جاتی ہے تو ایسی حالت میں کیا کرے؟ بینوا توجروا۔

## الجواب

تیمم کر کے نماز پڑھ لے اور غسل کر کے پھر اعادہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## مسئلہ ۷۰ - کم داڑھی والے کی امامت کے بارے میں حکم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ داڑھی منڈانے اور خشخشی کرانے والا اور حد شرعی سے کم رکھنے والا فاسق ہے یا نہیں اور اس کے پیچھے نماز فرض خواہ تراویح پڑھنا جائز ہے یا نہیں اور حدیث شریف میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کے حق میں کیا ارشاد فرمایا ہے اور وہ حشر کے دن کس گروہ میں اُٹھے گا۔ بینوا توجروا۔

## الجواب

داڑھی منڈانے اور کتروانے والا فاسق معلن ہے اُسے امام بنانا گناہ ہے فرض ہو یا تراویح کسی نماز میں اُسے امام بنانا جائز نہیں حدیث میں اس پر غضب اور رد وقتل وغیرہ کی وعیدیں وارد ہیں اور قرآن عظیم میں اس پر لعنت ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مخالفوں کے ساتھ اس کا حشر ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## مسئلہ ۱۷۱۔ شرعی داڑھی

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ داڑھی شرعی کتنی ہونی چاہیے؟ بینوا توجروا۔

## الجواب

ٹھوڑی سے نیچے چار انگل چاہیئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## مسئلہ ۱۷۲۔ فجر کی قضا نماز کی ادائیگی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ طلوع آفتاب سے کتنی دیر بعد نماز قضا پڑھنے کا حکم ہے؟ بینوا توجروا۔

## الجواب

طلوع کے بعد کم از کم ۲۰ منٹ کا انتظار واجب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## مسئلہ ۱۷۳۔ پختہ قبر بنانا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ قبروں کا پختہ بنانا روا ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

## الجواب

میت کے گرد پختہ نہ ہو اوپر کا حصہ پختہ کردیں تو حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## مسئلہ ۱۷۴۔ یہود و نصاریٰ کی ملازمت

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی سنی مسلمان کسی وہابی یا یہودی یا نصرانی یا کسی کافر سے بات چیت کرے یا کسی کے پاس بیٹھے یا نوکری کرے تو یہ مسلمان کافر ہوگیا یا نہیں اور اگر کافر ہوا تو دوسرا شخص اس کو کافر کہے اس کے لیے کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا۔

**الجواب:** کافر اصلی غیر مرتد کی نوکری جس میں کوئی امر ناجائز شرعی کرنا نہ پڑے جائز ہے اور دنیوی معاملہ کی بات چیت اس سے کرنا اور اس لیے کچھ دیر اس کے پاس بیٹھنا منع نہیں اتنی بات پر کافر بلکہ فاسق بھی نہیں کہا جا سکتا ہاں مرتد کے ساتھ یہ سب مطلقاً منع ہیں اور کافر اس وقت بھی نہ ہوگا مگر یہ کہ اس کے مذہب و عقیدۂ کفر پر مطلع ہو کر اس کے کفر میں شک کرے تو البتہ کافر ہو جائے گا۔ بجز ثبوت وجہ کفر کے مسلمان کو کافر کہنا سخت گناہ عظیم ہے بلکہ حدیث میں فرمایا کہ وہ کہنا اسی کہنے والے پر پلٹ آتا ہے۔ والعیاذ باللہ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## مسئلہ ۷۵۔ عورت کے لیے پردہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید اپنی زوجہ کو اس کے والدین کے یہاں جانے کو اس وجہ سے منع کرتا ہے کہ ایک مکان ہے جس کا دروازہ اور صحن بھی ایک ہے جس میں زید کی کی زوجہ کے والدین ہیں اور دو غیر شخص کرایہ دار ہیں ایسی صورت میں زید کو اپنی زوجہ کے شرعاً روک لینے کا حکم ہے یا نہیں اگر بلا اجازت زید کے زوجہ چلی جائے تو زید کیا سزا دے سکتا ہے۔

## الجواب

اگر وہاں شرعی پردہ کا بندوبست ہو سکتا ہے تو زید اس کا بندوبست کرے اور عورت کو آٹھویں دن ماں باپ کے پاس صرف دن میں جانے کی اجازت دے رات کو وہاں نہ رہے ایسی حالت میں اتنے جانے سے نہیں روک سکتا اور اگر روکے تو عورت آٹھویں دن بلا اجازت بھی بندوبست پردہ کے ساتھ دن کے دن جا کر واپس آ سکتی ہے۔ زید اگر اتنی بات پر سزا دے گا ظالم ہوگا۔ اور اگر وہاں شرعی پردہ کا بندوبست نہیں ہو سکتا تو بلا شبہ زید روک سکتا ہے بلکہ روکنے کا حکم ہے۔ اور عورت اگر بلا اجازت چلی جائے تو جب تک واپس نہ آئے اس کا نان و نفقہ ساقط ہے اور زید اُسے جائز سزا دے سکتا ہے کہ اولاً سمجھائے۔ نہ مانے تو اس سے الگ سوئے نہ مانے تو مارے مگر نہ مونہہ پر نہ ایسا کہ ضرب شدید ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## مسئلہ ۷۶۔ ذکر جہر

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ذکر جلی کرنا جائز ہے یا نہیں اور آواز کس قدر بلند کر سکتا ہے کوئی حد معین ہے یا نہیں، حلقہ باندھ کر ذکر کرتے کرتے کھڑے ہو جانا اور سینہ پر ہاتھ مارنا، ایک دوسرے پر گر پڑنا لپٹ جانا، رونا زاری

کا دھوم مچانا کیسا ہے۔ بینوا توجروا۔

## الجواب

ذکر جلی جائز ہے حدمیں یہ ہے کہ اتنی آواز نہ ہو جس سے اپنے آپ کو ایذا ہو یا کسی نمازی یا مریض یا سوتے کو تکلیف پہنچے اور ذکر کرتے کرتے کھڑا ہو جانا وغیرہ افعال مذکورہ اگر بحالت وجد ہوں صحیح ہیں کوئی حرج نہیں اور معاذ اللہ ریا کے لیے بناوٹ ہیں تو حرام بینھما وسطا لایذکر للحرام۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## مسئلہ۔ نماز اور کلمے کا سیکھنا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ ایک شخص نماز نہیں جانتا اور نہ کلمہ یاد ہے اور جو اس سے کہا جاتا ہے کہ کلمہ یاد کرو اور نماز سیکھو تو کہتا ہے کہ ہم نہیں سیکھیں گے اور نہ ہم سے یاد ہوگا اور نہ ہم سے ہو سکے گا۔ پس شرعاً کیا حکم ہے بتفصیل تحریر فرمائیے اور وہ ایک انگریز کے یہاں ملازم ہے؟ بینوا توجروا۔

## الجواب

اس کو نئے سرے سے مسلمان ہونا چاہیے جس سے کلمہ طیبہ پڑھنے کو کہا جائے اور وہ انکار کرے اس کی نسبت علما نے حکم کفر لکھا ہے نہ کہ جو کلمہ سیکھنے ہی سے انکار کرے۔ والعیاذ باللہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## مسئلہ۔ تعلیم کی خاطر وہابی یا سُنّی بن کر مناظرہ کرنا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ برائے تعلیم مناظرہ درستی۔ ایک سُنّی اور ایک وہابی بن کر مباحثہ کریں یعنی ایک وہابیہ کے اعتراضات یا ان کی طرف سے جوابات پیش کرے۔ دوسرا سنیوں کی طرف سے تو جائز و بہتر ہے یا نہیں علیٰ ہٰذا القیاس دوسرے بدمذہبوں کے مباحث مجلس عام نہ ہوگی۔ طلبہ ہوں گے اگرچہ مبتدی۔ بینوا توجروا۔

## الجواب

بلا اکراہ وہابی بننا وہابی ہونا ہے۔ کافر بننا کافر ہونا ہے مناظرہ کا تمرن سانگ یا تھیٹر نہیں کہ وہابی بن ہی کر ہو۔ ہاں اگر وہابی بننا نہ ہو اور تمرن کے لیے وہابیہ کے شبہات ایک دوسرے

پر پیش کر کے جواب سنے اور بحث کرے تو تین شرطوں سے جائز ہے:

(ا) یہ شبہات پیش کرنے والا مستقل مستقیم متصلب سُنی ہو ایسا نہ ہو کہ کوئی شبہ خود اس کے قلب میں خدشہ ڈال کر متزلزل کر دے کہ بحث بالائے طاق ایمان ہی جائے۔

(ب) جب جواب شافی پائے بات نہ پائے کہ عناد مطلقاً حرام ہے نہ کہ ایسی صورت میں۔

(ج) وہاں طلبہ خواہ غیر کوئی ایسا نہ ہو جس پر اس سے فتنہ و تذبذب کا اندیشہ ہو۔ واللہ

## مسئلہ ۷۹ کافروں کو اچھا کہنا گناہ ہے

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں اکثر مسلمان اپنی لاعلمی مشرکین کی بابت کہتے ہیں۔ فلاں شخص فلاں کام میں یا اخلاق میں اچھا ہے یہ کہنا مسلمان کا کس حد تک جائز ہے اور کیا گناہ اس کے ذمہ عائد ہوتا ہے۔ بینوا توجروا۔

## الجواب

اخلاق میں اچھا کہنا گناہ ہے اور کسی دنیوی کام میں کہنا مثلاً تیرتا اچھا ہے یا گھوڑے پر اچھا چڑھتا ہے یا اچھا ترلتا ہے حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## مسئلہ ۸۰ لاوارث کا ترکہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک طالب علم جس کا عرصہ قریب تین سال کا ہوا انتقال ہو گیا اس کی تجہیز و تکفین اہل محلہ کی جانب سے ہوئی تھی اس کے پاس کچھ سامان جو کہ اس کا ذاتی تھا یعنی بستر و چند کتابیں اور چار روپیہ نقد نکلے جو کہ اہل محلہ میں سے ایک شخص کے پاس امانتاً اب تک جمع ہے اس سامان وغیرہ کی بابت اس کے ورثہ کو مدرسہ منظر اسلام کے طالب علموں کے ذریعہ سے اطلاع دی گئی لیکن اس وقت تک ان کی طرف سے کوئی جواب نہیں پایا گیا لہٰذا اس سامان کو کسی دوسرے طالب علم کے صرف میں لانا جائز ہے یا نہیں بینوا توجروا

## الجواب

تلاش ورثہ میں کوشش کی جائے جب ناامیدی ہو جائے کسی غریب سنی طالب کو دے دیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## مسئلہ ۸۱ ۔ نماز اور عذاب الٰہی کی تحقیر سے خارج از اسلام ہونا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کثرہم اللہ تعالیٰ ونصرہم وابدہم وایدہم اس مسئلہ میں کہ ایک سنیوں کے محلہ میں بکر قادیانی آکر بسا زید سنی نے مردوں عورتوں کو اس کے گھر میں جانے سے اُس سے خلا ملا میل جول حقہ تمباکو رکھنے سے منع کیا ہندہ جس کے بیٹے وغیرہ سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت ہیں اس نے کہا کہ بڑے نمازیہ پڑھ کر ملا ہو گئے ہم عذاب ہی بھگت لیں گے۔ اس بیچارے قادیانی کو دق کر رکھا ہے تو اب ہندہ کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا۔

## الجواب

ہندہ نماز کی تحقیر کرنے اور عذاب الٰہی کو ہلکا ٹھہرانے اور قادیانی کو اس فعل مسلمانان سے مظلوم جاننے اور اُس سے میل جول چھوڑنے کو ظلم و ناحق سمجھنے کے سبب اسلام سے خارج ہوگئی۔ اپنے شوہر پر حرام ہوگئی جب تک نئے سرے سے مسلمان ہو کر اپنے اُن کلمات سے توبہ نہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## مسئلہ ۸۲ ۔ قادیانیوں سے میل جول کی حرمت

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک قادیانی مذہب ایسی جگہ آباد ہوا جہاں بالکل قطعاً مسلمان رہتے ہیں وہ قادیانی مسلمانوں کو بھکانا چاہتا ہے نیز ان کے یہاں کا اصول بھی یہی ہے کہ ناسمجھ مسلمانوں کو اخلاق و نرمی سے اپنی طرف کھینچ کر بہکا لیتے ہیں اس خوف سے جمیع مسلمانوں نے اس سے علیحدگی اختیار کر لی اور کسی نے اس سے میل جول نہ رکھا مگر اسی محلہ کا ایک سقہ اُس قادیانی سے مانوس ہو گیا اس کی بی بی نے اپنے شوہر سقہ کو منع کیا اور کہا ہم کو تم کو خدا اور رسول سے کام پڑے گا۔ ایسے بد مذہب سے علیحدہ رہو اور پانی بھی اس کے یہاں نہ بھرو ایک روپیہ مہینہ نہ سہی اس پر وہ سقہ اپنی بی بی کو طلاق دینے کے لیے تیار ہو گیا اور کہنے لگا تو میرے مکان سے نکل جا میں تو اُس قادیانی سے ایسا ہی ملوں گا اور پانی بھروں گا گو میرے تمام ٹھکانے چھوٹ جائیں مگر میں اس کو نہ چھوڑوں گا ہاں اگر سارے شہر کے بہشتی ایسا ہی کریں اور چھوڑ دیں تو میں بھی چھوڑ دوں ورنہ میں اس کو نہیں چھوڑ سکتا۔ بلکہ اگر وہ قادیانی سوئر کھائے گا تو میں بھی سوئر کھاؤں گا۔

سوال یہ ہے کہ جن مسلمانوں نے اُس سے ترک سلام وکلام کردیا ہے اُن کے واسطے ازروئے شریعت کیا جزا ملے گی اور سقہ کے واسطے شریعت پاک کا کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا۔

## الجواب

مسلمانوں کے لیے ثواب عظیم اور اس فعل سے اللہ و رسول کی رضا ہے جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور وہ سقہ اشد گنہگار و مستحق عذاب نار ہے سقاوں اور اُن کے جودہری کو لازم ہے کہ اگر وہ توبہ نہ کرے تو اُسے برادری سے نکال دیں اللہ عزوجل فرماتا ہے ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## مسئلہ ۸۳۔ بدمذہبوں سے معاملات رکھنے کی حرمت

کیا ارشاد ہے شریعت مقدسہ کا اس مسئلہ میں کہ زید بدمذہبوں کے یہاں کا کھانا علانیہ کھاتا ہے بدمذہبوں سے میل جول رکھتا ہے مگر خود سُنی ہے اُس کے پیچھے نماز کیسی ہے اور اس کی تراویح سننا کیسا ہے؟ بینوا توجروا۔

## الجواب

اس صورت میں فاسق معلن ہے اور امامت کے لائق نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## مسئلہ ۸۴۔ جہیز عورت کا حق ہے

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل میں کہ جہیز کس کا حق ہوتا ہے لڑکی والوں کا یا لڑکے والوں کا بعد وفات زوجہ کے اُس کے جہیز میں تقسیم فرائض ہوگی یا نہیں۔ زید جو سلیمہ کا شوہر تھا سلیمہ کے مرنے کے بعد کہتا ہے کہ میں نے اس کو کھلایا پلایا ہے لہٰذا جہیز میرا حق ہے یہ قول زید کا صحیح ہے یا باطل اگر جہیز میں تقسیم فرائض نہ ہو تو آیا صرف والدین کو ملے گا یا اور کس کس کو۔ بینوا توجروا۔

## الجواب

جہیز عورت کی ملک ہے اُس کے مرنے پر حسب شرائط فرائض ورثہ پر تقسیم ہوگا زید کا دعویٰ باطل محض ہے نفقہ کے عوض میں کچھ نہیں لے سکتا کہ نفقہ اس پر شرعاً واجب تھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## مسئلہ ۸۵ فصیل حوض

کیا فرماتے ہیں علمائے اہل سنت کہ ایک مسجد کا حوض اس طرح پر ہے کہ نصف حوض کے داہنے بائیں صحن مسجد ہے اور نصف کے ارد گرد صرف زمین مقام الف میں اُس سیڑھیاں ہیں زید کو مرض ہے کہ اگر ڈھیلہ لے کر فوراً علی الاتصال پانی سے استنجا نہ پاک کرے تو قطرہ آجاتا




ہے اب وہ استنجا کرتا ہوا آیا ہے پانی حوض میں بستر بچھا ہو گیا ہے اور ادھر اُدھر لوٹوں میں وضو کا بچا ہوا پانی رکھا ہے مقام ب سے فصل مقام الف تک ہاتھ میں ڈھیلا ہے دھالیکہ رزائی یا چادر وغیرہ اوڑھے ہو جا کر پانی لا سکتا ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

## الجواب

جب کہ حوض کی فصیل ہی پر گیا اور چادر اوڑھے ہے صحن مسجد میں قدم نہ رکھا یوں جا کر پانی لے آیا اور غسلخانہ میں استنجا کیا تو اصلاً کسی قسم کا حرج نہیں فصیل حوض مسجد سے خارج ہے ولہذا اس پر وضو اذان بلا کراہت جائز ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## مسئلہ ۸۶ جواز نکاح

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ رشتہ داروں کی کن کن عورتوں سے نکاح کر سکتے ہیں اور کن کن سے ناجائز ہے مفصل تحریر فرمادیں۔ بینوا توجروا۔

## الجواب

یہ شخص جن کی اولاد میں ہے جیسے باپ دادا نانا یا جو اُس کی اولاد میں ہو جیسے بیٹا پوتا نواسا ان کی بیبیوں سے نکاح حرام ہے اور خسر کی بی بی سے بھی حرام ہے جبکہ وہ اپنی زوجہ کی حقیقی ماں ہو باقی رشتہ داروں کی بیبیوں سے اُن کی موت یا طلاق وانقضائے عدت کے بعد نکاح جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

**مسئلہ ۸۷ ارتداد روافض۔** کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اہل سُنت و

کو رافضیوں سے ملنا جلنا کھانا پینا اور رافضیوں سے سودا سلف خریدنا جائز ہے یا نہیں اور جو شخص سنی ہو کر ایسا کرتا ہے اُس کی نسبت شرعاً کیا حکم آیا ہے وہ شخص دائرہ اہل سنت و الجماعت سے خارج ہے یا نہیں اور شخص مذکورہ بالا سے تمام مسلمانوں کو اپنے دینی و دنیوی تعلقات منقطع کرنا چاہیئے یا نہیں ؟ بینوا توجروا۔

## الجواب

روافض زمانہ علی العموم مرتدین کما بیناہ فی رد الرفضۃ ان سے کوئی معاملہ اہل اسلام کا سا کرنا حلال نہیں اُن سے میل جول نشست برخاست سلام کلام سب حرام ہے۔ قال اللہ تعالیٰ۔

واما ینسینک الشیطٰن فلا تقعد بعد الذکریٰ مع القوم الظٰلمین ہ

حدیث میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

| | |
|---|---|
| سیاتی قوم لهم نبز یقال لهم | عنقریب کچھ لوگ آنے والے ہیں اُن کا ایک |
| الرافضه یطعنون السّلف ولا | بدلقب ہوگا انہیں رافضی کہا جائے گا سلف |
| یشهدون جمعة ولا جماعة | صالح پر طعن کریں گے اور جمعہ و جماعت میں |
| فلا تجالسوهم ولا تؤاکلوهم | حاضر نہ ہوں گے اُن کے پاس نہ بیٹھنا اُن کے |
| ولا تشاربوهم ولا تناکحوهم | ساتھ نہ کھانا۔ نہ اُن کے ساتھ پانی پینا نہ |
| واذا مرضوا فلا تعودوهم | ان کے ساتھ شادی بیاہ کرنا بیمار پڑیں تو |
| واذا ماتوا فلا تشهدوهم | انہیں پوچھنے نہ جانا مر جائیں تو اُن کے |
| ولا تصلوا علیهم ولا تصلوا | جنازے پر نہ جانا نہ اُن پر نماز پڑھنا نہ |
| معهم۔ | ان کے ساتھ نماز پڑھنا |

جو سنی ہو کر ان کے ساتھ میل جول رکھے اگر خود رافضی نہیں تو کم از کم اشد فاسق ہے۔ مسلمانوں کو اس سے بھی میل جول ترک کرنے کا حکم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## مسئلہ ۸۸ میت کے لیے صدقہ

تبارک صرف رجب شریف میں ہو سکتی ہے یا جب چاہیں کر لیں اور اگر میت پر اتنی قضا نمازیں یا روزے ہوں کہ اُس کے غریب ورثا ہر نماز کے بدلے ۵، ۱½ روپیہ بھر گیہوں نہ دے

سکیں تو اسقاط کا کیا طریقہ ہے۔ بینوا توجروا۔

## الجواب

تبارک ہر مہینہ میں ہوسکتی ہے یہ تعینات بغرض تحفظ و یادو ہانی ہوتے ہیں ، اور میت کے ورثا جس قدر پر قادر ہوں مسکین کو بہ نیت کفارہ دے کر قابض کر دیں وہ بعد قبضہ اپنی طرف سے وارث کو ہبہ کر دے وارث بعد قبضہ پھر بہ نیت کفارہ مسکین کر دے اسی طرح دور کریں یہاں تک کہ مقدار مطلوب ادا ہو جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## ۸۹ مسئلہ۔ افیون کی تجارت

علمائے اسلام و مفتیان عظام اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ افیون کی تجارت اور اس کی دُکان کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

## الجواب

افیون کی تجارت دوا کے لیے جائز اور افیونی کے ہاتھ بیچنا ناجائز ہے۔ لان المعصیة تقوم بعینہ وکل ما کان کذلک کرہ بیعہ کما فی تنویر الابصار۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## ۹۰ مسئلہ۔ عورت کو پیر سے پردہ کرنا چاہیئے

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ (۱) پیر سے پردہ ہے یا نہیں (۲) ایک بزرگ عورتوں سے بغیر حجاب کے حلقہ کراتے ہیں اور حلقہ کے بیچ میں بزرگ صاحب بیٹھتے ہیں توجہ ایسی دیتے ہیں عورتیں بیہوش ہو جاتی ہیں اُچھلتی کر دتی ہیں اور ان کی آواز مکان سے باہر دور سُنائی دیتی ہے ایسی بیعت ہونا کیسا ہے؟ بینوا توجروا۔

## الجواب

پیر سے پردہ واجب ہے جبکہ محرم نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم (۲) یہ صورت محض خلاف شرع و خلاف حیا ہے ایسے پیر سے بیعت نہ چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## ۹۱ مسئلہ۔ بیمہ کے متعلق شرعی حکم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ زندگی کا بیمہ کرانا شرعاً جائز ہے یا حرام صورت اُس کی یہ ہے جو شخص زندگی کا بیمہ کرانا چاہتا ہے اُس سے قرار پاجاتا ہے کہ دس سال یا ۲۰ سال

یا ۵۰ سال کی عمر تک مبلغ دو ہزار روپیہ چار یا چھ روپیہ ماہوار کے حساب سے تنخواہ میں سے وضع ہوتے رہیں گے اگر وہ شخص ۵۵ سال تک زندہ رہا تو خود اُس کو اور اگر میعاد مقرر کے اندر مرگیا تو اُس کے ورثا کو دو ہزار روپیہ یکمشت ملے گا خواہ وہ بیمہ کرانے کے بعد اور اُس کی منظوری آنے کے بعد فوراً ہی مرجائے اور اگر میعاد مقرر تک زندہ رہا تو بھی وہی دو ہزار ملے گا بیمہ گورنمنٹ کی جانب سے ہو رہا ہے کسی کمپنی وغیرہ کو اُس سے تعلق نہیں۔ بینوا توجروا۔

## الجواب

جبکہ یہ بیمہ صرف گورنمنٹ کرتی ہے اور اس میں اپنے نقصان کی کوئی صورت نہیں تو جائز ہے کوئی حرج نہیں مگر شرط یہ ہے کہ اُس کے سبب اُس کے ذمہ کسی خلاف شرع اشیاء کی پابندی نہ عائد ہوتی ہو جیسے روزوں یا حج کی ممانعت۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## مسئلہ ۹۲ تعلق نسب

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس بارہ میں کہ زید کا دادا پٹھان تھا دادی اور والدہ سیدانی اس صورت میں زید سید ہے یا پٹھان۔ بینوا توجروا۔

## الجواب

شرع مطہر میں نسب باپ سے لیا جاتا ہے جس کے باپ دادا پٹھان یا مغل یا شیخ ہوں وہ انہیں قوموں سے ہوگا اگرچہ اس کی ماں اور دادی اور پردادی سب سیدانیاں ہوں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحیح حدیث میں فرمایا:

| | |
|---|---|
| من ادعی الی غیر ابیہ فعلیہ | جو اپنے باپ کے سوا دوسرے کی طرف اپنے |
| لعنۃ اللہ والملئکۃ والناس | آپ کو نسبت کرے اُس پر خدا اور سب |
| اجمعین لا یقبل اللہ منہ | فرشتوں اور آدمیوں کی لعنت ہے اللہ |
| یوم القیمۃ صرفا ولا عدلا | تعالیٰ قیامت کے دن اُس کا نہ فرض قبول |
| ھذا مختصرا۔ | کرے نہ نفل۔ |

بخاری و مسلم و ابوداؤد و ترمذی و نسائی وغیرہم نے یہ حدیث مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے روایت کی ہاں اللہ تعالیٰ نے یہ فضیلت خاص امام حسن و امام حسین اور ان کے حقیقی بھائی بہنوں کو عطا

فرمائی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بیٹے ٹھہرے پھر جو اُن کی خاص اولاد ہے ان میں بھی وہی قاعدہ عام جاری ہوا کہ اپنے باپ کی طرف منسوب ہوں اس لیے سبطین کریمین کی اولاد سید ہیں نہ بنات فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولاد کہ وہ اپنے والدوں ہی کی طرف نسبت کی جائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## مسئلہ ۹۳۔ آخری چہار شنبہ کی حقیقت

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس امر میں کہ صفر کے اخیر چہار شنبہ کے متعلق عوام میں مشہور ہے کہ اُس روز حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مرض سے صحت پائی تھی بنا بر اس کے اُس روز کھانا و شیرینی وغیرہ تقسیم کرتے ہیں اور جنگل کی سیر کو جاتے ہیں علیٰ ہذا القیاس مختلف جگہوں میں مختلف معمولات ہیں کہیں اُس روز کو نحس و مبارک جان کر گھر کے پرانے برتن گلی توڑ ڈالتے ہیں اور تعویذ و چھلہ چاندی کے اُس روز کی صحت بخشی جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں مریضوں کو استعمال کراتے ہیں یہ جملہ امور بربنائے صحت پانے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عمل میں لائے جاتے ہیں لہٰذا اصل اس کی شرع میں ثابت ہے کہ نہیں اور فاعل عامل اس کا بربنائے ثبوت یا عدم مرتکب معصیت ہوگا یا قابل ملامت و تادیب۔ بینوا توجروا۔

## الجواب

آخری چہار شنبہ کی کوئی اصل نہیں نہ اُس دن صحت یابی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کوئی ثبوت بلکہ مرض اقدس جس میں وفات مبارک ہوئی اُس کی ابتدا اسی دن سے بتائی جاتی ہے اور ایک حدیث مرفوع میں آیا ہے "اخر اربعاء من الشھر یوم نحس مستمر" اور مروی ہوا ابتدائی ابتلائے سیدنا ایوب علیٰ نبینا وعلیہ الصلاۃ والتسلیم اسی دن تھی اور اسے نحس سمجھ کر مٹی کے برتن توڑ دینا گناہ و اضاعت مال ہے بہر حال یہ سب باتیں بے اصل و بے معنی ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## مسئلہ ۹۴۔ مسجد میں تعظیم پیر و استاد کا جواز

نماز کے وقت مسجد میں تمام نمازی کسی شخص کے آنے پر تعظیماً کھڑے ہونا اور حد مثل سجدے کے قدموں پر سر رکھ کر بوسہ دینا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

## الجواب

عالم دین اور سلطان الاسلام اور علم دین میں اپنا استاذ ان کی تعظیم مسجد میں بھی کی جائے گی اور مجالس خیر میں بھی اور تلاوت قرآن عظیم میں بھی عالم دین کے قدموں پر بوسہ دینا سُنّت ہے اور قدموں پر سر رکھنا جہالت۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## مسئلہ ۹۵۔ عورت اور احکام کی اجازت

کیا فرماتے ہیں مفتیان دین اس مسئلہ میں کہ اگر زوجہ کے نان ونفقہ وغیرہ کے اخراجات کا بار زوج کا والدیا کوئی عزیز دار اُٹھاتا ہو اور وہ عورت کو والدین کے یہاں جانے کی اجازت دے تو خاوند زوجہ کو جانے سے روک سکتا ہے اور عورت بلا اجازت خاوند کے جانے سے گنہگار ہوگی یا زوج کو روکنا جائز نہیں ہے اور زوجہ جانے سے گنہگار نہ ہوگی۔ بینوا توجروا۔

## الجواب

اگر مہر معجل نہ تھا یا جس قدر معجل تھا ادا ہو گیا تو چند مواضع حاجت شرعیہ جن کا استثنا فرما دیا گیا مثلاً والدین کے یہاں آٹھویں دن دیگر محارم کے یہاں سال پیچھے دن کے دن کو جانا اور شب شوہر ہی کے یہاں کرنا وغیر ذالک ان کے سوا کسی جگہ عورت کو بے اذن شوہر جانے کی اجازت نہیں اگر جائے گی گنہگار ہوگی شوہر روکنے کا اختیار رکھتا ہے اگرچہ نفقہ کا بار دوسرا شخص اُٹھاتا اور وہ دوسرا عورت کو جانے کی اجازت دیتا ہو اُس کی اجازت مہمل ہوگی اور شوہر کی ممانعت واجب العمل، علماء تصریح فرماتے ہیں کہ بعد ادائے مہر معجل عورت مطلقاً پابند شوہر ہے اس میں کوئی قید وتخصیص ادائے نفقہ وتکفل حوائج کی نہیں فرماتے در مختار میں ہے:

لها الخروج من بیت زوجها للحاجة ولها زیارة اهلها بلا اذنه ما لم تقبض المعجل فلا تخرج الا لحق لها او علیها او زیارة ابویها کل جمعة مرة او المحارم کل سنة ولکونها قابلة او غاسلة لافیما عدا ذلک۔

ترجمہ: گھر سے نکلنا اس کے واسطے کسی ضرورت کے لیے وہ ضرورت اپنے اہل سے ملاقات ہے بغیر اجازت خاوند کے جب تک مہر معجل وصول نہ کرے مگر حق بات اس کے لیے یہ ہے یا اس پر یہ ہے ماں باپ کی ملاقات ہر جمعہ کو ایک مرتبہ کرے اور قریبی رشتہ داروں سے سال میں ایک مرتبہ کرے اس لیے کہ یہ قابل قبول ہے اضطراری ہے نہ اس کے سوا۔

ردالمحتار میں ہے:

قوله فلا تخرج جواب شرط مقدر ای فان قبضة فلا تخرج الخ۔

پس گھر سے نہ نکلے یہ جواب شرط کا مقدر رہے یعنی اگر مہر وصول کر لیا ہے تو بغیر اجازت والد کا متکفل نفقۂ پسر و زن پسر ہونا تو ہمارے بلاد میں معمول ہے اور دیگر بعض اعزا بھی تبرعا تکفل کریں تو یہ ضرور نہیں کہ شوہر نفقہ دینے سے منکر ہو علمائے کرام تو اس صورت میں کہ شوہر نے ظلما اتفاق سے دست کشی کی یہاں تک کہ عورت محتاج نالش ہوئی تا آنکہ شوہر کو نفقہ دینے پر مجبور کرنے کے لیے حبس کی درخواست دی اور حاکم نے شوہر کا تعنت دیکھ کر اُسے قید کر دیا اس صورت میں تصریح فرماتے ہیں کہ عورت شوہر ہی کے گھر رہے بلکہ عورت پر واقعی اندیشہ فساد ہو تو شوہر قید خانہ میں اپنے پاس رکھنے کی درخواست کر سکتا ہے اور مجلس میں مکان تنہائی ہو تو حاکم عورت کو حکم دے گا کہ وہیں اُس کے پاس رہے ہندیہ میں ہے:

لو فرض الحاکم النفقة علی الزوج فامنع من دفعها وهو موسر وطلبت المراة حبسه له ان یحبسه کذا فی البدائع واذ احبسه لا تسقط عنه النفقة وتومر بالاستدانة حتی ترجع علی الزوج فان قال للقاضی احبسها فان لی فی المجلس خالیا فالقاضی لا یحبسها معه ولکنها تصبر فی منزل الزوج و یحبس الزوج لها کذا فی المحیط۔

ترجمہ: اگر حاکم نے خرچ خاوند دینے کا حکم دیدیا ہے اور خاوند خرچ دینے سے منکر ہے حالانکہ وہ آسان ہے تو عورت خاوند کو قید کرنے کا مطالبہ کرے اس لیے کہ اس نے اس کو قید کیا ہوا ہے اسی طرح بدایع میں ہے جب خاوند قید ہوگا تب بھی نفقہ اس سے ساقط نہیں ہوگا عورت کو حکم دیا جائے گا کہ اپنے خاوند کی واپسی تک کے وعدہ پر قرض لے اگر وہ عورت قاضی سے کہے کہ میرے پاس جگہ ہے اس میں اس کو قید کردو تو قاضی اس کے پاس خاوند کو قید نہیں کرے گا لیکن وہ عورت خاوند کے گھر رہے اس لیے کہ خاوند اس کی وجہ سے قید ہوا ہے اسی طرح محیط میں ہے۔

مختار میں ہے:

وفی البحر عن مال الفتاوی ولو خیف علیها الفساد تحبس معه عند المتاخرین

توجب صریح ظلما نفقہ نہ دینے پر بھی عورت پابند شوہر ہی رہی تو صورت سوال میں کیونکر خود مختار ہو سکتی ہے نفقہ کہ دینا رافع پابندی ہو تو نفقہ نہ دینا مسقط نفقہ ہو جائے اور عورت کو ہرگز دعوی نفقہ کا اختیار نہ رہے کہ نفقہ جزائے پابندی ہے جب پابندی نہیں نفقہ کہ ...

درمختار میں ہے:

النفقۃ جزاء الاحتباس وکل محبوس لنفعۃ غیرہ یلزمہ نفقۃ کمفت وقاض و وصی . زیلعی الخ اقول وایاک ان تتوھم ان النفقۃ اذا کانت جزاء الحبس فاذا عدمت عدم وذلک لان وجوبہا متفرع عنہ فوجوب الاحتباس علیہا متقدم علی وجوب النفقۃ علیہ لا ان الاحتباس متفرع علی الانفاق فان عدم عدم وبالجملۃ ان کان اللازم فوجوب الانفاق لا وقوعہ فبرفع الوقوع لا یرتفع الملزوم ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## ۹۶ مسئلہ ۔ احکام قرضہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کاشتکاروں پر بابت بقایا لگان یا کسی قرضدار پر بابت قرض نالش کرنے پر جو خرچ کچہری بابت محنتانہ وغیرہ علاوہ اصل رقم کے دلادے وہ لینا سوائے سود کے کیسا ہے؟

(ب) زید سے خالد پندرہ ہزار روپیہ تجارت کے لیے مانگتا ہے کہ میں سو روپیہ ماہوار نفع دوں گا خواہ نفع ہو یا نہ ہو۔ زید کو یہ نفع لینا کیسا ہے سود تو نہ ہوگا اس طرح نفع لینے کے جواز کی کوئی صورت شرعاً ہو سکتی ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

## الجواب

(الف) خرچہ جو مدعی کو دلایا جاتا ہے اُسے لینا حرام ہے۔ والمسئلۃ فی العقود الدریۃ۔ ہاں قرض دار کاشت کار یا کفار ہوں تو لے سکتا ہے لعدم العصمۃ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(ب) یہ صورت حرام قطعی اور خالص سود ہے نفع لینا چاہے تو مضاربت کرے کہ اتنے روپے تمہیں دیے ان سے تجارت کرو جو نفع ہو وہ نصف یا ثلث یا ربع یا اس قدر جو حصہ نامعین قرار پایا مجھے دیا کرو جو اسے نفع ہوگا اتنا حصہ اُسے دینا ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## ۹۷ مسئلہ ۔ شرعی باپ کے ترکے سے محرومی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کی منکوحہ عورت خالد کے ساتھ بھاگ گئی اور آٹھ دس برس کے بعد چند لڑکے اور لڑکیاں لے کر آئی زید کا انتقال ہو گیا وہ اولاد

زید کی اولاد شرعاً متصور ہو کر زید کا ترکہ پائے گی یا بوجہ اولاد الزنا ہونے کے ترکہ سے محروم رہیں گے، بینوا توجروا۔

# الجواب

بچہ اپنی ماں کا یقینی جزء ہے جس میں شک واحتمال کو اصلاً گنجائش نہیں یہ نہیں کہہ سکتے کہ جو بچہ اس عورت کے پیٹ سے پیدا ہوا شاید کسی دوسرے کا ہو اور باپ کی جزئیت جب تک خارج سے کوئی دلیل قاطع مثل اخبار خدا ورسول جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قائم ہو نظر بحقیقت ظنی ہے۔ اگرچہ بحسب حکم شرعی وعرفی کا لقطعی ہے جس میں تشکیک مخذول ونامقبول۔ الولد للفراش والناس امناء علی انسابھم ۔ ولہٰذا نسب پر شہادت بتسامع وشہرت روا ہے پھر بھی اسی فرق حقیقی کا ثمرہ ہے کہ روز قیامت شان ستاری جلوہ فرمائے گی اور لوگ اپنی ماؤں کی طرف نسبت کرکے پکارے جائیں گے یہی فرق ہے کہ قرآن عظیم نے امہات کے حق میں تو اخباراً فرمایا ان امھتھم الا الّٰئی ولدتھم "ان کی مائیں تو وہی ہیں جن سے وہ پیدا ہیں" اور حق آباء میں صرف انشاء فرمایا: ادعوھم لاٰبائھم ھو اقسط عند اللہ "انھیں ان کے باپ کی طرف نسبت کرکے پکارو یہ زیادہ انصاف کی بات ہے اللہ کے یہاں" نیز اس فرق کے ثمرات سے ہے کہ جانوروں میں نسب ماں سے ہے زید کا گھوڑا اور عمرو کی گھوڑی ہو تو بچہ عمرو کی ملک ہوگا نہ زید کی وان کان ھنا وجہ اخوانہ ینفصل منہا حیوانا ومنہ ماء مھینا۔ مگر کرامت انسان کے لیے رب عزوجل نے نسب باپ سے رکھا ہے کہ بچہ محتاج پرورش ہے، محتاج تربیت ہے، محتاج تعلیم ہے اور ان باتوں پر مردوں کو قدرت ہے نہ عورتوں کو جن کی عقل بھی ناقص دین بھی ناقص اور خود دوسرے کی دست نگر و لہٰذا بچہ پر رحمت کے لیے اثبات نسب میں ادنیٰ بعید سے بعید ضعیف سے ضعیف احتمال پر نظر رکھی کہ آخر امر فی نفسہ عند الناس محتمل ہے قطع کی طرف انھیں راہ نہیں نہایت درجہ وہ اس پر یقین کر سکتے ہیں کہ فلاں نے عورت سے جماع کیا اس قدر اور بھی سہی کہ اُس کا نطفہ اس کے رحم میں گرا پھر اس سے بچہ اس کا ہونے پر کیونکہ یقین ہوا ہزار بار جماع ہوتا ہے نطفہ رحم میں گرتا ہے اور بچہ نہیں بنتا تو عورت جس کے پاس اور جس کے زیر تصرف ہے اس میں بھی احتمال ہی ہے اور شوہر کہ دور ہے جو احتمال اس کی طرف سے

بھی قائم ہے ممکن ہے کہ وہ طی ارض پر قدرت رکھتا ہو کہ ایک قدم میں دس ہزار کوس جائے اور چلا آئے۔ ممکن کہ جن اُس کے تابع ہوں۔ ممکن کہ صاحب کرامت ہو۔ ممکن کہ کوئی عمل ایسا جانتا ہو۔ ممکن کہ روح انسانی کی طاقتوں سے کوئی باب اُس پر کھل گیا ہو۔ ہاں اتنا ضرور ہے کہ یہ احتمالات عادۃً بعید ہیں مگر وہ پہلا احتمال شرعاً و اخلاقاً بعید ہے زنا کے پانی کے لیے شرع میں کوئی عزت نہیں تو بچے اولادِ زانی نہیں ٹھہر سکتے اولاد اُس کی قرار پائی ایک عمدہ نعمت ہے جسے قرآن عظیم نے بلفظ ہبہ تعبیر کیا کہ یھب لمن یشاء ذکوراً اور زانی اپنی زنا کے باعث مستحق غضب و سزا ہے نہ کہ مستحق ہبہ و عطا ولہٰذا ارشاد ہوا وللعاھر الحجر زانی کے لیے پتھر تو اگر اُس احتمال بعید از روئے عادت کو اختیار نہ کریں بے گناہ بچے ضائع ہو جائیں گے کہ اُن کا کوئی باپ مربّی معلم پرورش کنندہ نہ ہو گا لہٰذا ضرور ہوا کہ دو احتمالی باتوں میں کہ ایک کا احتمال عادۃً قریب اور شرعاً و اخلاقاً بہت بعید سے بعید اور دوسری کا احتمال عادۃً بعید اور شرعاً و اخلاقاً بہت قریب سے قریب اسی احتمال ثانی کو ترجیح بخشیں اور بعد عادی کے لحاظ سے بعد شرعی و اخلاقی کو کہ اس سے بدرجہا بدتر ہے اختیار نہ کریں اس میں کونسا خلاف عقل و درایت ہے بلکہ اس کا عکس ہی خلاف عقل و شرع و اخلاق و رحمت ہے لہٰذا عام حکم ارشاد ہوا کہ الولد للفراش وللعاھر الحجر لہٰذا اگر زید اقصی مشرق میں ہے اور ہندہ منتہائے مغرب میں اور بذریعہ وکالت اُن میں نکاح منعقد ہوا اُن میں بارہ ہزار میل سے زیادہ فاصلہ اور صدہا دریا پہاڑ سمندر حائل ہیں اور اسی حالت میں وقت شادی سے چھ مہینے بعد ہندہ کے بچہ ہوا بچہ زید ہی کا ٹھہرے گا اور مجہول النسب یا ولد الزنا نہیں ہو سکتا در مختار میں ہے :

قد اکتفوا بقیام الفراش بلا دخول کتزوج المغربی بشرقیۃ بینھما سنۃ فولدت لستۃ اشھر مذ تزوجھا لتصورہ کرامۃ واستخدامًا فتح۔

ردالمحتار میں ہے :

قولہ بلا دخول المراد نفیہ ظاھرًا والا فلابد من تصورہ وامکانہ۔

فتح القدیر میں ہے :

والتصور ثابت فی المغربیۃ لثبوت کرامات الاولیاء والاستخدامات فیکون صاحب خطوۃ او جنی

صحیحین میں ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے:

کان عتبۃ بن ابی وقاص (ای الکافر المیت علی کفرہ) عہد الی اخیہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان ابن ولیدۃ زمعۃ منی فاقبضہ الیک (ای کان زنی بہا فی الجاھلیۃ فولدت فادعی اخاہ بالولد) فلما کان عام الفتح اخذہ سعد فقال انہ ابن اخی وقال عبد ابن زمعۃ اخی ابن ولیدۃ ابی ولد علی فراشہ فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ھو لک یا عبد بن زمعۃ الولد للفراش وللعاھر الحجر وفی روایۃ ھو اخوک یا عبد بن زمعۃ من اجل انہ ولد علی فراش ابیہ اھ مختصرا مزیدا ما بین الھلالین۔

ترجمہ: عتبہ ابن ابی وقاص کافر حالت کفر میں انتقال کر گیا اس نے اپنے بھائی سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے وعدہ لیا کہ زمعہ کا بیٹا میرے نطفہ سے پیدا ہوا ہے اس کو زمعہ سے لے لینا (اس نے زمانہ جاہلیت میں زنا کیا تو زمعہ نے لڑکا پید کیا۔ عتبہ نے اپنے بھائی کو بچہ حاصل کرنے کی وصیت کی) پس جب کہ فتح ہوا تو حضرت سعد نے اس بچہ کو پکڑ لیا اور کہا یہ میرے بھائی کا بیٹا ہے اور عبد ابن زمعہ نے کہا یہ بچہ میرا بھائی ہے میرے باپ کے بستر پر پیدا ہوا ہے دونوں کے بیان سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ بچہ اے عبد بن زمعہ تیرا بھائی ہے۔ بچہ صاحب فراش یعنی خاوند کا ہے اور زانی کے لیے پتھر ہے اور ایک روایت میں ہے وہ تیرا بھائی ہے اے عبد بن زمعہ اس لیے کہ وہ تیرے باپ کے بستر پر پیدا ہوا۔

بالجملہ ان میں جو بچے زید کی زندگی میں پیدا ہوئے یا زید کی موت کے بعد عدت کے اندر یا چار مہینے دس دن پر عورت نے عدت گزر جانے کا اقرار نہ کیا ہو تو موت زید سے دو برس کے اندر یا اقرار انقضائے عدت کر چکی ہو تو اس دن سے چھ مہینے کے اندر پیدا ہوئے ہوں وہ سب شرعاً اولاد زید قرار پائیں گے اور زید کا ترکہ ان کو ملے گا ہاں جو موت زید سے دو برس کے بعد یا بہ صورت اقرار زن بانقضائے عدت اس دن سے چھ مہینے کے بعد پیدا ہوئے وہ نہ اولاد زید ہیں نہ اس کا ترکہ پائیں در مختار میں ہے:

یثبت نسب ولد معتدۃ الموت لاقل منہما (ای من سنتین ش) من وقت الموت اذا کانت کبیرۃ ولو غیر مدخول بہا وان لاکثر منہما من وقتہ لا یثبت بدائع وکذا المقرۃ بمضیہا لو لاقل من اقل مدتہ من وقت الاقرار لتیقن بکذبہا والا لا لاحتمال حدوثہ

بعد الاقرار امد ملخصا واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہٗ اتم و احکم۔

## مسئلہ ۹۸۔ دعوتِ ولیمہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین ان مسائل میں آیا رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں عقیقہ وختنہ میں لوگوں کو بغرض ادائے اُن سنن کے بلاتے تھے یا نہیں اگر نہیں بلاتے تھے تو یہ بدعت سیئہ ہے یا نہیں؛ وقت رخصتی جیسا کہ ہندوستان میں رسم بھات کی ہے آیا اُن کی کچھ اصلیت ثابت ہے اور بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی رخصتی کے وقت بھی کچھ کھانا تقسیم کیا گیا تھا یا نہیں اور نیوتے کی رسم شرعاً جائز ہے یا نہیں؛ آیا یہ بات کہ شارع علیہ السلام نے دعوت ولیمہ کی بابت فرمایا اور خود بھی حضور نے متعدد بار اس پر عمل کیا اور کبھی صاحبزادیوں کی رخصتی میں کھانے کی بابت نہ فرمایا اور نہ کیا اس کے بدعت سیئہ ہونے کے لیے کافی نہیں؟

**الجواب:** عقیقہ شکر نعمت ہے اور نعمت کے لیے اعلان کا حکم قال اللہ تعالیٰ واما بنعمۃ ربک فحدث۔ اور دعوت موجب اعلان۔ اور بدعت سیئہ وہ ہے کہ رد سنت کرے نہ وہ کہ تائید کما نص علیہ الائمہ قدیما وحدیثا منہم حجۃ الاسلام فی احیاء والعلامۃ سعد فی شرح المقاصد والسید عارف باللہ عبد الغنی فی الحدیقۃ الندیۃ لا جرم۔

ردالمحتار میں فرمایا:

بعق عقیقہ مزق لحما نیا اوطبخہ مع اتخاذ دعوۃ اولا۔

یونہی ختنہ کا اعلان سنت ہے:

کما ان السنۃ فی الخفاض الخلفاء۔

علمانے دعوتیں گیارہ گنائیں اُن میں دعوت ختنہ و دعوت عقیقہ بھی ہے بعض نے آٹھ گنیں اُن میں یہ دونوں داخل شرح شرعۃ الاسلام میں ہے:

قیل الضیافۃ ثمانیۃ الولیمۃ للعرس والاعذار للختان والعقیقۃ لسابع الولادۃ الخ

علمانے مطلقاً اجابت دعوت کو سنت فرمایا ولیمہ ہو یا اور بنایہ پھر طحطاوی پھر ردالمحتار میں ہے

اجابة الدعوة سنة ولیمة اوغیرها۔

نکاح کے بھی اعلان کا حکم ہے۔ قال صلی اللہ علیہ وسلم اعلنوا النکاح۔ رواہ احمد وابن حبان والطبرانی والحاکم وابونعیم عن عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سند احمد صحیح وزاد الترمذی والبیہقی عن ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا واجعلوہ[1] فی المساجد واضربوا علیہ بالدفوف۔

اور وہ لڑکے والوں ہی کے ساتھ خاص نہیں دونوں طرف اعلان چاہیے۔ ابن ماجہ عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما:

قال نکحت عائشۃ ذات قرابۃ لہامن الانصار فجاء رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال اھدیتم الفتاۃ قال نعم قال ارسلتم معہا من تغنی الحدیث

اور طعام موجب جمع ہے اور جمع موجب اعلان معہٰذا الطعام حاضرین سنن اہل کرم ومروت سے ہے خصوصاً جبکہ طول اقامت ہو اتباع فعل میں ہے علی تفضیل فیہ نہ عدم فعل میں۔ فانہ غیر مامور بل ولا مقصد وکما فی الغمز العیون۔

خصوصاً امور عادیہ میں اور حکم ہے خالقوا الناس باخلاقھم علما فرماتے ہیں الخروج عن العادۃ شہرۃ ومکروہ رب عزوجل فرماتا ہے ما اٰتکم الرسول فخذوہ وما نھٰکم عنہ فانتھوا۔ جو نہ اٰتی ہے نہ نہٰی وہ نہ خذوا میں داخل نہ انتھوا میں یعنی نہ واجب نہ منع بلکہ مباح ہے یہ تمام مباحث ہمارے رسائل رد وہابیت میں طے ہو چکے۔ ہاں نیت مذموم یا باعث مذموم یا طور مذموم پر ولیمہ بھی ہو تو وہ بھی مذموم ہو جائے گا۔ قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شر الطعام طعام الولیمۃ معنٰذ فرمایا ومن لم یجب الدعوۃ فقد عصی اللہ ورسولہ رواہ مسلم عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ نیوتے کی رسم ایک محمود قصد یعنی معاونت اخوان سے رکھی گئی کہ وقت حاجت ایک کا کام سو کی اعانت سے نکل جائے نہ اُس پر سارا بار ہو نہ سوال وغیرہ حرج وعار ہو۔ پھر معاونوں میں جسے یہ معاملہ پیش آئے وہ معاون اور باقی اخوان اس کی اعانت کریں وکذا اس میں جبکہ عرفاً معاوضہ مقصود ہو قرض ہے اور اُس کی ادا واجب۔ فان المعروف کالمشروط۔

---

[1] نکاح کا اعلان کرو اسے مسجد میں نکاح کرتے اور دف بجا کر اعلان کرتے۔

فتاوے خیریہ میں ہے:

سئل فیما اعتادہ الناس فی الاعراس والافراح والرجوع من الحج من اعطاء الثیاب والدراھم وینتظرون بہ لہ عندھما یقع لھم مثل ذٰلک ما حکمہ اجاب ان کان العرف شائعا فیما بینھم انھم یعطون ذٰلک لیاخذ بدلہ کان حکمہ کحکم القرض الخ

ترجمہ: سوال کیا گیا اس سے کہ امید رکھتے ہیں لوگ شادی خوشی اور حج سے واپسی کے وقت تحفہ کپڑے پیسے کے ملنے کا انتظار کرتے ہیں ان سے ان دونوں کے نزدیک واقع ان کے لیے مثل اس کے جواب دیا اگر یہ دینے دلانے کا طریقہ ان میں رائج ہے کہ وہ آپس میں دیتے دلاتے ہیں تو اس کا حکم قرض کے حکم کی طرح ہے

اسی میں ہے:

ان کان العرف قاضیا بانھم یدفعونہ علی وجہ الھبۃ ولا ینظرون فی ذٰلک الی اعطاء البدل فحکمہ حکم الھبۃ الخ۔ واللّٰہ تعالٰی اعلم۔

## ۹۹ مسئلہ۔ بتوں کے لیے تسبیح سے غفلت کا نتیجہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کتاب ارشاد رحمانی تصنیف مولوی محمد علی سابق ناظم ندوہ حق کی بابت ان کے پیر بھائی نے مجھ سے کہا کہ وہ اب سابق افعال و کوشش متعلق ندوہ سے تائب ہوگئے ہیں واللّٰہ تعالٰی اعلم متعلق حالات مولٰنا فضل الرحمن صاحب رحمۃ اللّٰہ علیہ میں لکھا ہے کہ بخاری شریف کے سبق حضرت سلیمان علیٰ نبینا و علیہ السلام کے ذکر پر احمد میاں نے کہا کرشن کے سولہ ہزار گوپیاں تھیں اس پر مولٰنا مرحوم نے فرمایا کہ یہ لوگ مسلمان تھے اور مصنف نے اس کے بعد لکھا ہے کہ مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللّٰہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے کہ کسی مُردے کے کفر پر تاوقتیکہ ثبوت شرعی نہ ہو حکم نہ لگانا چاہیے اور اللّٰہ تعالٰے نے فرمایا ہے کہ لکل قوم ھاد اس تقدیر پر ہو سکتا ہے کہ رام چندر اور کرشن ولی یا نبی ہوں لہٰذا فتاوے مکلف خدمت فیض رجعت ہے کہ کیا حضرت مرزا مظہر جان جاناں صاحب رحمۃ اللّٰہ علیہ نے کسی مکتوب وغیرہ میں یہ لکھا ہے اور حضور نے ملاحظہ فرمایا ہے قول مذکور متعلق رامچندر و کرشن مرزا صاحب علیہ الرحمہ نے کسی شخص کے خواب کی تعبیر پر فرمایا ہے یہ بھی اسی کتاب میں مرقوم ہے۔

(۲) جو پتا یا درخت بوجہ غفلت تسبیح گرجاتا ہے یا جانور ذبح کر دیا جاتا ہے تو پھر بعد سزائے غفلت ان کا تسبیح میں مشغول ہونا ثابت ہے یا نہیں؟

# الجواب

مولوی محمد علی صاحب نہ خیالات سابقہ سے تائب ہوئے نہ اس حکایت کی کچھ اصل جو مولٰنا فضل الرحمٰن صاحب کی طرف منسوب ہوئی نہ یہ بات جناب مرزا صاحب نے کسی خواب کی تعبیر میں کہی بلکہ کسی خط کے جواب میں ایک مکتوب لکھا ہے اس میں ہندوں کے دین کو محض بر بنائے ظن وتخمین دین سماوی گمان کرنے کی ضرور کوشش فرمائی ہے بلکہ معارف ومکاشفات وعلوم عقلی ونقلی میں اُن کا ید طولیٰ مانا ہے اور اُن کے اعتقاد تناسخ کو کفر سے جدا بلکہ اُن کی بت پرستی کو شرک سے منزہ اور صوفیہ کرام کے تصور برزخ کے مثل مانا ہے اور بحکم لکل امۃ رسول ہندوستان میں بھی بعثت انبیاء ہونا اور ان کے بزرگوں کا مرتبہ کمال وتکمیل رکھنا لکھا ہے مگر رام یا کرشن کسی کا نام نہیں، با اینہمہ فرمایا ہے:

درشان آنہا سکوت اولی ست نہ مارا جزم بکفر وہلاک اتباع آنہا لازم ست ونہ یقین بنجات آنہا بر ما واجب وماوہ حسن ظن متحقق ست۔

یہ اس تمام مکتوب کا خلاصہ ہے ان حضرات کا حال قبل اظہار خود آشکار اگر یہ مکتوب مرزا صاحب کا ہے اور اگر انکا بے دلیل فرمانا سند میں پیش کیا جاسکتا ہے تو اُن سے بدرجہا اقدم واعلم حضرت زبدۃ العارفین سیدنا میر عبد الواحد بلگرامی قدس سرہ السامی سبع سنابل شریف میں کہ بارگاہ رسالت میں پیش اور سرکار کو مقبول ہو چکی منٹا میں فرماتے ہیں:

مخدوم شیخ ابو الفتح جون پوری را در ماہ ربیع الاوّل بجہت رسول علیہ الصلاۃ والسلام از وہ جا استدعا آید کہ بعد از نماز پیشین حاضر شوند ہر دہ استدعا قبول کردند حاضران پرسیدند اے مخدوم ہر دہ استدعا را قبول فرمودید و ہر جا بعد از نماز پیشین حاضر باید شد چگونہ میسر خواہد آمد فرمود کشن کہ کافر بود چند صد جا حاضر میشد اگر ابو الفتح دہ جا حاضر شود چہ عجب

تو یہ ہے کہ نبوت ورسالت میں اوہام وتخمین کو دخل نہیں اَللّٰہُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَہٗ اللہ ورسول نے جن کو تفصیلاً نبی بتایا ہم ان پر تفصیلاً ایمان لائے اور باقی تمام انبیاء اللہ

ہر اجالاً لکلّ امّۃ رسول اسے مستلزم نہیں کہ ہر رسول کو ہم جانیں یا نہ جانیں تو خواہی نخواہی اندھے کی لاٹھی سے ٹٹولیں کہ شاید یہ ہو شاید یہ ہو کاہے کے لیے ٹٹولنا اللہ کاہے کے لیے شاید آمنّا باللہ ورُسلہٖ۔ ہزاروں اقتروں کا ہمیں نام و مقام تک معلوم نہیں وقرونًا بین ذلک کثیرا۔ قرآن عظیم یا حدیث کریم میں رام و کرشن کا ذکر تک نہیں اُن کے نفس وجود پر سوا تواتر ہنود کے ہمارے پاس کوئی دلیل نہیں کہ یہ واقعی کچھ اشخاص تھے بھی یا محض اینابِ اغوال و رجال بوستانِ خیال کی طرح اوہام تراشیدہ ہیں تو اتر ہنود اگر حجت نہیں تو اُن کا وجود ہی ناثابت اور اگر حجت ہے تو اُسی تواتر سے اُن کا فسق و فجور و لہو ولعب ثابت پھر کیا معنے کہ وجود کے لیے تواتر ہنود مقبول اور احوال کے لیے مردود مانا جائے اور انہیں کامل و مکمل بلکہ ظلماً معاذ اللہ انبیا و رسل جانا جائے۔ واللہ الہادی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) رب عزوجل فرماتا ہے:

| | |
|---|---|
| تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ | اُس کی تسبیح کرتے ہیں آسمان اور زمین اور |
| وَمَنْ فِيْهِنَّ ؕ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ | جو کوئی اُن میں ہیں اور کوئی چیز ایسی نہیں جو |
| اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا | اُس کی حمد کے ساتھ اُس کی تسبیح نہ کرتی ہو |
| تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ ؕ | مگر تم ان کی تسبیح نہیں سمجھتے۔ |

یہ کلیہ عامہ جمیع اشیاء عالم کو شامل ہے ذی روح ہوں یا بے روح اجسام محضہ جن کے ساتھ کوئی روح نباتی بھی متعلق نہیں وائمہ التسبیح ہیں کہ اِنْ مِّنْ شَيْءٍ کے دائرے سے خارج نہیں مگر اُن کی تسبیح بے منصب ولایت نہ مسموع نہ مفہوم اور وہ اجسام جن سے روح انسی یا ملکی یا جنی یا حیوانی یا نباتی متعلق ہے اُن کی دو تسبیحیں ہیں ایک تسبیح جسم کہ اُس روح متعلق کے اختیار نہیں وہ اُسی اِنْ مِّنْ شَيْءٍ کے عموم میں اُس کی اپنی ذاتی تسبیح ہے دوسری تسبیح روح یہ ارادی اختیاری ہے اور برزخ میں ہر مسلمان کو مسموع و مفہوم اس تسبیح ارادی میں غفلت کی سزا حیوان و نبات کو قتل و قطع سے دی جاتی ہے اور اُس کے بعد یا جب جانور مر جائے یا نبات خشک ہو جائے منقطع ہو جاتی ہے ولہذا ائمۂ دین نے فرمایا ہے کہ تر گھاس مقابر سے نہ اکھیڑ نہ

فَاِنَّهٗ مَا دَامَ رَطْبًا يُسَبِّحُ لِلّٰهِ تَعَالٰى کہ وہ جب تک تر ہے اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہے تو میت کا دل بہلتا ہے

فیؤنس المیت۔

تو قتل و قطع و موت و یبس کے بعد بھی وہ تسبیح کہ نفس جسم کی تھی جب تک اُس کا ایک جزو لا یتجزیٰ بھی باقی رہے گا منقطع نہ ہو گی کہ ان من شئ الا یسبح بحمدہٖ اسے روح سے تعلق نہ تھا کہ تعلق روح نہ رہنے سے منقطع ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## الرمز المرصف علیٰ سؤال مولٰنا السید اصف ۱۳۳۹ھ

## مسئلہ ۱۰۱۔ کفار کے ساتھ موالات کی حرمت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۵ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم (یا حبیب اللہ مجنو روحی فداک)

قبلہ کونین وکعبہ دارین دامت برکاتہم بعد تسلیمات فدویانہ وتمنائے حصول سعادت آستانہ بوسی التماس اینکہ بفضلہ تعالیٰ کترین بخیریت ہے صحتوری ملازمان سامی کی مدام بارگاہ احدیت سے مطلوب استفسار اسلامی پیام میں عبدالماجد کے اس لکھنے پر کہ "مسلمان ڈوب رہا ہے نا مسلم تیراک ہاتھ دے تو جان بچانا چاہیے یا نہیں" یوں درج ہے کہ مسلمان کو اگر ڈوبنے پر یقین نہ ہو ہاتھ پاؤں مار کر بچ جانے کی امید ہو یا کوئی مسلمان دریا درس خواہ کوئی درخت وغیرہ ملنے کا ظن ہو تو کافر کو ہاتھ دینے کی اجازت نہیں الخ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کفار سے معاملت کی بھی اجازت نہ ہو اُن سے علاج بھی نہ کرائے لا یالونکم خبالا سے کیا مقصود ہے آیا دین کے معاملہ میں کفار محارب فی الدین نقصان پہنچانے میں کمی نہ کریں گے باہر معاملہ میں اور ہر وقت جب موقع پائیں۔ اور ایک کافر کہ غیر محارب ہو تفسیر کبیر میں آیۂ کریمہ لا ینھٰکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم الیٰ اٰخر الاٰیۃ کے متعلق لکھا ہے۔

وقال اھل التاویل ھٰذہ الاٰیۃ تدل علیٰ جواز البر بین المشرکین والمسلمین وان کانت الموالاۃ منقطعۃ۔

رسالۃ الرضا بابت ماہ ذیقعدہ حصہ ملفوظات صفحہ ۱۰ میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہیں سے خلق فرماتے جو رجوع لانے والے ہوتے جیسا کہ اس روایت سے ظاہر ہے اور کفار و مرتدین کے ساتھ ہمیشہ سختی فرماتے الخ بعض کفار کی آنکھوں میں سلائی پھروانا تو قصاصاً تھا کیا رسول کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم قبل نزول آیت یٰایھا النبی جاھد الکفار والمنٰفقین

نرمی نہ فرماتے تھے اور کیا جو رجوع نہ لانے والے تھے اُن سے بہ شدت پیش آتے تھے یا پہلے ان سے بھی نرمی سے پیش آتے کفار مختلف طبائع کے تھے اور ہیں۔ بعض کو اسلام اور مسلمانوں سے سخت عداوت ہے اور بعض کو بہت کم۔ کیا سب سے یکساں حکم ہے یا امر بالمعروف ونہی عن المنکر میں اُن سے حسب مراتب تدریجاً سختی کرنے کا حکم ہے اور محارب غیر محارب کا فرق کیا ہے۔ حضور فدوی کو اس مسئلہ میں کہ مرتدہ کا نکاح باقی رہتا ہے فتاوے کی کتابوں کے خلاف ہونے کی وجہ سے خلجان رہتا ہے حضور کے فتاوے میں اور کتابوں کے خلاف لکھا ہے گو بعض احکام بوجہ اختلاف زمانہ مختلف ہو جاتے ہیں لیکن فتاوے ہندیہ جو قریب زمانہ کی ہے اس میں بھی نہیں ہے اگرچہ بوجہ سلطنت اسلامیہ ہونے کے مرتدہ پر احکام شریعت نہیں جاری کیے جا سکتے مثلاً ضرب وغیرہ کے۔ لیکن جب وہ اسلام سے خارج ہو گئی تو نکاح کا باقی رہنا کیسا کیا وہ ترکہ بھی اپنے سابق شوہر کا شرعاً پائے گی اور اس کے مرنے پر اُس کا جو پہلے شوہر تھا ترکہ اُس کا شرعاً پائے گا۔ اگر کفار غیر محارب کے ہمراہ محارب کفار کا مقابلہ تفسیر کبیر میں انہیں امور دنیویہ میں اُن سے مشاورت وموانست کو سبب نزول کریمہ اور اُس سے نہی مطلق کے لیے بتایا اور آگے اس گمان کا کہ اُن سے مخالفت تو دین میں ہے دنیوی امور میں بدخواہی نہ کریں گے رد ٹھہرایا کہ:

ان المسلمین کانوا یشاورونھم فی امورھم ویؤانسونھم لما کان بینھم من الرضاع والحلف ظنا منھم انھم وان خالفوھم فی الدین فھم ینصحون لھم فی اسباب المعاش فنھاھم اللہ تعالٰی بھذہ الاٰیۃ عنہ فمنع المؤمنین ان یتخذوا بطانۃ من غیر المؤمنین فیکون ذٰلک نھیا عن جمیع الکفار وقال تعالٰی یایھا الذین اٰمنوا لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء ومما یؤکد ذٰلک ماروی انہ قیل لعمر بن الخطاب رضی اللہ تعالٰی عنہ ھٰھنا رجل من اھل الحیرۃ نصرانی لا یعرف اقوی حفظا ولا احسن خطا منہ فان رأیت ان تتخذہ کاتبا فامتنع عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ من ذٰلک وقال اذن اتخذت بطانۃ من غیر المؤمنین فقد جعل عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ ھٰذہ الاٰیۃ دلیلا علی

النهی عن اتخاذ النصرانی بطانۃ ۔

اس سے جملہ انواع معاملت کیوں ناجائز ہوگئی بیع وشرا اجارہ و استجارہ وغیرہا میں کیا راز دار بنانا یا اس کی خیر خواہی پر اعتماد کرنا ہے جیسے چمار کو دام دے جوتا گٹھوالیا بھنگی کو مہینہ دیا پاخانہ کموالیا۔ بزاز کو روپے دیئے کپڑا مول لے لیا آپ تاجر ہے کوئی جائز چیز اُس کے ہاتھ بیچی دام لے لیے وغیرہ وغیرہ۔ ہر کافر حربی کافر محارب ہے حربی و محارب ایک ہی ہے جیسے جدلی و مجادل و ذمی و معاہد کا مقابل ہے راز دار بنانا ذمی و معاہد کو بھی جائز نہیں امیر المومنین کا وہ ارشاد ذمی ہی کے بارے میں ہے یوہیں موالات مطلقا جملہ کفار سے حرام ہے حربی ہوں یا ذمی۔ ہاں صرف در بارۂ بر و احسان ان میں فرق ہے۔ معاہد سے جائز ہے کہ:

لاینھٰکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین ۔

عبارت کبیر منقولۂ سوال کا یہی مطلب ہے یہی قول اکثر اہل تاویل ہے اور اسی پر اعتماد دو کیا جاوے اور محارب کفار کو غیر محارب کی امداد سے نقصان پہنچایا جائے تو کیا گناہ ہے۔ اسی اسلامی پیغام میں ہے اب جو قرآن کو جھٹلائے وہ مشرک یا مرتد کو ڈوبنے سے نجات دینے والا حامی و مددگار جانے" کیا نعوذ باللہ جتنے مسلمان کفار سے علاج کراتے ہیں اور معاملات میں ان سے مدد لیتے ہیں سب قرآن کو جھٹلاتے ہیں۔ فقط والتسلیم۔ عریضہ ادب فدوی محمد آصف یغفر اللہ لہ و لوالدیہ و لجمیع المومنین والمومنات بحرمۃ النبی الکریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔

## الجواب

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

مولٰنا المکرم اکرمکم اللہ تعالٰی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ارشاد الٰہی: یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَۃً مِّنْ دُوْنِکُمْ لَا یَاْلُوْنَکُمْ خَبَالًا ط عام و مطلق ہے کافر کو راز دار بنانا مطلقاً ممنوع ہے اگرچہ امور دنیویہ میں ہو وہ ہرگز تا قدر قدرت ہماری بدخواہی میں کمی نہ کریں گے۔ صَدَقَ اللّٰہُ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ قِیْلًا ۝

سیدنا امام اجل حسن بصری رضی اللہ تعالٰی عنہ نے حدیث لا تستضیئوا بنار المشرکین۔ (مشرکین کی آگ سے روشنی نہ لو) کی تفسیر فرمائی کہ اپنے کسی کام میں ان سے مشورہ نہ لو اور اُسے اسی آیۂ کریمہ سے ثابت بتایا ابو یعلٰی مسند اور عبد بن حمید و ابن جریر و ابن المنذر و ابن ابی حاتم تفاسیر

اور بیہقی شعب الایمان میں بطریق ازہر بن راشد انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی:

قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا تستضیئوا بنار المشرکین قال فلم ندر ما ذلك حتی اتوا الحسن فسألوہ فقال نعم یقول لا تستشیروھم فی شیٔ من امورکم قال الحسن وتصدیق ذلك فی کتاب اللہ تعالیٰ ثم تلا ھذہ الایۃ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ۔

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مشرکین کی آگ سے روشنی حاصل نہ کرو کہا ہم نہیں جانتے اس سے یہاں تک کہ حسن بصری کے پاس آئے اور ان سے سوال کیا حسن بصری نے کہا ہاں ان سے اپنے کاموں میں مشورہ نہ لو اور اس کی تصدیق میں یہ آیت تلاوت فرمائی۔ اے ایمان والو اپنے رازوں میں مشورہ اپنے مسلمانوں کے سوا دوسروں سے نہ لو۔

امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی آیۂ کریمہ سے کافر کو محرر بنانا منع فرمایا ابن ابی شیبہ مصنف اور ابنائے حمید و ابی حاتم راز، تفاسیر میں اس جناب سے راوی:

انہ قیل لہ ان ھٰھنا غلامًا من اھل الحیرۃ حافظا کاتبا فلو اتخذتہ کاتبا قال اتخذت اذن بطانۃ من دون المؤمنین۔

تعویل ہے اور ائمہ حنفیہ کے یہاں تو اس پر اتفاق جلیل ہے خود کبیر میں زیر کریمۂ لا ینھٰکم اللہ ہے

الاکثرون علی انھم اھل العھد وھٰذا قول ابن عباس والمقاتلین والکلبی

ہم نے الحجۃ المؤتمنہ میں یہ مطلب نفیس جامع صغیر امام محمد وہدایہ و درر الحکام و نہایۃ البیان و کفایہ و جوہرہ نیرہ و مستصفٰی و بنایہ و فتح القدیر بحر الرائق و کافی و تبیین الحقائق و تفسیر احمدی و فتح اللہ المعین و غنیہ و ذی الاحکام و معراج الدرایہ و عنایہ و محیط برہانی و جوی زادہ و بدائع ملک العلماء سے ثابت کیا۔ حضور رحمۃ للعلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رحمۃ للعلمین ہیں قبل ارشاد واغلظ علیھم انواع انواع کے نرمی و عفو و صفح فرمائے خود اموال غنیمت میں مولفۃ القلوب کا ایک سہم مقرر تھا مگر اس ارشاد کریم نے ہر عفو و صفح کو نسخ فرمادیا اور مؤلفۃ القلوب کا سہم ساقط ہوگیا

وقل الحق من ربکم فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر انا اعتدنا للظٰلمین نارا احاط بھم سرادقھا۔

سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے افضل الاساتذہ امام عطا بن ابی رباح رضی اللہ تعالیٰ

عنہ کی نسبت امام فرماتے ہیں میں نے اُن سے افضل کسی کو نہ دیکھا وہ آیۂ کریمہ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ کو فرماتے ہیں نسخت ھذہ الاٰیۃ کل شئ من العفو والصفح۔ قرآن عظیم نے یہود و مشرکین کو عداوت مسلمین میں سب کافروں سے سخت تر فرمایا:

لتجدن اشد النّاس عداوۃ للذین اٰمنوا الیھود والذین اشرکوا

مگر ارشاد:

یایھا النبی جاھد الکفار والمنفقین واغلظ علیھم وماواھم جھنم وبئس المصیر۰

عام آیا اس میں کسی کا استثناء نہ فرمایا کسی وصف پر حکم کا مرتب ہونا اس کی علیت کا مشعر ہوتا ہے یہاں انہیں وصف کفر سے ذکر فرما کر اُس پر جہاد و غلظت کا حکم دیا تو یہ سزا اُن کے نفس کفر کی ہے نہ کہ عداوت مومنین کی اور نفس کفر میں وہ سب برابر ہیں الکفر ملۃ واحدۃ۔ ہاں معاہد کا استثنا دلائل قاطعہ متواترہ سے ہے ضرورۃ معلوم و مستقر فی الاذہان کہ حکم جہاد سن کر اُس کی طرف ذہن جاتا ہی نہیں۔ فنفس النص لم یتعلق بہ ابتداء کما افادہ فی البحر الرائق۔ تفاوت عداوت بر بنائے کار ہوتی تو یہود کا حکم مجوس سے سخت تر ہوتا حالانکہ امر بالعکس ہے اور نصاریٰ کا حکم یہود سے کمتر ہوتا حالانکہ یکساں ہے ذمی و حربی کافر کا فرق میں بتا چکا ہوں اور یہ کہ ہر حربی محارب ہے حسب حاجت ذلیل و قلیل ذمیوں سے حربیوں کے مقابلہ و مقابلہ میں مدد لے سکتے ہیں ایسی جیسے سدھائے ہوئے مسخر کتّے سے شکار میں امام سرخسی نے شرح صغیر میں فرمایا: والاستعانۃ باھل الذمۃ بالکلاب۔ اور بروایت امام طحاوی ہمارے ائمۂ مذہب امام اعظم صاحبین وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بھی اس میں بھی کتابی کی تخصیص فرمائی مشرک سے استعانت مطلقاً ناجائز رکھی اگرچہ ذمی ہو۔ ان مباحث کی تفصیل جلیل الحجۃ المؤتمنہ میں ملاحظہ ہو۔ رہا کافر طبیب سے علاج کرانا خارجی یا ظاہر مکشوف علاج جس میں اُس کی بدخواہی نہ چل سکے وہ ترک ایذا و نکم خبا لا سے بالکل بے علاقہ ہے اور دنیوی معاملات بیع و شراء اجارہ و استیجار کی مثل ہے ہاں اندرونی علاج جس میں اُس کے فریب کو گنجائش ہو اُس میں اگر کافروں پر یوں اعتماد کیا کہ اُن کو اپنی مصیبت میں ہمدرد اپنا دلی خیرخواہ اپنا مخلص باخلاص خلوص کے ساتھ ہمدردی کر کے اپنا دلی دوست بنانے والا اس کی بیکسی

میں اس کی طرف اتحاد کا ہاتھ بڑھانے والا جانا تو بیشک آیۂ کریمہ کا مخالف ہے اور ارشاد آیت جان کر ایسا سمجھا تو نہ صرف اپنی جان بلکہ جان و ایمان و قرآن سب کا دشمن اور انہیں اُس کی خبر ہو جائے اور اس کے بعد واقعی دل سے اس کی خیر خواہی کریں تو کچھ بعید نہیں وہ تو مسلمان کے دشمن ہیں اور یہ مسلمان ہی نہ رہا فانہ منھم ہو گیا اُن کی تو دلی تمنا یہی تھی قال تعالیٰ ودوا لو تکفرون کما کفروا فتکونون سواء۔

ان کی آرزو ہے کہ کسی طرح تم بھی ان کی طرح کافر ہو تو تم اور وہ ایک سے ہو جاؤ۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ مگر الحمد للہ کہ کوئی مسلمان آیۂ کریمہ پر مطلع ہو کر ہرگز ایسا نہ جانے گا اور جانے تو آپ ہی اُس نے تکذیب قرآن کی بلکہ یہ خیال ہوتا ہے کہ یہ ان کا پیشہ ہے اس سے روٹیاں کماتے ہیں ایسا کریں تو بدنام ہوں دُکان پھیکی پڑے کھل جائے تو حکومت کا مواخذہ ہو سزا ہو۔ یوں بدخواہی سے باز رہتے ہیں تو اپنے خیر خواہ ہیں نہ کہ ہمارے۔ اس میں تکذیب نہ ہوئی پھر بھی خلاف احتیاط و شنیع منزور ہے خصوصاً یہود و مشرکین سے خصوصاً مسر بر آور وہ مسلمان کو جس کے کم ہونے میں وہ اشقیا اپنی فتح سمجھیں۔ وہ جسے جان و ایمان دونوں عزیز ہیں اس بارے میں کریمۂ لا تتخذوا بطانۃ من دونکم لا یالونکم خبالا۔ (کسی کافر کو راز دار نہ بناؤ وہ تمہاری بدخواہی میں کمی نہ کریں گے) و کریمۂ ولم یتخذوا من دون اللہ ولا رسولہ ولا المؤمنین ولیجۃ۔ (اللہ و رسول اور مسلمانوں کے سوا کسی کو دخیلکار نہ بنایا) و حدیث مذکور لا تستضیئوا بنار المشرکین (مشرکوں کی آگ سے روشنی نہ لو) بس میں اپنی جان کا معاملہ اس کے ہاتھ میں دے دینے سے زیادہ اور کیا راز دار و دخیلکار و مشیر بنانا ہوگا۔ امام محمد عبدری ابن الحاج مکی قدس سرہٗ مدخل میں فرماتے ہیں:

| | |
|---|---|
| واشد فی القبح واشنع ما ارتکبہ | یعنی سخت ترقبیح و شنیع ہے وہ جس کا ارتکاب |
| بعض الناس فی ھٰذا الزمان | آج کل بعض لوگ کرتے ہیں۔ کافر طبیب |
| من معالجۃ الطبیب والکحال | اور سیتے سے علاج کرانا جن سے خیر خواہی |
| الکافرین الّذین لا یرجی منھما | اور بھلائی کی اُمید درکنار یقین ہے کہ جب |
| نصح ولا خیر بل یقطع بغشھما | مسلمان پر قابو پائیں اس کی بدسگالی |
| اذیتھما لمن ظفرا بہ من | کریں گے اور اُسے ایذا پہنچائیں گے۔ |

المسلمين سيما ان كان المريض كبيرا فى دينه او علمه۔

خصوصاً جب کہ مریض دین یا علم میں عظمت والا ہو۔

پھر فرمایا:

انهم لا يعطون لاحد من المسلمين شيئا من الادوية التى تضره ظاهرا لانهم لو فعلوا ذلك لظهر غشهم وانقطعت مادة معاشهم لكنهم يصفون لهم من الادوية ما يليق بذلك المرض ويظهرون الصنعة فيه والنصح وقد يشفى المريض فينسب ذلك الى حذق الطبيب ومعرفته ليقع عليه المعاش كثير السبب ما يقع له من الثناء على نصحه فى صنعته لكنه يدس فى اثناء وصفه حاجة لا يفطن فيها لمن الضرر غالبا وتكون تلك الحاجة مما تنفع ذلك المريض وينتعش منه فى الحال لكنه يعود عليه بالضرر فى آخر الحال وقد يدس حاجة كما تقدم لكنه ان جامع انتكس ومات وحاجة اخرى يصح بعد استعمالها لكنه اذا دخل الحمام انتكس ومات وحاجة اخرى اذا استعملها صح وقام من مرضه لكن لها مدة اذا انقضت عادة بالضرر وتختلف المدة فى ذلك فمنها ما يكون مدتها سنته او اقل او اكثر الى غير ذلك من غشهم وهو كثير ثم

یعنی وہ مسلمان کو کھلے ضرر کی دوا نہیں دیتے کہ یوں تو ان کی بدخواہی ظاہر ہو جائے اور اُن کی روزی میں خلل آئے بلکہ مناسب دوا دیتے اور اس میں اپنی خیرخواہی و فن دانی ظاہر کرتے ہیں اور اور کبھی مریض اچھا ہو جاتا ہے جس میں اُن کا نام ہو اور معاش خوب چلے اور اسی کے ضمن میں ایسی دوا دیتے ہیں کہ فی الحال مریض کو نفع دے اور آئندہ ضرر لائے یا ایسی دوا کہ اُس وقت مرض کھودے مگر جب مریض جماع کرے مرض لوٹ آئے اور مرجائے یا ایسی کہ سردست تندرست کردے مگر جب حمام کرے مرض پلٹے اور موت ہو یا ایسی کہ اس وقت مریض کھڑا ہو جائے اور ایک مدت سال بھر یا کم و بیش کے بعد وہ اپنا رنگ لائے اور ان کے سوا ان کے فریبوں کے بہت طریقے ہیں پھر جب مرض پلٹا تو اللہ کا دشمن یوں بہانے بناتا ہے کہ یہ جدید مرض ہے اس میں میرا کیا اختیار ہے اور مریض کی حالت پر افسوس کرتا ہے

يتعلل عدو الله ان هذا مرض اخو ليس له
فيه حيلة ويظهر التأسف على ما اصاب
المريض ثم يصف اشياء تنفع مرضا لكنها
لا تفيد بعد ان فات الامر فيه فينصح حيث
لا ينفع نصحه فمن يرى ذلك منه يعتقد انه من
الناصحين وهو من اكبر الغاشين ـ

پھر صحیح نافع نسخے بتاتا ہے مگر جب
بات ہاتھ سے نکل گئی کیا فائدہ تو اس
وقت خیر خواہی دکھاتا ہے جب اس
سے نفع نہیں دیکھنے والے اُسے خیر خواہ
سمجھتے ہیں حالانکہ وہ سخت تر بدخواہ ہے ـ

كل العداوة قد ترجى ازالتها — تمام دشمنیوں کا زوال ممکن ہے
الا عداوة من عاداك في الدين — مگر عداوت دینی کہ یہ نہیں جاتی

پھر فرمایا:

قد يستعملون النصح في بعض الناس
ممن لا خطر لهم في الدين ولا علم وذلك
ايضا من الغش لانهم لو لم ينصحوا لما
حصلت لهم الشهرة بالمعرفة بالطب
ولتعطل عليهم معاشهم وقد يفطن
لغشهم ومن غشهم نصحهم لبعض ابناء
الدنيا ليشتهروا بذلك وتحصل لهم
الحظوة عندهم وعند كثير ممن شابههم و
يتسلطون بسبب ذلك على قتل العلماء
والصالحين وهذا النوع موجود ظاهر ـ
وقد ينصحون العلماء والصالحين وذلك
منهم غش ايضا لانهم يفعلون ذلك لكي
تحصيل لهم الشهرة وتظهر صنعتهم
فيكون سببا الى اتلاف من يريدون
اتلافه منهم وهذا منهم مكر عظيم ـ

یعنی وہ کبھی عوام کے علاج میں خیر خواہی
کرتے ہیں اور یہ بھی ان کا مکر ہے کہ ایسا
نہ کریں تو شہرت کیسے ہو روٹیوں میں
فرق آئے اور کبھی ان کے فریب پر
لوگ چرچ جائیں یوں یہ فریب ہے
کہ بعض رئیسوں کا علاج اچھا کرتے
ہیں کہ شہرت اور اُس کے نزدیک اس
جلیسوں کی نگاہ میں وقعت ہو ـ پھر
علماء و صلحا کے قتل کا موقع ملے اور
ایسے اب موجود و ظاہر ہیں اور کبھی
علماء و صلحا کے علاج میں بھی خیر خواہی
کرتے ہیں اور یہ بھی فریب ہے کہ
مقصود ساکھ بندھنا ہے پھر جس عالم
یا دیندار کا قتل مقصود ہے اُس کی راہ
ملنا اور یہ ان کا بڑا مکر ہے ـ

پھر اپنے زمانہ کا ایک واقعہ ثقہ معتمد کی زبانی بیان فرمایا کہ مصر میں ایک رئیس کے یہاں ایک یہودی طبیب تھا رئیس نے کسی بات پر ناراض ہو کر اسے نکال دیا وہ خوشامد میں کرتا رہا یہاں تک کہ رئیس راضی ہو گیا کا فر وقت کا منتظر رہا پھر رئیس کو کوئی سخت مرض ہوا۔ میں طبیب مغربی سے طب پڑھ رہا تھا لوگ انہیں بلانے آئے انہوں نے عذر کیا لوگوں نے اصرار کیا گئے اور مجھے فرما گئے میرے آنے تک بیٹھے رہنا تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ کانپتے تھرتھراتے واپس آئے۔ میں نے کہا خیر فرمایا میں نے کہ یہودی نے کیا نسخہ دیا معلوم ہوا کہ وہ رئیس کا کام تمام کر چکا میں اندر گیا کہ ایک تو اس کے بچنے کی امید نہیں پھر یہ اندیشہ کہ کہیں یہودی میرے ذمہ نہ رکھ دے رئیس کل تک نہ بچے گا وہی ہوا کہ صبح تک اس کا انتقال ہو گیا پھر فرمایا بعض لوگ کافر طبیب کے ساتھ مسلمان طبیب کو بھی شریک کرتے ہیں کہ جو نسخہ بنائے مسلمان کو دکھالیں یوں اس کے مکر سے امن سمجھتے ہیں اور اس میں کچھ حرج نہیں جانتے فرمایا وھذا لیس بشیء ایضا من وجوہ الاول ان المسلم قد یغفل عن بعض ما وصفہ الثانی فیہ اقتداء الغیر بہ الثالث فیہ الاعانۃ لھم علی کفرھم بما یعطیہ لھم الرابع فیہ ذلۃ المسلم لھم الخامس فیہ تعظیم شانھم لاسیما ان کان المریض رئیسا وقد امر الشارع علیہ الصلوٰۃ والسلام بتصغیر شانھم وھذا عکسہ یہ بھی بوجوہ کچھ نہیں۔ ایک تو ممکن کہ جو دوا کافر نے بتائی اس وقت مسلمان طبیب کے خیال میں اس کا مضرنہ آئے۔ پھر اس کی دیکھا دیکھی اور مسلمان بھی کافر سے علاج کرائیں گے۔ فیس وغیرہ جو اسے دی جائے وہ اس کے کفر پر مدد ہوگی۔ مسلمان کو اس کے لیے تواضع کرنا پڑے گی علاج کی ناموری سے کافر کی شان بڑھے گی خصوصاً اگر مریض رئیس تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی تحقیر کا حکم دیا اور یہ اس کا عکس ہے پھر فرمایا: ثم مع ذلک ما یحصل من الانس والود لھم وان قل الا من عصم اللہ وقلیل ما ھم ولیس ذلک من اخلاق اھل الدین۔" پھر ان سب وجوہ کے ساتھ یہ ہے کہ اس سے اُن کے ساتھ اُنس اور کچھ محبت پیدا ہو جاتی ہے اگرچہ تھوڑی ہی سہی سوا اُس کے جسے اللہ محفوظ رکھے اور وہ بہت کم ہیں اور کافر سے انس اہل دین کی شان نہیں۔ پھر فرمایا: ومع ذلک یخشی علی دین بعض من یستطبھم من المسلمین۔ ان سب قباحتوں کے ساتھ سخت آفت یہ ہے کہ کبھی اُن سے علاج کرانے والے کے ایمان پر اندیشہ ہوتا ہے پھر اپنے

بعض ثقہ معتمد برادران دینی کا واقعہ بیان فرمایا کہ ان کے یہاں بیماری ہوئی مریض نے ایک یہودی طبیب کی طرف رجوع پر اصرار کیا انہوں نے اُسے بلایا وہ علاج کرتا رہا ایک دن اُسے خواب میں دیکھا کہ اُن سے کہتا ہے موسیٰ علیہ الصّلوٰۃ والسلام کا دین قدیم ہے اسی کو اختیار کرنا چاہیے اور یوہی کیا کیا بکتا رہا یہ ترساں ولرزاں جاگے اور عہد کر لیا کہ اب وہ میرے گھر نہ آنے پائے راستے ہیں بھی وہ جہاں ملتا یہ اور راہ ہو جاتے کہ مبادا اس کا وبال انہیں پہنچے امام فرماتے ہیں:

وهذا قد رحم بسبب انه كان معتنى به فيخاف من استطبهم ولو لم يكن معتنى به ان يهلك معهم ولو لم يكن فيه الا لخوف من هذا الامر الخطر لكان متعينا تركه فكيف مع وجود ما تقدم۔ ان صاحب پر تو یوں رحمت ہوئی کہ زیر نظر عنایت تھے جو ایسا نہ ہو اور اُن سے علاج کرائے اُس پر خوف ہے کہ ان کے ساتھ ہلاک ہو جائے۔ ان کے علاج میں اس شدید خطرناک خوف کے سوا اور کچھ نہ ہوتا تو اسی قدر سے اُس کا ترک لازم ہوتا نہ کہ اور شناعتوں کے ساتھ جن کا ذکر گزرا۔ ان امام ناصح رحمۃ اللہ تعالیٰ کے ان نفیس بیانوں کے بعد زیادت کی حاجت نہیں اور بالخصوص علمائے وعظمائے دین کے لیے زیادہ خطر کا مؤید امام مازری رحمۃ اللہ تعالیٰ کا واقعہ ہے علیل ہوئے ایک یہودی معالج تھا اچھے ہو جاتے پھر مرض عود کرتا کئی بار یوہی ہوا آخر اُسے تنہائی میں بُلا کر دریافت کیا اُس نے کہا اگر آپ سچ پوچھتے ہیں تو ہمارے نزدیک اس سے زیادہ کوئی کار ثواب نہیں کہ آپ جیسے امام کو مسلمانوں کے ہاتھ سے کھو دوں۔ امام نے اُسے دفع فرمایا مولیٰ تعالیٰ نے شفا بخشی پھر امام نے طب کی طرف توجہ فرمائی اور اس میں تصانیف کیں اور طلبہ کو حاذق اطبا کر دیا اور مسلمانوں کو ممانعت فرما دی کہ کافر طبیب سے کبھی علاج نہ کرائیں یہود کہ مثل مشرکین ہیں کہ قرآن عظیم نے دونوں کو ایک ساتھ مسلمانوں کا سب سے سخت تر دشمن بتایا اور لا یالونکم خبالا تو عام کفار کے لیے فرمایا۔ عورت کا مرتدہ ہو کر نکاح سے نہ نکلنا تمام کتب ظاہر الروایۃ وجملہ متون وعامہ شروح وفتاوائے قدیمہ سب کے خلاف ہے اور سب کے موافق۔ خلاف ہے قول صوری کے اور موافق ہے قول ضروری کے۔ قول صوری وضروری کا فرق میرے رسالہ اجلی الاعلام بان الفتویٰ مطلقا علی قول الامام میں ملے گا کہ میرے فتاوے جلد اول میں طبع ہوا اور اس کا قول ضروری کے موافق ہونا میرے فتوے سے کہ بجواب سوال علی گڑھ لکھا تھا بر اس کی

نقل حاضر ہو گی اور یہ حکم صرف نکاح میں ہے باقی تمام احکام ارتداد جاری ہوں گے نہ وہ شوہر کا ترکہ پائے گی نہ شوہر اُس کا۔ اگر اپنے مرض الموت میں مرتدہ نہ ہوئی ہو نیز جب تک وہ اسلام نہ لائے شوہر کو اسے ہاتھ لگانا حرام ہوگا عالمگیری منشاء مسئلہ مذکورہ سے خالی نہیں باب نکاح الکفار میں دیکھئے:

لو اجرت کلمۃ الکفر علیٰ لسانہا مغایظۃ لزوجہا او اخراجا لنفسہا عن حبالتہ اولاستجاب المہر علیہ بنکاح متانف تحرم علیٰ زوجہا فتجبر علی الاسلام ولکل قاض ان یجدد النکاح بادنی شیئ ولو بدینار سخطت او رضیت ولیس لہا ان تتزوج الا بزوجہا قال الھندوانی اخذ بھذا قال ابو اللیث وبہ ناخذ کذا فی التمرتاشی

اسی کے بیان میں درمختار میں ہے:

صرحوا بتعزیرہا خمسۃ وسبعین وتجبر علی الاسلام وعلی تجدید النکاح بمہر یسیر کدینار وعلیہ الفتوی والوالجیۃ۔

یہ احکام اسی طرح مذہب کے خلاف ہیں جب مرتدہ ہوتے ہی نکاح فوراً فسخ ہو گیا کہ ارتداد احدھما فسخ فی الحال پھر بعد عدت دوسرے سے اُسے نکاح ناجائز ہونا کیا معنی اور پہلے سے تجدید نکاح پر جبر کیا معنی کیوں نہیں جائز کہ وہ کسی سے نکاح نہ کرے اور اس تجدید میں زبردستی ادنیٰ سے ادنیٰ مہر باندھنے کا ہر قاضی کو اختیار ملنا کیا معنی مہر عوض بضع ہے اور معاوضات میں تراضی شرط۔

**اقول** بلکہ اُن اکابر کے قول ماخوذ و مفتی بہ کو کر قول ائمہ بخارا ہے فتوائے ائمہ بلخ رحمہم اللہ تعالیٰ سے جسے فقیر نے باتباع نہر الفائق وغیرہ اختیار کیا بعد نہیں تجدید نکاح بنظر احتیاط ہے اور شوہر پر حرام ہو جانا موجب زوال نکاح نہیں بارہا عورت ایک مدت تک حرام ہو جاتی ہے اور نکاح باقی ہے جیسے بحال نماز و روزہ رمضان و اعتکاف و احرام و حیض و نفاس یو ہیں جبکہ زوجہ کی بہن سے نکاح کر کے قربت کرے زوجہ حرام ہو گئی یہاں تک کہ اس کی بہن کو جدا کرے اور اس کی عدت گزر جائے بلکہ کبھی ہمیشہ کے لیے حرام ہو جاتی ہے اور نکاح زائل نہیں جیسے حرمت مصاہرت طاری ہونے سے کہ متارکہ لازم ہے تو نکاح قائم ہے اور زن مفضاۃ کہ سبیلین ایک ہو جائیں نکاح میں اصلاً خلل نہیں اور حرمت ابدی دائم ہے والمسائل منصوص علیہا فی الدر وغیرہا من الاسفار الخ واللہ تعالیٰ اعلم

## مسئلہ ۱۰۱ ـ مسجد کے اندر جمعہ کی اذان ثانی خلافِ سنت ہے

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:

(۱) جمعہ کی اذان ثانی جو منبر کے سامنے ہوتی ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں مسجد کے اندر ہوتی تھی یا باہر۔

(۲) خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانہ میں کہاں ہوتی تھی۔

(۳) فقہ حنفی کی معتمد کتابوں میں مسجد کے اندر اذان دینے کو منع فرمایا اور مکروہ لکھا ہے یا نہیں۔

(۴) اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانہ میں اذان مسجد کے باہر ہوتی تھی اور ہمارے اماموں نے مسجد کے اندر اذان کو مکروہ فرمایا ہے تو ہمیں اسی پر عمل لازم ہے یا رسم و رواج پر اور جو رسم و رواج حدیث شریف و احکام فقہ سب کے خلاف پڑ جائے تو وہاں مسلمانوں کو پیروی حدیث و فقہ کا حکم ہے یا رسم و رواج پر اڑا رہنا۔

(۵) نئی بات وہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و خلفائے راشدین و احکام آئمہ کے مطابق ہو یا وہ بات نئی ہے جو ان کے خلاف لوگوں میں رائج ہو گئی ہو۔

(۶) مکہ معظمہ مدینہ منورہ میں یہ اذان مطابق حدیث و فقہ ہوتی ہے یا اس کے خلاف اگر خلاف ہوتی ہے تو وہاں کے علمائے کرام کے ارشادات در بارہ عقائد حجت ہیں یا وہاں کے تنخواہ دار مؤذنوں کے فعل اگرچہ خلاف شریعت و حدیث فقہ ہوں۔

(۷) سنت کے زندہ کرنے کا حدیثوں میں حکم ہے اور اس پر سو شہیدوں کے ثواب کا وعدہ ہے یا نہیں اگر ہے تو سنت زندہ کی جائے گی یا سنت مردہ سنت اس وقت مردہ کہلائے گی جب اس کے خلاف لوگوں میں رواج پڑ جائے یا جو سنت خود رائج ہو وہ مردہ قرار پائے گی۔

(۸) علماء پر لازم ہے یا نہیں کہ سنت مردہ زندہ کریں اگر ہے تو کیا اس وقت ان پر یہ اعتراض ہو سکے گا کہ کیا تم سے پہلے عالم نہ تھے اگر یہ اعتراض ہو سکے گا تو سنت زندہ کون کرے گا کیسی مصیبت ہو گی۔

(۹) جن مسجدوں کے بیچ میں حوض ہے اس کی فصیل پر کھڑے ہو کر منبر کے سامنے اذان ہو تو بیرون مسجد کا حکم ادا ہو جائے گا یا نہیں۔

(۱۰) جن مسجدوں میں ایسے منبر بنے ہیں کہ ان کے سامنے دیوار ہے اگر مؤذن باہر اذان دے تو خطیب کا سامنا نہ رہے گا وہاں کیا کرنا چاہیے اُمید کہ دسوں مسئلوں کا جدا جدا جواب مفصل مدلل ارشاد ہو۔ بینوا توجروا۔

# الجواب

اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

## جواب سوال اوّل:

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں یہ اذان مسجد سے باہر دروازہ پر ہوتی تھی سنن ابی داود شریف جلد اول صـ۱۶۲ میں ہے:

عن السائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال کان یؤذن بین یدی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا جلس علی المنبر یوم الجمعۃ علی باب المسجد و ابی بکر و عمر۔

یعنی جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جمعہ کے دن منبر پر تشریف رکھتے تو حضور کے سامنے مسجد کے دروازہ پر اذان ہوتی اور ایسا ہی ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے زمانہ میں۔

اور کبھی منقول نہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا خلفائے راشدین نے مسجد کے اندر اذان دلوائی ہو اگر اس کی اجازت ہوتی تو بیان جواز کے لیے کبھی ایسا ضرور فرماتے۔

## جواب سوال دوم:

جواب اول سے واضح ہو گیا کہ خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی مسجد کے باہر ہی ہونا مروی ہے اور یہیں سے ظاہر ہو گیا کہ بعض صاحب جو بین یدیہ سے مسجد کے اندر ہونا سمجھے ہیں غلطی ہے کہ خود حدیث میں بین یدیہ ہے اور ساتھ ہی علی باب المسجد ہے یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے چہرہ انور کے مقابل مسجد کے دروازہ پر ہوتی تھی تو بین یدیہ کے معنے دکھا دیے

## جواب سوال سوم:

بیشک فقہ حنفی کی معتمد کتابوں میں مسجد کے اندر اذان کو منع فرمایا اور مکروہ لکھا ہے فتاویٰ قاضی خاں طبع مصر جلد اول صفحہ ۷۸، لایؤذن فی المسجد "مسجد کے اندر اذان نہ دی جائے" فتاویٰ خلاصہ قلمی صفحہ ۶۲ لایوذن فی المسجد۔ "مسجد میں اذان نہ ہو" خزانۃ المفتیین قلمی فصل فی الاذان لایؤذن فی المسجد" مسجد کے اندر اذان نہ کہیں" فتاویٰ عالمگیری طبع مصر جلد اول صفحہ ۵۵۔ لایؤذن فی المسجد" مسجد کے اندر اذان منع ہے" بحرالرائق طبع مصر جلد اول صفحہ ۳۶۸ لایؤذن فی المسجد "مسجد کے اندر اذان کی ممانعت ہے" شرح نقایہ علامہ برجندی صفحہ ۸۴ فیہ اشعار بانہ لا یؤذن فی المسجد امام صدر الشریعۃ کے کلام میں اس پر تنبیہہ ہے کہ اذان مسجد میں نہ ہو غنیہ شرح منیہ صفحہ ۳۷۷۔ الاذان انما یکون فی المئذنۃ اوخارج المسجد والاقامۃ فی داخلہ۔ اذان نہیں ہوتی مگر منارہ یا مسجد سے باہر اور تکبیر مسجد کے اندر فتح القدیر طبع مصر جلد اول صفحہ ۱۷۱۔ قالوا لایؤذن فی المسجد علماء نے مسجد میں اذان دینے کو منع فرمایا ہے ایضاً باب الجمعہ صفحہ ۴۱۴۔ ھو ذکر اللہ فی المسجد ای فی حدودہ لکراھۃ الاذان فی داخلہ۔ جمعہ کا خطبہ مثل اذان ذکر الٰہی ہے مسجد میں یعنی حدود مسجد میں اس لیے کہ مسجد کے اندر اذان مکروہ ہے طحطاوی علی مراقی الفلاح طبع مصر جلد اول صفحہ ۱۲۸ یکرہ ان یؤذن فی المسجد کمافی القہستانی عن النظم۔ یعنی نظم امام زندویستی پھر قہستانی میں ہے کہ مسجد میں اذان مکروہ ہے یہاں تک کہ اب زمانہ حال کے ایک عالم مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی عمدۃ الرعایہ حاشیہ شرح وقایہ جلد اول صفحہ ۲۴۵ میں لکھتے ہیں قولہ بین یدیہ ای مستقبل الامام فی المسجد کان اوخارجہ والمسنون ھوالثانی۔ یعنی بین یدیہ کے معنی صرف اس قدر ہیں کہ امام کے روبرو ہو مسجد میں خواہ باہر اور سنت یہی ہے کہ مسجد کے باہر ہو جب تو وہ تبعہ سمجھ کر چکے کہ باہر ہی ہونا سنت ہے تو اندر ہونا خلاف سنت ہوا تو اس کے یہ معنی نہیں ہو سکتے کہ چاہے سنت کے مطابق کرو چاہے سنت کے خلاف دونوں باتوں کا اختیار ہے۔ ایسا کون عاقل کہے گا بلکہ معنی وہی ہیں کہ بین یدیہ سے یہ سمجھ لینا کہ خواہی نخواہی مسجد کے اندر ہو غلط ہے اس کے معنی صرف اتنے ہیں کہ امام کے روبرو ہو اندر باہر کی تخصیص اس لفظ سے مفہوم نہیں ہوتی لفظ دونوں صورتوں پر صادق ہے اور سنت یہی ہے کہ اذان

مسجد کے باہر ہو تو ضرور ہے کہ وہی معنی لیے جائیں جو سنت کے مطابق ہیں بہرکیف ابتائین کے کلام میں بھی صاف مصرح ہے کہ اذان ثانی جمعہ بھی مسجد کے باہر ہی ہونا مطابق سنت ہے تو بلاشبہ مسجد کے اندر ہونا خلاف سنت ہے وللہ الحمد۔

## جواب سوال چہارم :

ظاہر ہے کہ حکم حدیث و فقہ کے خلاف رواج پر اڑا رہنا مسلمانوں کو ہرگز نہ چاہیئے۔

## جواب سوال پنجم :

ظاہر ہے کہ جو بات رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و خلفائے راشدین و احکام فقہ کے خلاف نکلی ہو وہی نئی بات ہے اسی سے بچنا چاہیے نہ کہ سنت و حکم حدیث و فقہ سے۔

## جواب سوال ششم :

مکہ معظمہ میں یہ اذان کنارہ مطاف پر ہوتی ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں مسجد الحرام شریف مطاف ہی تک تھی مسلک متقسط علی قاری طبع مصر صفحہ ۲۸۰ المطاف هوما كان فى زمنه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم مسجدا۔ تو حاشیہ مطاف بیرون مسجد و محل اذان تھا اور مسجد جب بڑھائی جائے تو پہلے جو جگہ اذان یا وضو کے لیے مقرر تھی بدستور مستثنیٰ رہے گی و لہٰذا اگر مسجد بڑھا کر کنواں اندر کر لیا وہ بند نہ کیا جائے گا جیسے زمزم شریف حالانکہ مسجد کے اندر کنواں بنانا ہرگز جائز نہیں فتاویٰ قاضی خاں و فتاویٰ خلاصہ و فتاویٰ علمگیریہ صفحہ ۵۲ بہ يكره المضمضة والوضوء فى المسجد الا ان يكون ثمه موضع اعد لذلك ولا يصلى فيه وہیں ہے لا يحفر فى المسجد بئرماء ولو قديمة تترك كبئر زمزم تو مکہ معظمہ میں اذان ٹھیک محل پر ہوتی ہے مدینہ طیبہ میں خطیب سے بیس بلکہ زائد ذراع کے فاصلہ پر ایک بلند مکبرہ پر کہتے ہیں طریق ہندیہ کے تو یہ بھی خلاف ہوا اور وہ جو بیان یدیہ وغیرہ سے منبر کے متصل ہونا سمجھتے تھے اس سے بھی رد ہو گیا تو ہندی فہم و طریقہ خود ہی دونوں حرم محترم سے جدا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ یہ مکبرہ قدیم ہے یا بعد کو حادث ہوا اگر قدیم ہے تو مثل منارہ ہوا کہ وہ اذان کے لیے مستثنیٰ ہے جیسا کہ غنیہ سے گزرا اور اسی طرح خلاصہ و فتح القدیر برجندی کے صفحات مذکورہ میں ہے کہ اذان منارہ پر ہو یا مسجد سے باہر مسجد کے اندر نہ ہو اس کی نظیر موضع وضو و چاہ ہیں کہ قدیم سے جدا کر دیے ہوں

نہ اس میں حرج نہ اس میں کلام اور اگر حادث ہے تو اس پر اذان کہنا بالائے طاق پہلے یہی ثبوت دیجیے کہ وسط مسجد میں ایک جدید مکان ایسا کھڑا کر دینا جس سے صفیں قطع ہوں کس شریعت میں جائز ہے قطع صف بلاشبہ حرام ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من قطع صفا قطعہ اللہ جو صف کو قطع کرے اللہ اسے قطع کر دے رواہ النسائی والحاکم بسند صحیح عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نیز علمانے تصریح فرمائی کہ مسجد میں پیڑ بونا منع ہے کہ نماز کی جگہ گھیرے گا نہ کہ یہ مکبرہ کہ چار جگہ سے گھیرتا ہے اور کتنی صفیں قطع کرتا ہے بالجملہ اگر وہ جائز طور پر بنا تو مثل منارہ ہے جس سے مسجد میں اذان ہونا نہ ہوا اور ناجائز طور پر ہے تو اسے ثبوت میں پیش کرنا کیا انصاف ہے اب ہمیں افعال مؤذنین سے بحث کی حاجت نہیں مگر جواب سوال کو گزارش کہ ان کا فعل کیا حجت ہو حالانکہ خطیب خطبہ پڑھتا ہے اور یہ برتے جاتے ہیں جب وہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا نام لیتا ہے یہ باآواز ہر نام پر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے جاتے ہیں جب وہ سلطان کا نام لیتا ہے یہ باآواز بلند دعا کرتے ہیں اور یہ سب بالاتفاق ناجائز ہے صحیح حدیثیں اور تمام کتابیں ناطق ہیں کہ خطبہ کے وقت بولنا حرام ہے درمختار و ردالمحتار جلد اول صفحہ ۵۹۸ اما ما یفعله المؤذن حال الخطبة من الترضی ونحوه فمکروه اتفاقا یعنی وہ جو یہ مؤذن خطبے کے وقت رضی اللہ عنہ وغیرہ کہتے جاتے ہیں یہ بالاتفاق مکروہ ہے یہی مؤذن نماز میں امام کی تکبیر پہنچانے کو جس وضع سے تکبیر کہتے ہیں اُسے کون عالم جائز کہہ سکتا ہے مگر سلطنت کے وظیفہ داروں پر علماء کا کیا اختیار علمائے کرام نے تو اس پر یہ حکم فرمایا کہ تکبیر درکنار اس طرح تو ان کی نمازوں کی بھی خیر نہیں دیکھو فتح القدیر جلد اول صفحہ ۲۶۲ و ۲۶۳ و درمختار و ردالمحتار صفحہ ۵۱۶ خود مفتی مدینہ منورہ علامہ سید اسعد حسینی مدنی تلمیذ علامہ صاحب مجمع الانہر رحمہما اللہ تعالیٰ نے تکبیر میں اپنے یہاں کے مکبروں کی سخت بے اعتدالیاں تحریر فرمائی ہیں دیکھو فتاوی اسعدیہ جلد اول صفحہ ۸ آخر میں فرمایا ہے: اما حرکات المکبرین وصنعهم فانا ابرؤ الی الله تعالیٰ منه۔ یعنی ان مکبروں کی جو حرکتیں جو کام ہیں میں اُن سے اللہ تعالیٰ کی طرف براءت کرتا ہوں اور اوپر اس سے بڑھ کر لفظ لکھا پھر کسی عاقل کے نزدیک ان کا فعل کیا حجت ہو سکتا ہے نہ وہ علماء ہیں نہ علماء کے زیر حکم۔

## جواب سوال ہفتم

بیشک احادیث میں سنت زندہ کرنے کا حکم اور اس پر بڑے ثوابوں کے وعدے ہیں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

| | |
|---|---|
| من احیا سنتی فقد احبنی و | جس نے میری سنت زندہ کی بیشک اُسے مجھ |
| من احبنی کان معی فی الجنۃ: | سے محبت ہے اور جسے مجھ سے محبت ہے وہ |
| (اللّٰھم ارزقنا) رواہ السغبری | جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔ |

فی الابانۃ والترمذی بلفظ من احبّ۔

بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

| | |
|---|---|
| من احیا سنۃ من سنتی قد | جو میری کوئی سنت زندہ کرے کہ لوگوں |
| امیتت بعدی فان لہ من الاجر | نے میرے بعد چھوڑ دی ہو جتنے اس پر عمل |
| مثل اجور من عمل بھا من | کریں سب کے برابر اسے ثواب ملے اور |
| غیران ینقص من اجورھم شیئًا | اُن کے ثوابوں میں کچھ کمی نہ ہو۔ |

رواہ الترمذی و رواہ ابن ماجۃ عن عمرو بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

| | |
|---|---|
| من تمسک بسنتی عند فساد امتی | جو فساد امت کے وقت میری سنت مضبوط |
| فلہ اجر مائۃ شھید۔ رواہ | تھامے اُسے سو شہیدوں کا ثواب ملے۔ |

البیھقی فی الزھد۔

اور ظاہر ہے کہ زندہ وہی سنت کی جائے گی جو مردہ ہوگئی اور سنت مردہ جبھی ہوگی کہ اس کے خلاف رواج پڑ جائے۔

## جواب سوال ہشتم

احیائے سنت علما کا تو خاص فرض منصبی ہے اور جس مسلمان سے ممکن ہو اس کے لیے حکم عام ہے ہر شہر کے مسلمانوں کو چاہیے کہ اپنے شہر یا کم از کم اپنی اپنی مساجد میں اس سنت کو زندہ کریں اور سو سو شہیدوں کا ثواب لیں اور اس پر یہ اعتراض نہیں ہو سکتا کہ کیا تم سے پہلے عالم نہ تھے یوں ہو تو کوئی سنت زندہ ہی نہ کر سکے امیر المومنین عمر بن عبد العزیز رضی اللہ

تعالیٰ عنہ نے کتنی سنتیں زندہ فرمائیں اس پر ان کی مدح ہوئی نہ کہ الٹا اعتراض کر تم سے پہلے تو صحابہ و تابعین تھے رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

## جواب سوال نہم

حوض کا بانی مسجد نے قبل مسجدیت بنایا اگرچہ وسط مسجد میں ہو اور اس کی فصیل ان احکام میں خارج مسجد ہے لانہ موضع اعد للوضوء کما تقدم۔

## جواب سوال دہم

لکڑی کا منبر بنائیں کہ یہی سنت مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے اسے گوشہ محراب میں رکھ کر محاذات ہو جائے گی اور اگر صحن کے بعد مسجد کی بلند دیوار ہے تو اُسے قیام مؤذن کے لائق تراش کر باہر کی جانب جالی یا کواڑ لگالیں۔

مسلمان بھائیو!

یہ دین ہے کوئی دنیوی جھگڑا نہیں دیکھو کہ تمہارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت کیا ہے تمہاری مذہبی کتابوں میں کیا لکھا ہے۔

## حضرات علمائے اہل سنت سے معروض:

حضرات احیائے سنت آپ کا کام ہے اس کا خیال نہ فرمائیے کہ آپ کے ایک چھوٹے نے اسے شروع کیا وہ بھی آپ ہی کا کرنا ہے آپ کے رب کا حکم ہے تعاونوا علی البر والتقویٰ اور اگر آپ کی نظر میں یہ مسئلہ صحیح نہیں تو غصہ کی حاجت نہیں بے تکلف بیان حق فرمائیے اور اس وقت لازم ہے کہ ان دسوں سوالوں کے جداجدا جواب ارشاد ہوں اور ان کے ساتھ ان پانچوں سوالوں کے بھی:

(۱۱) اشارت مرجوح ہے یا عبارت اور ان میں فرق کیا ہے۔

(۱۲) کیا محتمل وصریح کا مقابلہ ہو سکتا ہے۔

(۱۳) تصریحات کتب فقہ کے سامنے کسی غیر کتاب فقہ سے استنباط پیش کرنا کیسا ہے خصوصاً استنباط بعید یا جس کا منشا بھی غلط۔

(۱۴) حنفی کو تصریحات فقہ حنفی کے مقابل کسی غیر کتاب حنفی کا پیش کرنا کیسا ہے۔

(۱۵) قرآن مجید کی تجوید فرض عین ہے یا نہیں اگر ہے تو کیا سب ہندی علماء اسے بجا لاتے ہیں یا سو میں کتنے؟

## مسئلہ ۱۰۲ - عبد المصطفیٰ نام کے جواز میں دلائل

زید کہتا ہے مولانا احمد رضا خاں ہر کتاب اور ہر خط میں لکھتے ہیں "راقم عبد المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم" خدا جل جلالہ کے سوا دوسرے کا عبد کیسے بن سکتا ہے فقیر نے جواب دیا بھائی یہاں عبد المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مراد یہ لی جاتی ہے کہ غلام مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہ کہ بندہ۔ بینوا توجروا۔

## الجواب

اللہ عزوجل فرماتا ہے وانکحوا الایامیٰ منکم والصلحین من عبادکم وامائکم ہمارے نے غلاموں کو ہمارا بندہ فرمایا کہ تم میں جو عورتیں بے شوہر ہوں انہیں بیاہ دو اور تمہارے بندوں اور تمہاری باندیوں میں جو لائق ہوں ان کا نکاح کر دو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں لیس علی المسلم فی عبدہ ولا فرسہ صدقۃ مسلمان پر اس کے بندے اور گھوڑے میں زکوٰۃ نہیں یہ حدیث صحیح بخاری و صحیح مسلم اور باقی سب صحاح میں ہے امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجمع صحابہ میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو جمع فرما کر علانیہ برسر منبر فرمایا کنت مع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وکنت عبدہ وخادمہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ تھا میں حضور کا بندہ تھا اور حضور کا خدمتگار تھا یہ حدیث وہابیہ کے امام الطائفہ اسمٰعیل دہلوی کے دادا اور زعم طریقت میں پردادا جناب شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے ازالۃ الخفا میں بحوالہ ابو حنیفہ و کتاب الریاض النضرہ لکھی اور اس سے سند لی اور مقبول رکھی۔ مثنوی شریف میں قصہ خریداری بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کیا عرض کی ؎

گفت ما دو بندگان کوئے تو  
کردمش آزاد ہم بر روئے تو

کہا ہم آپ کی گلی کے دونوں غلام ہیں۔ میں نے اس کو آپ کے رخ انور کے صدقہ میں آزاد کر دیا۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے

| | |
|---|---|
| قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا | اے محبوب تم اپنی تمام امت سے یوں |
| عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ | خطاب فرماؤ کہ اے میرے بندو جنہوں |
| رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ | نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اللہ کی رحمت سے |
| الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا اِنَّهٗ هُوَ | ناامید نہ ہو بیشک اللہ سب گناہ بخشدیتا |
| الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝ | ہے بیشک وہی ہے بخشنے والا مہربان۔ |

حضرت مولوی معنوی قدس سرہ مثنوی شریف میں فرماتے ہیں۔

بندہ خود خواند احمد در رشاد — جملہ عالم را بخواں قل یعباد

ترجمہ: اپنا بندہ کہا احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنے فرمان میں تمام عالم کو پکارا اے میرے بندو طرفہ یہ کہ وہابیہ حال کے حکیم الامۃ اشرف علی تھانوی صاحب بھی جب تک مسلمان کہلاتے تھے حاشیہ شمائم امدادیہ میں قرآن کریم کا یہی مطلب ہونے کی تائید کر گئے کہ تمام جہان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بندہ ہے۔ اب گنگوہی اصطباغ پاکر شاید اسے ہر شرک سے بدتر شرک کہیں گے حالانکہ ہر شرک سے بدتر شرک کے مرتکب خود گنگوہی صاحب میں براہین قاطعہ میں صاف صاف شیطان کو خدا کا شریک مانا ہے جس کا بیان علمائے حرمین شریفین کے فتاوی مسمیٰ بہ حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین ۱۳۲۰ھ میں اور اس مسئلہ عبد المصطفیٰ کی تمام تفصیل ہمارے رسالہ "بذل الصفا تعبد المصطفیٰ"[۱] میں ہے اے مسکین عبد اللہ یعنی خلق خدا وملک خدا تو ہر مومن و کافر ہے مومن وہی ہے جو عبد المصطفیٰ ہے امام الاولیاء و مرجع العلماء حضرت سیدنا سہل بن عبد اللہ تستری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

| | |
|---|---|
| من لم یر نفسہ فی ملاک النبی | جو اپنے آپ کو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ |
| صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لایذوق | وسلم کا مملوک نہ جانے ایمان کا مزہ |
| حلاوۃ الایمان۔ | نہ چکھے گا۔ |

آخر نہ دیکھا جب اللہ عزوجل نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نور سیدنا آدم علیہ الصلاۃ والسلام کی پیشانی میں ودیعت رکھا اور اسی نور کی تعظیم کے لیے تمام ملائکہ کرام علیہم الصلاۃ والسلام کو سجدہ کا حکم دیا سب نے سجدہ کیا ابلیس لعین نے نہ کیا گیا وہ اس وقت عبد اللہ

ہونے سے نکل گیا اللہ کا مخلوق اللہ کا مملوک نہ رہا حاشا یہ تو ناممکن ہے بلکہ نور مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کو نہ جبکہ عبد المصطفیٰ نہ بنا لہٰذا مردود ازلی و ملعون سرمدی ہوا آدمی کو اختیار ہے چاہے عبد المصطفیٰ بنے اور ملکہ مقربین کا ساتھی ہو یا اُس سے انکار کرے اور ابلیس لعین کا ساتھ دے۔ والعیاذ باللہ رب العالمین۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

## مسئلہ ۱۰۳۔ ناپاک گھی کو پاک کرنے کا طریقہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ میں کہ جمے ہوئے گھی میں حرام جانور مثلاً چوہا، بلی یا کتا مرگیا یا جھوٹا کر گیا وہ گھی یا تیل کیسے پاک ہوگا اور وہ کھانا درست ہوگا یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

## الجواب

گھی اگر جما ہوا ہے تو اس جانور یا اُس کے منہ لگنے کی جگہ سے کھرچ کر تھوڑا سا پھینک دیں باقی پاک ہے احمد وابوداؤد وابوہریرہ اور دارمی عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اذا وقعت الفارۃ فی السمن فان کان جامدا فالقوھا وما حولھا۔ اگر جمے ہوئے گھی میں چوہا گر جائے تو چوہا اور اُس کے آس پاس کا گھی نکال کر پھینک دو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## مسئلہ ۱۰۴

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ گھی گرم تھا اس میں مرغی کا بچہ گرا اور فوراً مرگیا یہ گھی کھانا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

## الجواب

گھی ناپاک ہوگیا بے پاک کئے اس کا کھانا حرام ہے پاک کرنے کے تین طریقے ہیں۔

ایک یہ کہ اتنا ہی پانی اس میں ملا کر جنبش دیتے رہیں یہاں تک کہ سب گھی اوپر آجائے اُسے اُتار لیں اور دوسرا پانی اُسی قدر ملا کر یونہی کریں پھر اتار کر تیسرے پانی میں اسی طرح دھوئیں اور اگر گھی سرد ہو کر جم گیا ہو تو تینوں بار اس کے برابر پانی ملا کر جوش دیں یہاں تک کہ

گھی اوپر آجائے اُتار لیں بلکہ جوش دینے کی پہلے ہی بار حاجت ہے پھر تو گھی رقیق ہوجائے گ
اور پانی ملا کر جنبش دینا کفایت کرے گا۔

دوم ناپاک گھی جس برتن میں ہے اگر جمنے کی طرف مائل ہوگیا ہو آگ پر پگھلا لیں ا
ویسا ہی پگھلا ہوا پاک گھی اُس برتن میں ڈالتے جائیں یہاں تک کہ گھی سے بھر کر اُبل جا
سب گھی پاک ہوجائے گا۔

سوم دوسرا گھی پاک لیں اور مثلاً تخت پر بیٹھ کر نیچے ایک خالی برتن رکھیں اور پرنا
کے مثل کسی چیز میں وہ پاک گھی ڈالیں اور اس کے بعد یہ ناپاک گھی اس پرنالے میں ڈالید
یوں کہ دونوں کی دھاریں ایک ہوکر پرنالے سے برتن میں گریں اسی طرح پاک و ناپاک دون
گھی ملا کر ڈالیں یہاں تک کہ سب ناپاک گھی پاک گھی سے ایک دھار ہوکر برتن میں پہنچ جائ
سب پاک ہوگیا۔

پہلے طریقہ میں پانی سے گھی کو تین بار دھونے میں گھی خراب ہونے کا اندیشہ ہے
اور دوسرے طریقہ میں اُبل کر تھوڑا گھی ضائع ہوجائے گا تیسرا طریقہ بالکل صاف ہے مگر اُس
میں احتیاط بہت درکار ہے کہ برتن میں ناپاک گھی کی کوئی بوند نہ پاک سے پہلے پہنچے نہ بعد
گرے نہ پرنالے میں بہاتے وقت اُس کی کوئی چھینٹ اُڑ کر پاک گھی سے جدا برتن میں
گرے ورنہ برتن میں جتنا پہنچا یا اب پہنچے گا سب ناپاک ہوجائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## مسئلہ ۱۰۵۔ لمبی مونچھوں کی حرمت

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ مسلمان کو مونچھ بڑھانا یہاں تک کہ منہ
میں آدے کیا حکم ہے زید کہتا ہے ٹرکش لوگ بھی مسلمان ہیں وہ کیوں مونچھ بڑھاتے ہیں
بینوا توجروا۔

## الجواب

مونچھیں اتنی بڑھانا کہ منہ میں آئیں حرام وگناہ وسنت مشرکین ومجوس ویہود ونصاریٰ ہے
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اعلیٰ درجہ کی حدیث صحیح میں فرماتے ہیں احفوا الشوارب و
اعفوا اللحی ولا تشبھوا بالیھود رواہ الامام الطحاوی عن انس بن مالک ونحوہ مسلم
ترجمہ: مونچھیں کترواؤ داڑھی بڑھاؤ اور یہود کی مشابہت نہ کرو۔

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہما جزوا الشوارب وارخوا اللحی وخالفوا المجوس۔ (مونچھ کاٹو اور داڑھی چھوڑو مجوس کی مخالفت کرو)۔

مونچھیں کترکر خوب پست کرو اور داڑھیاں بڑھاؤ یہودیوں اور مجوسیوں کی صورت نہ بنو۔ جاہل ترکوں کا فعل حجت ہے یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## ۱۰۶ مسئلہ۔ جمعہ کے خطبہ میں سلطانِ اسلام کا نام لینا

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ جمعہ کے روز سلطان المسلمین کے لیے خطبہ میں دعا مانگنا فرض ہے تو مثلاً اتنی دعا مانگی جائے تو درست ہے یا نہیں؟ اللّٰھم اعز الاسلام والمسلمین بالامام العادل ناصر الاسلام والملۃ والدین۔ زید کہتا ہے نہیں درست سلطان المعظم کا نام لے کر دعا مانگنا چاہیے۔

## الجواب

سلطان اسلام کے لیے خطبہ میں دعا فرض نہیں ایک مستحب ہے اور وہ اتنی دعا سے اس سوال میں لکھی بیشک حاصل ہے زید کا اسے نادرست کہنا محض غلط و باطل ہے بلکہ درمختار میں ہے:

یندب ذکر الخلفاء الراشدین والعمین لا الدعاء للسلطان وجوزہ القہستانی

اس نام کی ضرورت ان شہروں میں ہے جو سلطان کی سلطنت میں ہیں کہ سکہ و خطبہ شعار سلطنت ہے رد المحتار میں ہے:

الدعاء للسلطان علی المنابر قد صار الان من شعار السلطنۃ فمن ترکہ یخشی علیہ الخ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## ۱۰۷ مسئلہ۔ شال سر پر ڈال کر نماز پڑھنا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر پیش امام سر پر شال ڈال کر نماز پڑھائے تو کیسا ہے۔

## الجواب

شال اگر ریشمی یا زری کی مغرق ہے یا اس کا کوئی بوٹا زری یا ریشم کا چار انگل سے زیادہ چوڑا

ہے تو مرد کو مطلقاً ناجائز ہے اگرچہ غیر نماز میں اور نماز اس کے باعث مکروہ تحریمی ... امام ہو یا مقتدی یا تنہا اور اگر ایسی نہیں تو دو صورتیں ہیں اگر سر پر ڈال کر اس کا آنچل شانوں پر ڈال لیا جو اوڑھنے کا طریقہ ہے تو حرج نہیں اور اگر سر پر ڈال کر دونوں پلو لٹکتے چھوڑ دیے تو مکروہ تحریمی وگناہ ہے اور نماز کا پھیرنا واجب۔ درمختار میں ہے:

وکرہ سدل) تحریما للنھی (ثوبہ) ارسالہ بلا لبس معتاد کشد منديل يرسلہ من کتفیہ۔ ردالمحتار میں ہے وذلک نحو الشال۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## مسئلہ ۱۰۸۔ ولدالزنا کی نماز جنازہ اور تدفین

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ولدالزنا کی نماز جنازہ پڑھنا اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن جائز ہے یا نہیں۔ ولدالزنا کی ماں کافرہ ہے اور باپ مسلمان۔ بینوا توجروا۔

## الجواب

جب وہ مسلمان ہے اُس کے جنازہ کی نماز فرض ہے اور مسلمانوں کے مقابر میں اُسے دفن کرنا بیشک جائز ہے اگرچہ اس کی ماں یا باپ یا دونوں کافر ہوں بلکہ یہ اور بھی اولیٰ ہے کہ ولدالزنا ہونے میں اُس کا اپنا کوئی قصور نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ
عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ
بمحمدن المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

# ملفوظات

**عرض** حضور ۱۳ سال میں میری اہلیہ کے ۴ لڑکے اور دو لڑکیاں پیدا ہوئے جن میں سے پانچ اولادیں انتقال کر گئیں کسی کی عمر ۴ سال کسی کی دو سال کسی کی ایک سال ہوئی اور سب کو ایک ہی بیماری لاحق ہوئی یعنی پسلی اور ام الصبیان فی الحال صرف ایک لڑکی ۳ سالہ حیات ہے حضور دعا فرمائیں اور ان امراض کے واسطے کوئی عمل جو مناسب ہو ارشاد فرمائیں۔

**ارشاد** مولیٰ تعالیٰ اپنی رحمت فرمائے اب جو حمل ہو اُسے دو مہینے نہ گزرنے پائیں کہ یہاں اطلاع دیجئے اور زوجہ اور ان کی والدہ کا نام بھی معلوم ہونا چاہیئے اس وقت سے انشاء اللہ تعالیٰ بندوبست کیا جائے۔ اپنے گھر میں پابندی نماز کی تاکید شدید رکھیے اور پانچوں نمازوں کے بعد آیۃ الکرسی ایک ایک بار ضرور پڑھا کریں اور علاوہ نمازوں کے ایک ایک بار صبح سورج نکلنے سے پہلے اور شام کو سورج ڈوبنے سے پہلے اور سوتے وقت جن دنوں میں عورتوں کو نماز کا حکم نہیں اُن میں بھی ان تین وقت آیۃ الکرسی نہ چھوٹے مگر ان دنوں میں آیت قرآن مجید کی نیت سے نہ پڑھے بلکہ اس نیت سے کہ اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتے ہیں اور جن دنوں میں نماز کا حکم ہے ان میں اس کا بھی التزام رکھیں کہ تینوں قل ۳-۳ بار صبح وشام اور سوتے وقت پڑھیں صبح سے مراد یہ ہے کہ آدھی رات ڈھلنے سے سورج نکلنے تک اور شام سے مراد یہ ہے کہ دوپہر ڈھلے سے غروب آفتاب تک اور سوتے وقت اس طور پر پڑھیں کہ چت لیٹ کر دونوں ہاتھ دعا کی طرح پھیلا کر ایک ایک بار تینوں قل پڑھ کر ہتھیلیوں پر دم کر کے سارا منہ اور سینے اور پیٹ پاؤں تک جسم کا آگا اور پیچھے جہاں تک ہاتھ پہنچ سکے سارے بدن پر ہاتھ پھیر لیا کریں یوں ہی تین بار یہی عمل بالغ مرد کیلئے ہی اور جن دنوں میں عورتوں کو نماز کا حکم نہیں اُن میں آپ اسی طرح پڑھ کر تین بار ان کے بدن پر ہاتھ پھیر دیا کیجئے بڑا

چراغ یہاں ایک صاحب بناتے ہیں وہ بنوا لیجیے اور ایام حمل میں اور بچہ پیدا ہونے کے بعد جس ترکیب سے بتایا جائے اُسے روشن کیجیے اور یہ لڑکی جو موجود ہے اس کو اگر ناسازی لاحق ہو تو اُس کے لیے بھی روشن کیجیے اور وہ چراغ باذنہ تعالیٰ سحر اور آسیب و مرض تینوں کے دفع میں مجرب ہے۔ بچہ جو پیدا ہو پیدا ہوتے ہی مناسب سے پہلے اُس کے کانوں میں، بار اذانیں دی جائیں ۴ بار اذان سیدھے کان میں اور تین تکبیر بائیں میں اس میں ہرگز دیر نہ کی جائے دیر کرنے میں شیطان کا دخل ہو جاتا ہے۔ چالیس روز تک بچہ کو کسی اناج سے تول کر خیرات کیا جائے پھر سال بھر تک ہر مہینہ پر پھر دو برس کی عمر تک ہر دو مہینے پر تیسرے سال ہر تین مہینے پر چوتھے سال ہر چار مہینے پر پانچویں سال بھی ہر چار مہینے پر چھٹے سال ہر چھ مہینے پر ساتویں سال سالانہ یہ تول اس لڑکی کے لیے بھی کیجیے۔ چوتھے میں ہے تو ہر چار مہینے پر تولیے۔ مکان میں سات دن تک مغرب کے وقت ۷۔ ۷ بار اذان باآواز بلند کہی جائے اور تین شب کسی صحیح خواں سے پوری سورۂ بقر ایسی آواز سے تلاوت کرائی جائے کہ مکان کے ہر گوشہ میں پہنچے شب کو مکان کا دروازہ بسم اللہ کہہ کر بند کیا جائے اور صبح کو بسم اللہ کہہ کر کھولا جائے آپ کے گھر میں جب پاخانہ کو جائیں اُس کے دروازہ سے باہر بسم اللہ اعوذ باللہ من الخبیث والخبائث پڑھ کر بایاں پیر پہلے رکھ کر جائیں اور جب نکلیں تو دہنا پاؤں پہلے نکالیں اور الحمد للہ کہیں اور کپڑے بدلنے یا نہانے کے لیے جب کپڑے اُتاریں پہلے بسم اللہ کہہ لیں اور قربت کے وقت نہایت اہتمام کے ساتھ یاد رکھیے کہ شروع فعل کے وقت آپ اور وہ دونوں بسم اللہ کہہ لیں اور ان باتوں کا التزام رہے گا تو ان شاء اللہ تعالیٰ کوئی خلل نہ ہونے پائے گا۔

**عرض** حضور بڑا چراغ روشن کرنے کی کیا ترکیب ہے۔

**ارشاد**۔ (۱) یہ چراغ معلق روشن کیا جائے گا کسی چھینکے یا قندیل میں۔

(۲) روشن کرتے وقت لَو کے پاس سونے کا چھلّا یا انگوٹھی یا بالی ڈال دیا کریں چلہ ختم ہونے پر وہ مساکین مسلمین پر تصدق کریں۔

(۳) چراغ باوضو نمازی آدمی روشن کرے اگرچہ عورت ہو اور مرد بہتر ہے۔
(۴) مرض ہلکا ہو تو چراغ روز ڈیڑھ گھنٹہ روشن ہو اور سخت ہو تو دو گھنٹے تین گھنٹے اور بہت سخت ہو تو شب بھر۔
(۵) مریض اس کی روشنی میں بیٹھے خواہ لیٹے مگر منہ اس کی طرف رکھے اور اکثر اوقات اُس کی لو کو دیکھے۔
(۶) جتنی دیر تک جلانا منظور ہو اُسی حساب سے اعلیٰ درجہ کا پھلیل اس میں ڈالیں اور اُسے ڈال کر چراغ کے سب طرف پھیرالیں کہ تمام نقوش پر دورہ کر آئے پھر جھکا کر رکھ دیں اور جس طرف بتی کا نشان ہے بسم اللہ کہہ کر اُس طرف روشن کریں۔
(۷) اگر مرض نہایت شدید ہو تو چاروں گوشوں میں چار بتیاں جلائیں اور چراغ سیدھا رکھیں اور ہر لوکے پاس سونا رکھیں۔
(۸) جس مکان میں یہ چراغ روشن ہو وہاں نہ کوئی تصویر ہو نہ کتا آنے پائے نہ سوا مریضہ کے کوئی عورت حیض یا نفاس والی یا کوئی ناپاک مرد یا عورت۔
(۹) اُس جگہ بیٹھ کر سب ذکر الٰہی و درود شریف میں مشغول رہیں جو بات ضرورت کی ہو بقدر ضرورت آہستگی سے کہہ دیں چپقلش نہ کریں نہ کوئی لغو بیہودہ بات وہاں ہونے پائے۔
(۱۰) جتنی عورتیں وہاں بیٹھیں یا آئیں جائیں سب سنگین کپڑے پہنے ہوں نماز کی طرح سوا منہ کی ٹکلی یا ہتھیلیوں کے سر کا کوئی بال یا گلے یا کلائی یا بازو یا پیٹ یا پنڈلی کا کوئی حصہ اصلاً کھلنے پائے۔
(۱۱) چراغ پہلے دن جس وقت روشن ہو وہ گھنٹہ منٹ یاد رکھیں کہ کسی دن اُس سے زیادہ دیر روشن کرنے میں نہ ہونے پائے اُس کے موکلات اپنی حاضری کا وہی وقت مقرر کر لیتے ہیں جس وقت پہلے دن روشن ہوا تھا پھر اگر کسی دن آئے اور چراغ اُس وقت روشن نہ پایا تو اُن کو تکلیف ہوتی ہے لہٰذا چاہیئے کہ پہلے

دن کچھ دیر قصداً کر کے روشن کریں کہ اگر کسی دن اتفاقیہ دیر ہوجائے تو اُس وقت سے زیادہ دیر نہ ہونے پائے مگر پہلے دن اتنی دیر بھی نہ کریں کہ اگر کسی دن اتفاقیہ دیر ہوجائے تو اُس وقت سے زیادہ دیر نہ ہونے پائے مگر پہلے دن اتنی دیر نہ کریں کہ اور کسی دن چراغ روشن ہو کر اُس وقت کے آنے سے پہلے ختم ہو جائے۔

(۱۲) جب چراغ بڑھانے کا وقت آئے کوئی باوضو شخص بڑھائے اور اُس وقت یہ کہے السلام علیکم اجمعوا ماجورین۔

(۱۳) روزانہ چھلیل ڈالیں کل کا بچا ہوا آج مریض کے سر اور بدن پر مل دیں۔

(۱۴) جس کے لیے چراغ روشن ہوا ہو اس کے سوا اور مریض بھی بہ نیت شفا اُن شرائط کی پابندی سے بیٹھ سکتے ہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

**عرض** - ایک صاحب کی لڑکی بلا ناغہ کچھ عرصہ سے سورۂ مزمل شریف پڑھا کرتی تھیں بلکہ قریب نصف کے حفظ بھی تھی اب ان صاحبزادی کا دماغ خراب ہوگیا ہے۔

**ارشاد** - لاحول شریف ۷۰ بار الحمد شریف اور آیۃ الکرسی شریف ایک ایک بار تینوں تین تین بار پانی پر دم کر کے پلائیے۔

**عرض** - کیا آیات قرآنی بھی یہ اثر رکھتی ہیں۔

**ارشاد** - جو قیود عامل بتاتے ہیں اُن کی پابندی نہ کرنے سے ایسا ہوتا ہے۔

**عرض** - حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کمبل اوڑھنا ثابت ہے یا نہیں۔

**ارشاد** - ہاں حدیث شریف سے ثابت ہے۔

**عرض** - پیراہن اقدس میں کیا کیا کپڑے ہیں۔

**ارشاد** - ردا۔ تہ بند۔ عمامہ یہ تو عام طور سے ہوتا تھا اور کبھی قمیص اور ٹوپی پاجامہ ایک بار خریدنا لکھا ہے پہننے کی روایت نہیں عورتیں بھی تہ بند ہی باندھتی تھیں ایک بار حضور تشریف لیے جاتے تھے راہ میں ایک بیوی کا پاؤں

پھر لا روئے مبارک اس طرف سے پھیر لیا صحابہ نے عرض کیا حضور وہ پاجامہ پہنے ہوئے ہے ارشاد فرمایا اللھم اغفر للمتسرولات اے اللہ بخش دے ان عورتوں کو جو پاجامہ پہنتی ہیں اور غالباً پاجامہ تنگ تھا اس واسطے کہ اگر ڈھیلا ہوتا تو اس میں بھی تہبند کی طرح کھل جانے کا احتمال ہو سکتا تھا۔

**عرض** - موم بتی جس میں چربی پڑتی ہے مسجد میں جلانا جائز ہے یا نہیں

**ارشاد** - اگر مسلمان کی بنائی ہوئی ہے تو جائز ہے ورنہ مسجد ہی میں نہیں ویسے بھی جلانا نہ چاہیئے۔

**عرض** - یہ جو جرمن وغیرہ ولایتوں سے آتی ہے اس کا کیا حکم ہے۔

**ارشاد** - ان کا بھی وہی حکم ہے اس واسطے کہ چربی اور گوشت کا ایک حکم ہے اگرچہ گائے ہو یا بکری کسی مسلمان سے کوئی ہندو یا نصرانی چربی لے گیا اور تھوڑی دیر میں واپس لائے اور کہے کہ یہ وہی چربی ہے جو ابھی تم سے لے گیا ہوں اس کا لینا حرام النصرانیۃ لاذبیحۃ لہٗ بخلاف یہودیوں کے کہ ان کے یہاں اب تک ذبح کرنے کا اہتمام ہے فتاوے قاضی خاں میں ہے الیہودیۃ یذبح اویأکل ذبیحۃ المسلم۔ نصرانی و یہودی کافر دونوں ہیں کہ ایک محبوبان خدا کی محبت میں اور دوسرے عداوت میں قرآن عظیم میں یہودیوں کو مغضوب علیھم اور نصاریٰ کو ضالین فرمایا یہی وجہ ہے کہ آج روئے زمین پر کوئی یہودی ایک گاؤں کا بھی حاکم نہیں بخلاف نصاریٰ کے کہ ان کی سلطنت ظاہر ہے اور بعینہ یہی مثال روافض و وہابیہ کی ہے کہ روافض مثل نصاریٰ کے محبت میں کافر ہوئے اور وہابیہ مثل یہود کے عداوت میں چنانچہ روافض کی حکومت ایران کا تخت موجود ہے اور وہابیہ کی کہیں ایک پڑ یہ بھی نہیں۔

**عرض** - امام مسافر کے پیچھے مقتدی مقیم کو ایک رکعت ملی تو بقیہ نماز میں قرأت کس طرح کرے۔

**ارشاد** - پہلے دو رکعت مثل لاحق کے بغیر قرأت بقدر سورۂ فاتحہ قیام کرکے قعدہ کرے اور پچھلی رکعت میں قرأت کرے۔

**عرض** - جماعت ثانیہ جس وقت شروع ہو سنت ظہر اُس وقت پڑھنا جائز ہے یا نہیں یا فجر کی سنت جماعت ثانیہ کے قعدہ نہ ملنے کی وجہ سے چھوڑ دی جائیں یا کیا۔

**ارشاد** - جماعت ثانیہ فقط جائز ہے اس کے لیے سنتیں نہ چھوڑے اصل نماز جماعت اولیٰ ہے جس کے لیے حدیث میں ارشاد ہے کہ اگر مکانوں میں بچے اور عورتیں نہ ہوتیں تو جو لوگ جماعت میں شریک نہیں ہوتے ہیں اُن کے مکانوں کو جلوا دیتا ایک مرتبہ مولوی عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے تھے کہ مارہرہ مطہرہ میں اتفاقاً مجھے نماز میں دیر ہو گئی جب میں مسجد کی سیڑھیوں پر پہنچا حضرت میاں صاحب قبلہ نماز پڑھ کر تشریف لا رہے تھے ارشاد فرمایا عبدالقادر نماز تو ہو گئی تو اصل نماز جماعت اولیٰ ہی ہے۔

**عرض** - نماز جنازہ میں تو تین صف کرنے کی فضیلت ہے اُس کی ترکیب درمختار و کبیری میں یہ لکھی ہے کہ پہلی صف میں تین دوسری میں دو اور تیسری میں ایک آدمی کھڑا ہو اس کی کیا وجہ ہے کہ ہر صف میں دو دو کھڑے ہو سکتے تھے۔

**ارشاد** - اقل درجہ صف کامل کا تین آدمی ہیں اس واسطے صف اول کی تکمیل کر دی گئی اور اس کی دلیل یہ ہے کہ امام کے برابر دو آدمیوں کا کھڑا ہونا مکروہ تنزیہی اور تین کا مکروہ تحریمی کیونکہ صف کامل ہو گئی اور اس صورت میں امام کا صف میں کھڑا ہونا ہو گیا اور پنج وقتہ نماز میں بھی۔ بعض صورتوں میں تنہا صف میں کھڑا ہونا جائز نہیں ہے مثلاً دو مرد اور ایک عورت ہے تو عورت پچھلی صف میں تنہا کھڑی ہو گی۔

**عرض** - ایام وبا میں بعض جگہ دستور ہے کہ بکرے کے داہنے کان میں سورہ یٰسین شریف اور بائیں میں سورہ مزمل شریف پڑھ کر دم کرتے ہیں اور شہر کے اردگرد پھرا کر چورا ہے پر ذبح کرتے ہیں اور اس کی کھال دوسری زمین میں دفن کر دیتے ہیں یہ کیسا ہے۔

**ارشاد** - کھال دفن کرنا حرام ہے کہ اضاعت مال ہے اور چورا ہے پر

ے جاکر ذبح کرنا جہالت اور بیکار بات ہے اللہ کے نام پر ذبح کر کے مساکین کو تقسیم کر دے۔

**عرض**۔ کیا خطبہ نکاح بھی کھڑے ہو کر قبلہ رو پڑھنا چاہیے۔

**ارشاد**۔ ہاں کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے اور قبلہ رو ہونا کچھ ضرور نہیں سامعین کی طرف مُنہ ہونا چاہیئے خطبہ جمعہ بھی تو قبلہ کی جانب پشت کر کے پڑھا جانا مشروع ہے۔

**عرض**۔ معلم کی اگر تنخواہ مقرر نہ ہو تو بچوں سے کام لے سکتا ہے یا نہیں۔

**ارشاد**۔ اگر والدین کو ناگوار نہ ہو اور بچہ کو تکلیف نہ ہو کچھ حرج نہیں تنخواہ مقرر ہو یا نہ ہو۔

**عرض**۔ میلاد خواں کے ساتھ اگر امرد شامل ہوں یہ کیسا ہے۔

**ارشاد**۔ نہیں چاہیئے۔

**عرض**۔ نوشہ کے اوبٹن ملنا جائز ہے یا نہیں۔

**ارشاد**۔ خوشبو ہے۔ جائز ہے۔

**عرض**۔ اگر بیسلپور سے بدایوں جانا ہے اور راستہ میں بریلی اترا تو قصر کرے گا یا نہیں۔

**ارشاد**۔ اس صورت میں قصر نہیں کہ سفر کے دو ٹکڑے ہو گئے۔

**عرض**۔ ایک شخص بریلی کا ساکن مُرادآباد میں دُکان کھولے اور وہاں تجارت کا ارادہ ہو اور کبھی کبھی اپنے اہل وعیال کو بھی لے جایا کرے اس صورت میں مرادآباد وطن اصلی ہو گا یا وطن اقامت۔

**ارشاد**۔ وطن اصلی نہ ہو گا ہاں اگر وہاں نکاح کرے تو ہو جائے گا۔

**عرض**۔ اگر وہابی نکاح پڑھائے تو ہو جائے گا یا نہیں۔

**ارشاد**۔ نکاح تو ہو ہی جائے گا اس واسطے کہ نکاح نام باہمی ایجاب وقبول کا ہے اگرچہ بامن پڑھا دے چونکہ وہابی سے پڑھوانے میں اس کی تعظیم ہوتی ہے جو حرام ہے لہٰذا احتراز لازم ہے۔

**عرض** - ولیمہ نکاح کی سنت ہے یا زفاف کی اور نابالغ کا نکاح ہو تو ولیمہ کب اور کس دن کرے۔

**ارشاد** - ولیمہ زفاف کی سنت ہے اور نابالغ بھی بعد زفاف کے ولیمہ کرے اور ولیمہ شب زفاف کی صبح کو کرے۔

**عرض** - نکاح کے بعد چھوارے لٹانے کا جو رواج ہے یہ کہیں ثابت ہے یا نہیں۔

**ارشاد** - حدیث شریف میں لوٹنے کا حکم ہے اور لٹانے میں بھی کوئی حرج نہیں اور یہ حدیث دار قطنی و بیہقی و طحاوی سے مروی ہے۔

**عرض** - خضاب سیاہ اگر وسمہ سے ہو۔

**ارشاد** - وسمہ سے ہو یا تسمہ سے سیاہ خضاب حرام ہے۔

**عرض** - کوئی صورت بھی اس کے جواز کی ہے۔

**ارشاد** - ہاں جہاد کی حالت میں جائز ہے۔

**عرض** - اگر جوان عورت سے مرد ضعیف نکاح کرنا چاہے تو خضاب سیاہ کر سکتا ہے یا نہیں۔

**ارشاد** - بوڑھا بیل سینگ کاٹنے سے بچھڑا نہیں ہو سکتا۔

**عرض** - بعض کتب میں ہے کہ وقت شہادت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسمہ کا خضاب تھا۔

**ارشاد** - حضرت امام حسن و حسین و عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم خضاب وسمہ کا کیا کرتے تھے کہ یہ سب حضرات مجاہدین تھے۔

**عرض** - نماز قصر تھی اور قصر پڑھی تو اعادہ ہوگا یا نہیں۔

**ارشاد** - ضرور اعادہ ہوگا کہ سرے سے نماز ہی نہ ہوئی۔

**عرض** - ایک گاؤں میں مسجد بالکل ویرانہ میں ہے اس کے متصل ایک کمہار کا مکان ہے مسجد مذکور میں نماز بھی نہیں ہوتی ہے بلکہ اس کے ارد گرد لوگ کوڑہ وغیرہ ڈالتے

ہیں وہ کمہار زمین مسجد کو خریدنا چاہتا ہے آیا اُس کی بیع ہو سکتی ہے یا نہیں۔

**ارشاد** - حرام ہے اگرچہ زمین کے برابر سونا دے مسجد کے لیے جو لوگ ایسا کریں ان کی نسبت قرآن عظیم فرماتا ہے: لهم فی الدنیا خزی ولهم فی الاخرة عذاب عظیم ۔ دنیا میں اُن کے لیے رسوائی ہے اور آخرت میں بڑا عذاب۔

**عرض** - نماز جنازہ کی تعجیل سے کیا مُراد ہے۔

**ارشاد** - غسل وکفن بغیر تو نماز پڑھ سکتے ہی نہیں ہاں اُس کے بعد تاخیر نہ کرے بعض لوگ شب جمعہ میں جس کا انتقال ہوا میت کو تا نماز جمعہ رکھے رہتے ہیں کہ آدمیوں کی نماز میں کثرت ہو جائے یہ ناجائز ہے اور اس کی تصریح کتب فقہ میں موجود ہے اور اگر قبر تیار ہونے سے پیشتر کسی عذر سے تاخیر کی جائے تو حرج نہیں۔

**عرض** - مُردہ کے ساتھ مٹھائی قبرستان میں چیونٹیوں کے ڈالنے کے لیے لے جانا کیسا ہے۔

**ارشاد** - ساتھ لے جانا روٹی کا جس طرح علمائے کرام نے منع فرمایا ہے ویسے ہی مٹھائی ہے اور چیونٹیوں کو اس نیت سے ڈالنا کہ میت کو تکلیف نہ پہنچائیں محض جہالت ہے اور یہ نیت نہ بھی ہو تو بھی بجائے اس کے مساکین صالحین پر تقسیم کرنا بہتر ہے دیکھو فرمایا مکان پر جس قدر چاہیں خیرات کریں قبرستان میں اکثر دیکھا گیا ہے کہ اناج تقسیم ہوتے وقت بچے اور عورتیں وغیرہ غل مچاتے اور مسلمانوں کی قبروں پر دوڑتے پھرتے ہیں۔

**عرض** - معمولی چھینٹ جس کے پاجامے عورتوں کے ہوتے ہیں خوش دامن کا پاجامہ ایسی چھینٹ کا ہو اُس پر سے اُس کے جسم کو ہاتھ بشہوت لگائے تو کیا حکم ہے۔

**ارشاد** - اگر ایسا کپڑا ہے کہ حرارت جسم کی نہ معلوم ہو تو خیر ورنہ حرمت مصاہرت ثابت ہو جائے گی۔

**عرض** - یہ جو مولود شریف کی بعض کتب میں لکھا ہے کہ جس رات آمنہ خاتون حاملہ ہوئیں دو سو عورتیں رشک حسد سے مرگئیں یہ صحیح ہے یا نہیں۔

**ارشاد**۔ اس کی صحت معلوم نہیں البتہ چند عورتوں کا بہ تمنائے زر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مرجانا ثابت ہے۔

**عرض**۔ اسقاط کی حالت میں چند سیر گندم اور قرآن عظیم دیا جاتا ہے اس میں کل کفارہ ادا ہو جائے گا یا نہیں۔

**ارشاد**۔ جتنی قیمت قرآن عظیم کی بازار میں ہے اُتنے کا کفارہ ادا ہو جائے گا۔

**عرض**۔ ثمن کے اندر عاقدین مختار ہیں جتنا چاہیں طے کر لیں۔

**ارشاد**۔ یہاں یہ کہ صدقہ دیا جا رہا ہے وہی بازار کے بھاؤ کا اعتبار ہوگا۔

**عرض**۔ خطبہ کے وقت عصا ہاتھ میں لینا سنت ہے یا کیا۔

**ارشاد**۔ اختلاف ہے علماء کا بعض کہتے ہیں کہ سنت ہے اور بعض مکروہ بتاتے ہیں۔

**عرض**۔ سنت و مکروہ میں تعارض ہر تو کیا کرنا چاہیئے۔

**ارشاد**۔ ترک اولیٰ ہے جامع الرموز میں محیط سے نقل ہے کہ سنت ہے اور محیط ہی میں ہے کہ مکروہ ہے اسی کو ہندیہ میں نقل کیا ہے۔

**عرض**۔ دیہات میں جمعہ نہ پڑھنے کے مسائل و رسائل علماء نے لکھے ہیں اس سے اہل دیہات بہت پریشان ہیں۔

**ارشاد**۔ مذہب حنفی میں جمعہ و عیدین جائز نہیں لیکن جہاں قائم ہے وہاں منع نہ کیا جائے اور جہاں نہیں ہے وہاں قائم نہ کیا جائے آخر شافعی مذہب پر تو ہو ہی جائے گا ایسی صورت میں جہلا جمعہ تو جمعہ ظہر بھی چھوڑ دیں گے۔ ارأیت الذی ینھی ہ عبدً اذا صلّٰی ہ سے خوف کرنا چاہیئے۔ مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے منقول ہے کہ ایک شخص کو طلوع آفتاب کے وقت نفل پڑھتے ہوئے دیکھ کر منع نہ فرمایا جب وہ پڑھ چکا تو مسئلہ تعلیم فرما دیا۔

**عرض**۔ حضور کی قسم کھا کر خلاف کرنے سے کفارہ لازم آئے گا یا نہیں۔

**ارشاد**۔ نہیں۔

**عرض**۔ قسم حضور کی کھانا جائز ہے۔

ارشاد نہیں۔

عرض ۔کیا بے ادبی ہے۔

ارشاد ۔ ہاں۔

عرض ۔خلال تانبے پیتل کا گلے میں لٹکانا کیسا ہے۔

ارشاد ۔ ناجائز ہے کیونکہ یہ تعلیق کے حکم میں ہے ویسے جائز ہے اور سونے چاندی کا حرام ہے بلکہ عورتوں کو بھی ایسے ہی سونے چاندی کے ظروف میں کھانا جائز ہے اور گھڑی کی چین بھی عام ازیں کہ چاندی کی ہو یا پیتل کی ہاں ڈورا باندھ سکتا ہے۔

عرض ۔جوان غیر محرم عورتوں کے سلام کا جواب دینا چاہیئے یا نہیں۔

ارشاد ۔ دل میں جواب دے۔

عرض ۔اگر غائبانہ نامحرم کو سلام کہلائے۔

ارشاد ۔ یہ بھی ٹھیک نہیں ع

بسا کین آفت از گفتار خیزد۔

عرض ۔سنت الفجر اول وقت پڑھے یا متصل فرضوں کے۔

ارشاد ۔ اول وقت پڑھنا اولیٰ ہے حدیث شریف میں ہے جب انسان سوتا ہے شیطان تین گرہ لگا دیتا ہے جب صبح اٹھتے ہی وہ رب عزوجل کا نام لیتا ہے ایک گرہ کھل جاتی ہے اور وضو کے بعد دوسری اور جب سنتوں کی نیت باندھی تیسری بھی کھل جاتی ہے لہذا اول وقت سنتیں پڑھنا اولیٰ ہے۔

عرض ۔ظہر کے وقت بغیر سنت پڑھے امامت کر سکتا ہے۔

ارشاد ۔ بلا عذر ٹھیک نہیں۔

عرض ۔سنت جمعہ اگر خطبہ شروع ہونے کی وجہ سے چھوٹ جائیں تو بعد نماز جمعہ پڑھے یا نہیں۔

ارشاد ۔ پڑھے اور ضرور پڑھے۔

عرض ۔ بعض جگہ دستور ہے کہ مسلمان ہندو کی آڑت میں مال فروخت کرتا ہے

اور اس صورت میں ہندو کو کمیشن دینا پڑتا ہے اور وہ لوگ کمیشن کے ساتھ چار آنے سیکڑہ اس بات کا لیتے ہیں کہ اس رقم کا اناج خرید کر کبوتروں کو ڈالا جائے گا یہ دینا جائز ہے یا نہیں۔

**ارشاد**۔ اگر جانوروں کے لیے لیں کچھ حرج نہیں البتہ بت وغیرہ کے لیے ناجائز ہے۔

**عرض**۔ دست غیب وکیمیا حاصل کرنا کیسا ہے۔

**ارشاد**۔ دست غیب کے لیے دعا کرنا محال عادی کے لیے دعا کرنا ہے جو مثل محال عقلی و ذاتی کے حرام ہے اور کیمیا تضیع مال ہے اور یہ حرام ہے آج تک کہیں ثابت نہیں ہوا کہ کسی نے بنالی ہو۔ کباسط کفیہ الی الماء وما ھو ببالغہ۔ دست غیب جو قرآن عظیم میں ارشاد ہے اُس کی طرف لوگوں کو توجہ ہی نہیں کہ فرماتا ہے ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا ویرزقہ من حیث لایحتسب۔ یتق اللہ پر عمل نہیں ورنہ حقیقۃً سب کچھ حاصل ہو سکتا ہے میرے ایک دوست مدینہ طیبہ کے رہنے والے ان کا مدینہ منورہ سے بھیجا ہوا ایک خط اتوار کے روز مجھے ملا جس میں پچاس روپیہ کی طلب تھی بدھ کے روز یہاں سے ڈاک جاتی تھی جو ہفتہ کے روز ڈاک کے جہاز میں روانہ ہو جاتی تھی پیر کے دن تو مجھے خیال ہی نہ رہا منگل کے روز یاد آیا دیکھا تو اپنے پاس پانچ پیسے بھی نہیں وہ دن بھی ختم ہوا نماز مغرب پڑھ کر حسب معمول استنجے کو گیا اور یہ فکر کہ کل کو بدھ ہے اور ابھی تک روپیہ کی کوئی سبیل نہیں ہوئی میں نے سرکار میں عرض کیا کہ حضور ہی میں بھیجنا ہیں عطا فرمائے جائیں کہ باہر سے حسنین (اعلیحضرت مدظلہ کے بھتیجے) نے آواز دی "سیٹھ ابراہیم بمبئی سے ملنے آئے ہیں" میں

---

ع جیسے کوئی دونوں ہاتھ پھیلائے پانی کی طرف بیٹھا ہو اور وہ پانی یوں اسے پہنچنے والا نہیں۔ ۱۲

ع جو اللہ سے ڈرتا ہے پرہیزگار ہے اللہ عزوجل اُس کے لیے فرما دیتا ہے اور اُسے روزی پہنچاتا ہے وہاں سے جہاں کا اُسے گمان بھی نہیں ہوتا۔ ۱۲

باہر آیا اور ملاقات کی چلتے وقت اکیاون روپیہ انھوں نے دیے حالانکہ ضرورت صرف پچاس روپیہ کی تھی یہ اکیاون یوں تھے کہ ایک روپیہ فلیس منی آرڈر کا بھی تو دینا پڑتا غرض صبح کو فوراً منی آرڈر کر دیا۔

**مؤلف** - یہ ہے یرزقہ من حیث لا یحتسب ۔

**عرض** - ادنیٰ درجہ علم باطن کیا ہے۔

**ارشاد** - حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک بار سفر کیا اور وہ علم لایا جسے خواص وعوام سب نے قبول کیا۔ دوبارہ سفر کیا اور وہ علم لایا جسے خواص نے قبول کیا عوام نے نہ مانا۔ سہ بارہ سفر کیا اور وہ علم لایا جو خواص و عوام کسی کی سمجھ میں نہ آیا۔

یہاں سفر سے سیر اقدام مراد نہیں بلکہ سیر قلب ہے اُن کے علوم کی حالت تو یہ ہے اور ادنےٰ درجہ اُن سے اعتقاد اُن پر اعتماد و تسلیم ارشاد جو سمجھ میں آیا فبہا ورنہ کل من عند ربنا وما یذکر الا اولوا الالباب ○ حضرت شیخ اکبر اور اکابر فن نے فرمایا ہے کہ ادنیٰ درجہ علم باطن کا یہ ہے کہ اس کے عالموں کی تصدیق کرے کہ اگر نہ جانتا تو ان کی تصدیق نہ کرتا نیز حدیث میں فرمایا ہے اغد عالمًا او متعلمًا او مستمعا او محبًا ولا تکن الخامس فتهلك ۔ صبح کر اس حالت میں کہ تو خود عالم ہے یا علم سیکھتا ہے یا عالم کی باتیں سنتا ہے یا ادنیٰ درجہ یہ کہ عالم سے محبت رکھتا ہے اور پانچواں نہ ہونا کہ ہلاک ہو جائے گا۔

**عرض** - کیا واعظ کا عالم ہونا ضروری ہے ۔

**ارشاد** - غیر عالم کو وعظ کہنا حرام ہے ۔

**عرض** - عالم کی کیا تعریف ہے ۔

**ارشاد** - عالم کی تعریف یہ ہے کہ عقائد سے پورے طور پر آگاہ ہو اور مستقل ہو اور اپنی ضروریات کو کتاب سے نکال سکے بغیر کسی کی مدد کے

**عرض** - کتب بینی ہی سے علم ہوتا ہے ۔

ارشاد۔ یہی نہیں بلکہ علم افواہ رجال سے بھی حاصل ہوتا ہے۔

عرض۔ حضور مجاہدہ میں عمر کی قید ہے۔

ارشاد۔ مجاہدے کے لیے کم از کم اسی برس درکار ہوتے ہیں باقی طلب ضرور کی جائے۔

عرض۔ ایک شخص اسی برس کی عمر سے مجاہدات کرے یا اسی برس مجاہدہ کرے۔

ارشاد۔ مقصود یہ ہے کہ جس طرح اس عالم میں مسببات کو اسباب سے مربوط فرمایا گیا ہے اسی طریقہ پر اگر چھوڑیں اور جذب وعنایت ربانی یعید کو قریب نہ کرد ے تو اس راہ کی قطع کو اسی برس درکار ہیں اور رحمت توجہ فرمائے تو ایک آن میں نصرانی ابدال کر دیا جاتا ہے اور صدق نیت کے ساتھ یہ مشغول مجاہدہ ہو تو امداد الہٰی ضرور کارفرما ہوتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا وہ جو ہماری راہ میں مجاہدہ کریں ہم ضرور انہیں اپنے راستے دکھا دیں گے۔

# حصہ سوم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

## مسئلہ ۱۔ شطرنج اور تاش

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ تاش و شطرنج کھیلنا جائز ہے یا نہیں؟

### الجواب

دونوں ناجائز ہیں اور تاش زیادہ گناہ و حرام کہ اس میں تصاویر بھی ہیں۔ ومسالۃ الشطرنج مبسوطۃ فی الدر وغیرھا من الحظر والشھادات والصواب اطلاق المنع کما اوضحہ فی رد المحتار۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

## مسئلہ ۲۔ سود اور رشوت سے توبہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ سود اور رشوت کا مال توبہ سے پاک ہو جاتا ہے اور اس کے یہاں نوکری کرنا اور کھانا جائز ہے یا نہیں؟

### الجواب

زبانی توبہ سے حرام مال پاک نہیں ہو سکتا بلکہ توبہ کے لیے شرط ہے کہ جس جس سے لیا ہے واپس دے وہ نہ رہے ہوں تو ان کے وارثوں کو دے پتہ نہ چلے تو اتنا مال تصدق کر دے بے اس کے گناہ سے برأت نہیں، اس کے یہاں نوکری کرنا تنخواہ لینا کھانا کھانا جائز ہے جبکہ وہ چیز جو اسے دے اس کا بعینہٖ مال حرام ہونا نہ معلوم ہو کما فی الھندیۃ عن الذخیرۃ عن محمد رحمہ اللہ تعالیٰ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

## مسئلہ ۳۔ لباس کے بارے میں قاعدہ اور کلیہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید انگریزی ٹوپی یعنی ہیٹ استعمال

نہیں کرتا ہے مگر پتلون پہنتا ہے اور پتلون پر ترکی ٹوپی پہنتا ہے یہ لباس درست ہے یا نہیں۔

## الجواب

در بارۂ لباس اصل کلی یہ ہے کہ جو لباس جس جگہ کفار یا مبتدعین یا فساق کی وضع ہے اپنے اختصاص وشعاریت کی مقدار پر مکروہ یا حرام یا بعض صورت میں کفر تک ہے حدیقہ ندیہ میں فرمایا: لبس ذی الافرنج کفر علی الصحیحۃ بیت اسی قسم میں ہے اور پتلون قسم اول میں اور دوسرے ملک میں کسی اسلامی قوم کی وضع ہونا کافی نہیں جبکہ اس ملک میں کفار یا فساق کی وضع ہو فان کل بلدۃ وعوائدھا خصوصاً اس حالت میں کہ ترک نے بھی یہ وضع بہت قریب زمانہ سے اختیار کی اور وہ بھی نہ طوعاً بلکہ جبراً سلطان محمود خاں کے زمانہ میں سلطنت کی طرف سے اس پر مجبور کیا گیا اور ینگچری فوج نے اس پر مخالفت کی اور کشت وخون واقع ہوا بالآخر بمجبوری مانی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

## مسئلہ۔ قبر کے طواف یا سجدہ کی ممانعت

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ بوسہ دینا قبر اولیائے کرام اور طواف کرنا گرد قبر کے اور سجدہ کرنا تعظیما از روئے شرع شریف موافق مذہب حنفی جائز ہے یا نہیں۔ بینوا بالکتاب وتوجروا یوم الحساب۔

## الجواب

بلاشبہ غیر کعبہ معظمہ کا طواف تعظیمی ناجائز ہے اور غیر خدا کو سجدہ ہماری شریعت میں حرام ہے اور بوسۂ قبر میں علما کو اختلاف ہے اور احوط منع ہے خصوصاً مزارات طیبہ اولیائے کرام کہ ہمارے علماء نے تصریح فرمائی کہ کم از کم چار ہاتھ فاصلہ سے کھڑا ہو یہی ادب ہے پھر تقبیل کیونکر متصور ہے یہ وہ ہے جس کا فتویٰ عوام کو دیا جاتا ہے اور تحقیق کا مقام دوسرا ہے:

لکل مقام مقال ولکل مقال رجال ولکل رجال مجال ولکل مجال منال

نسأل اللہ حسن المآل وعافیۃ [illegible] کل حال۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## مسئلہ۵ ۔ نقالوں کو پیسے دینا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ نقالوں کو دینا جیسا کہ تقریب نکاح وغیرہ میں آتے ہیں اور گھیرتے ہیں اور مانگتے ہیں ان کو شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

## الجواب

اگر انہیں ممنوعات شرعیہ سے اپنے یہاں باز رکھا جائے اور بغیر کسی امر ممنوع شرعی کی اجرت کے احسانا دیا جائے تو جائز ہے بلکہ اگر اس نیت سے دیں کہ یہ مسلمان اس مال حلال کو پاکر اکل حلال سے بہرہ مند ہوں اور شاید اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ اُن کو توبہ نصیب فرمائے تو محمود و حسن باعث اجر ہے صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی حدیث اللھم لك الحمد علی زانیة۔ اللھم لك الحمد علی سارق اس پر شاہد عدل ہے اس صورت میں دینے والے کو دینا اور لینے والے کو لینا حلال وطیب ہے عالمگیری وغیرہ میں اس کی تصریح ہے اور اگر یہ صورت ہے کہ نہ دے گا تو اُسے مطعون کرتے پھریں گے اس کا مضحکہ اڑائیں گے نقل بنائیں گے جیسا کہ اُن کی عادات سے معروف ومشہور ہے تو اس صورت میں بھی اپنے تحفظ کے لیے دینا جائز وحلال ہے اگرچہ انہیں لینا حرام ہے۔ اس کے جواز پر وہ حدیث شاہد ہے کہ ایک شاعر نے بارگاہ رسالت میں آکر سوال کیا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ارشاد فرمایا اقطع عنی لسانه۔ (میری طرف سے اس کی زبان کاٹ دے) درمختار وغیرہ میں اس کا جواز مصرح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## مسئلہ۶ ۔ ایک دوسرے کو آم کی گٹھلیاں مارنا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اکثر لوگ جب فصل آم آتی ہے تو باغوں کو جاکر آم کھاتے ہیں اور آپس میں ایک دوسرے کے آموں کی گٹھلیاں مارتے ہیں اور لہو ولعب میں مشغول ہوتے ہیں آیا یہ فعل اُن کا کیسا ہے جائز ہے یا ناجائز اور بر تقدیر عدم جواز کے حرام ہے یا بدعت ہے یا مکروہ اور بر تقدیر بدعت کے بدعت حسنہ ہے یا سیئہ

## الجواب

گٹھلیاں مارنا ناجائز و ممنوع ہے مسند امام احمد و صحیح بخاری و صحیح مسلم و سنن ابی داؤد و سنن ابن ماجہ میں حضرت عبداللہ بن مغفل مزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی:

قال نھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عن الخذف وقال انہ لایقتل الصید ولا ینکا لاالعدو وانہ یفقو العین ویکسر السن۔

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غلاّ یا گٹھلی یا کنکری پھینک کر مارنے سے منع کیا اور فرمایا اس سے نہ دشمن پر وار ہو سکے نہ جانور کا شکار۔ اس کا نتیجہ یہی ہے کہ آنکھ پھوڑ دے یا دانت توڑ دے۔

فی التیسیر الخذف مجتمین و قاء الرمی بحصاۃ اونواۃ لانہ یفقو العین ولایقتل الصید۔

اور صرف چھلکوں سے ہم مرتبہ لوگ نادر المحض تطییب قلب کے طور پر باہم مزاح دوستانہ کریں جس میں اصلاً کسی حرمت یا حشمت دینی کا ضرر حالاً یا مآلاً نہ ہو تو مباح ہے۔

عالمگیری میں ہے: قال القاضی الامام ملک الملوک اللعب الذی یلعب الشبان ایام الصیف بالبطیخ بان یضرب بعضھم بعضا مباح غیر مستنکر۔ کذا فی جواھر الفتاویٰ فی الباب السادس۔

عوارف المعارف شریف میں ہے۔ راوی بکر بن عبداللہ:

قال کان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یتبادحون بالبطیخ فاذا کانت الحقائق کانوا ھم الرجال یقال بدح یبدح اذا رمی ای یترامون بالبطیخ اھ۔ ذکرہ قدس سرہ فی الباب الثلثین۔ واللہ سبحٰنہ وتعالیٰ اعلم۔

## مسئلہ: بیل بکرے کو خصّی کرنا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بیل اور بکرے کو خصی کرنا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

**الجواب:** بالاتفاق جائز ہے کہ اس میں منفعت ہے۔ خصی کا گوشت

بہتر ہوتا ہے اور خصی بیل محنت زیادہ برداشت کرتا ہے اور تحقیق یہ ہے کہ اگر جانور کے خصی کرنے میں واقعی کوئی منفعت یا دفع مضرت مقصود ہو تو مطلقاً حلال اگرچہ جانور غیر ماکول اللحم ہو مثلاً بلی وغیرہ ورنہ حرام ہے۔ اسی اصل کی بنا پر ہمارے علماء گھوڑے کو خصی کرنا بھی جائز جانتے ہیں جبکہ مقصود دفع شرارت ہو اگرچہ بعض منع فرماتے ہیں :

لما فیہ من تقلیل آلة الجهاد اقول الموجود لا یعدم والمھوم لا یعتبر الا تری ان العزل یجوز عن الامة مطلقا و عن الحرة باذنھا بخلاف الاکل فان فیہ اعدام موجود۔

ہاں آدمی کا خصی بالاجماع مطلقاً حرام ہے در مختار میں ہے

وجاز خصاء البهائم حتی الهرة واما خصاء الآدمی فحرام قیل الفرس وقیدوہ بالمنفعة والا فحرام۔

رد المحتار میں ہے:

قوله قیل والفرس ذکر شمس الائمة الحلوانی انه لا باس به عند اصحابنا وذکر شیخ الاسلام انه حرام۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## مسئلہ۔ بچوں کی تعلیم کا حکم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ وہابیوں کے پاس اپنے لڑکوں کو پڑھانا کیسا ہے اور جو اُن کے پاس اپنے لڑکوں کو پڑھنے کے لیے بھیجے اس کے لیے کیا حکم ہے۔

## الجواب

حرام۔ حرام۔ حرام۔ اور جو ایسا کرے بدخواہ اطفال و مبتلائے آثام۔ قال اللہ تعالیٰ:

یا ایھا الذین آمنوا قوا انفسکم واھلیکم نارا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## ۹ مسئلہ۔ اہل کتاب کی ملازمت

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ انگریزوں کی نوکری سلائی کے کام کی کرنا یا اُن کا کپڑا مکان پر لا کر سینا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

**الجواب:** انگریزی کی سلائی کی نوکری کرنے یا گھر پر لا کر اُس کا کپڑا سینے میں

کوئی مضائقہ نہیں جبکہ کسی محذور شرعی پر مشتمل نہ ہو۔ فتاوی قاضی خاں میں ہے:

اجر نفسه من نصرانی ان استاجره لعمل غیر الخدمة جاز الخ وتمامه فی غمز العیون۔ واللّٰہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

## مسئلہ۔ جوتے پر گوٹے اور تلے کے احکامات

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جھوٹے کام کا جوتا مردوں کو پہننا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

## الجواب

یہ جزئیہ کتب متداولہ فقہ میں فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ کی نظر سے نہ گزرا مگر ظاہر یہ ہے والعلم عند اللہ کہ جھوٹے کام کا جوتہ مرد وزن سب کے لیے مکروہ ہونا چاہیئے۔

فان المنسوج کغیره ولا شك ان النعال من انواع الملبوسات والنساء والرجال سواء فی کراهة لبس النحاس۔

ہاں سچے کام کا جوتہ عورتوں کے لیے مطلقاً جائز اور مردوں کے واسطے بشرطیکہ مغرق نہ ہو۔ نہ اس کی کوئی بوٹی چار انگل سے زیادہ کی ہو یعنی اگر متفرق کام کا ہے اور ہر بوٹی چار انگل یا کم ہے تو کچھ مضائقہ نہیں اگرچہ جمع کرنے سے چار انگل سے زیادہ ہو جائے۔ خلاصہ یہ ہے کہ جوتی اور ٹوپی کا ایک ہی حکم ہونا چاہیئے۔

وفی الفتاوی الهندية يلبس الذكور قلنسوة من الحرير او الذهب او الفضة او الكرباس الذی خيط عليه ابريشم كثير او شیء من الذهب او الفضة اكثر من قدر اربع اصابع انتهى۔ قال العلامة الشامی وبه يعلم حكم العراقية المسماة بالطاقية فاذا كانت منقشة بالحرير وكان احد نقوشها اكثر من اربع اصابع لا تحل وان كان اقل تحل وان زاد مجموع نقوشها على اربع اصابع بناء على ما مر من ان ظاهر المذهب عدم جمع المتفرق انتهى وقد قال العلامة الشامی ايضا ان قد استوى كل من الذهب والفضة والحرير فی الحرمة فترخيص الحرير ترخيص غيره بدلالة المساواة ويؤيد عدم الفرق ما مر من اباحة

الثوب المنسوج من ذھب اربعۃ اصابع اھ ملخصا فافھم وتبینت اذبہ تحرر ماکان العلامۃ الطحطاوی متوقفا فیہ واللہ تعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم

## مسئلہ ۱۱۔ بیوی کی میت کو دیکھنا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ شوہر اپنی بی بی اور بی بی اپنے شوہر کی میت کو غسل دے سکتی ہے یا نہیں اور اُس کا چھونا کیسا ہے یعنی مرد اپنی عورت کو اور عورت اپنے شوہر کو چھو سکتی ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

## الجواب

زن وشوہر کا باہم ایک دوسرے کو حیات میں چھونا مطلقاً جائز ہے حتی کہ فرج و ذکر کو بہ نیت صالحہ موجب ثواب واجر ہے۔

کما نص علیہ سیدنا الامام الاعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

البتہ بحالت حیض ونفاس زیر ناف زن سے زیر زانو تک چھونا منع ہوتا ہے علی قول الشیخین رضی اللہ عنہما وبہ یفتی اسی طرح اور عوارض خاصہ مثل صوم واعتکاف واحرام وغیرہا کے باعث ان عوارض تک ممانعت ہو جاتی ہے اور شوہر بعد وفات اپنی عورت کو دیکھ سکتا ہے مگر اُس کے بدن کو چھونے کی اجازت نہیں لانقطاع النکاح بالموت اور عورت جب تک عدت میں ہے اپنے شوہر مُردہ کا بدن چھو سکتی اُسے غسل دے سکتی ہے جبکہ اس سے پہلے بائن نہ ہو چکی ہو لبقاء النکاح فی حقھا بالعدۃ نص علٰی ذٰلک فی تنویر الابصار والدر المختار وغیرھما من معتمدات الاسفار واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔

## مسئلہ ۱۲۔ بد مذہبوں کی ملازمت گناہ ہے

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اُن مسلمانوں کے حق میں جو آریہ سماجوں میں جاکر کاپی نویسی کرتے ہیں یا پریس میں ہیں یا اُن کے اخبار اور مذہبی پرچے روانہ یا تقسیم کرتے ہیں حالانکہ اُن پرچوں میں قرآن کریم اور رسول رحیم پر کُھلے کُھلے اعتراض والزام ہوتے ہیں اور خداوند عالم کی شان میں گستاخانہ کلمات استعمال کرتے ہیں۔ رسول مقبول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو نعوذ باللہ منہا ؏ ...اور علمائے متقدمین ومتاخرین کو

؏ اس جگہ الفاظ کفریہ ملعونہ تھے لہذا بیاض چھوڑ دی گئی ۱۲

کھلی کھلی گالیاں دی جاتی ہیں جن کی شاہد سماجی کتب ترکِ اسلام۔ تہذیب الاسلام آریہ مسافر جالندھر۔ آریہ مسافر میگزین۔ مسافر بہڑایچ آریہ پتر بریلی۔ ستیارتھ پرکاش موجود ہیں۔ نمونہ کے طور سے چند الفاظ نقل ذیل ہیں:

عـہ ............ ستیارتھ پرکاش ............

ـلہ ............ مسافر بہڑایچ ............

آیا اُن مسلمانوں سے جو سماجوں میں ملازم ہیں میل جول رکھا جائے اور وہ مسلمان سمجھے جائیں ایسے مسلمان جو مخالفین اسلام و دشمنانِ خدا اور رسول کی اعانت کرنے والے ہیں اُن کے جنازہ کی نماز پڑھنا درست ہے اور ان کے ساتھ شرکت نکاح جائز ہے یا نہیں۔ مفصل بیان فرمایئے اللہ اس کا اجر عظیم عطا فرمائے۔

## الجواب

اللہ عزوجل اپنے غضب سے پناہ دے۔ الحمد للہ فقیر نے وہ ناپاک ملعون کلمات نہ دیکھے کہ جب سوال کی اُس سطر پر آیا جس سے معلوم ہوا کہ آگے کلمات بعینہٖ ملعونہ منقول ہوں گے اُن پر نگاہ نہ کی نیچے کی سطریں جن میں سوال ہے باحتیاط دیکھیں ایک ہی لفظ جو اوپر سائل نے نقل کیا اور نادانستگی میں نظر پڑا وہی مسلمان کے دل پر زخم کو کافی ہے اب کہ جواب لکھ رہا ہوں کاغذ تہ کر لیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ملعونات کو نہ دکھائے نہ سنائے جو نام کے مسلمان کاپی نویسی کرتے ہیں اور اللہ عزوجل و قرآن عظیم محمد رسول

---

ـلہ اس مقام پر بھی کلمات خبیثہ تھے لہذا نقل نہ کیے گئے اوّل تعجب اور نہایت تعجب اُن مسلمانوں سے جو کاپی نویسی و تصحیح ایسی ناشائستہ کتابوں کی کرتے ہیں اور ایسے پکے قائم بالحق مسلمان بھی ہیں جو ان کتابوں کی جلدیں نہیں باندھتے چنانچہ بعد ار سال اِس سوال کے سائل صاحب راقم کے پاس آئے اور دو کتابیں آریہ کی ان کے ہاتھ میں تھیں اس میں سے انہوں نے ایک ایک مقام سے کچھ پڑھ کر سنایا ایک کتاب میں یہی قصہ منقول تھا کہ ایک کتاب آریہ نے اپنے مذہب کی کتابیں ایک مسلمان کو مجلد کرنے کو دیں مگر اُس نے اسی بنا پر کہ یہ کفری کتابیں ہیں جلد باندھنے سے انکار کر دیا جس پر اس آریہ کو بڑا غصہ آیا مختصر ا (مولوی نواب، سلطان احمد خان صاحب ناقل منقول)

عـہ یہاں بھی سطور ملعونہ تھیں ۱۲

اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں ایسے ملعون کلمات ایسی گالیاں اپنے قلم سے لکھتے یا چھاپتے یا کسی طرح اس میں اعانت کرتے ہیں اُن سب پر اللہ عزوجل کی لعنت اترتی ہے وہ اللہ ورسول کے مخالف اور اپنے ایمان کے دشمن ہیں قہر الٰہی کی آگ اُن کے لیے بھڑکتی ہے۔ صبح کرتے ہیں تو اللہ کے غضب میں اور شام کرتے ہیں تو اللہ کے غضب میں اور خاص جس وقت ان ملعون کلموں کو آنکھ سے دیکھتے قلم سے لکھتے مقابلہ وغیرہ میں زبان سے نکالتے یا پتھر پر اُس کا ہلکا بھرا بناتے ہیں ہر کلمہ پر اللہ عزوجل کی سخت لعنتیں ملائکۃ اللہ کی شدید لعنتیں اُن پر اُترتی ہیں۔

یہ میں نہیں کہتا۔ قرآن فرماتا ہے:

ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والاخرۃ واعد لھم عذابا مھیناہ

بےشک وہ لوگ جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اُس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دُنیا و آخرت میں۔ اللہ نے ان کے لیے تیار کر رکھا ہے ذلت کا عذاب۔

اُن ناپاکوں کا یہ گمان کہ گناہ تو اُس خبیث کا ہے جو مصنف ہے ہم تو نقل کر دینے یا چھاپ دینے والے ہیں سخت ملعون ومردود گمان ہے زید کسی دُنیا کے عزت دار کو گالیاں لکھ کر چھپوانا چاہے تو ہرگز نہ چھاپیں گے۔ جانتے ہیں کہ مصنف کے ساتھ چھاپنے والے بھی گرفتار ہوں گے مگر اللہ واحد قہار کے قہر وعذاب ولعنت وعتاب کی کیا پرواہ ہے یقیناً یقینا کاپی لکھنے والا پتھر بنانے والا چھاپنے والا کل چلانے والا غرض جان کر کہ اُس میں یہ کچھ ہے کسی طرح اُس میں اعانت کرنے والا سب ایک رسی میں باندھ کر جہنم کی بھڑکتی آگ میں ڈالے جانے کے مستحق ہیں اللہ عزوجل فرماتا ہے:

ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان۔

گناہ اور حد سے بڑھنے میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من مشی مع ظالم لیعینہ وھو

جو دانستہ کسی ظالم کے ساتھ اُس کی مدد دینے

یعلم انه ظالم فقد خرج من الاسلام۔ چلا وہ یقیناً اسلام سے نکل گیا۔

یہ اُس ظالم کے لیے ہے جو گرہ بھر زمین یا چار پیسے کسی کے دبا لے یا زید عمرو کسی کو ناحق سخت سست کہے اس کے مددگار کو ارشاد ہوا کہ اسلام سے نکل جاتا ہے نہ کہ یہ اشد ظالمین جو اللہ و رسول کو گالیاں دیتے ہیں ان باتوں میں ان کا مددگار کیونکر مُسلمان رہ سکتا ہے۔ رواہ الطبرانی فی الکبیر والضیاء فی صحیح المختارۃ عن اوس ابن شرجیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

طریقہ محمدیہ اور اس کی شرح حدیقۂ ندیہ میں ہے:

من افات الید کتابۃ ما یحرم تلفظہ من شعر المجون و الفواحش والقذف والقصص التی فیہا نحو ذلک والاھاجی نثرا ونظما والمصنفات والمشتملۃ علی مذاھب الفرق الضالۃ فان القلم احد اللسانین فکانت الکتابۃ فی معنی الکلام بل ابلغ منہ لبقائہا علی صفحات اللیالی والایام واکلما تمذھب فی الھواء لا تبقی اھ مختصراً

ایسے اشد فاسق فاجر اگر توبہ نہ کریں تو ان سے میل جول ناجائز ہے ان کے پاس دوستانہ اٹھنا بیٹھنا حرام ہے پھر مناکحت تو بڑی چیز ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

واما ینسینک الشیطن فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین ۝

اور جو ان میں اس ناپاک کبیرہ کو حلال بتائے اس پر اصرار و استکبار و مقابلہ شرع سے پیش آئے وہ یقیناً کافر ہے اُس کی عورت اُس کے نکاح سے باہر ہے اُس کے جنازہ کی نماز حرام اُسے مسلمانوں کی طرح غسل دینا کفن دینا دفن کرنا اُس کے دفن میں شریک ہونا اُس کی قبر پر جانا سب حرام ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ولا تصل علی احد منہم مات ابدا ولا تقم علی قبرہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر کے یہاں فتاوے مجموعہ پر نقل ہوتے ہیں میں نے نقل فرمانے والے صاحب سے کہہ دیا ہے کہ ان ملعون الفاظ کی نقل نہ کریں سنا گیا کہ سائل کا قصد اس فتوے کے چھاپنے کا ہے درخواست کرتا ہوں کہ ان ملعونات کو نکال ڈالیں[1] اُن کی جگہ دو ایک سطریں

---

[1] جس وقت حضرت صاحب نے فتوی مرتب فرما کر بھیجا سائل میرے (باقی بر صفحہ آیندہ)

خالی صرف نقطے لگا کر چھوڑ دیں کہ مسلمانوں کی آنکھیں اُن لعنتی ناپاکیوں کے دیکھنے سے باز نہ تعالیٰ محفوظ رہیں۔ فاللہ خیر حافظا وھو ارحم الراحمین ٥

## ۱۳ مسئلہ۔ نامحرم اندھے سے پردے کا حکم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اِس مسئلہ میں کہ نامحرم عورتوں کو اندھے سے پردہ کرنا لازم ہے اس زمانہ میں یا نہیں اور مقتضی احتیاط کیا ہے۔ بینوا توجروا۔

## الجواب

اندھے سے پردہ ویسا ہی ہے جیسا آنکھ والے سے اور اُس کا گھر میں جانا عورت کے پاس بیٹھنا ویسا ہی ہے جیسا آنکھ والے کا۔ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا افعمیاوان انتما۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## ۱۴ مسئلہ۔ کبوتر بازی، مرغ بازی کی حرمت

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اِس مسئلہ میں کہ کبوتر اُڑانا اور پالنا اور مرغ بازی۔ بٹیر بازی۔ کن کیا بازی اور فروخت کرنا کنکیا اور ڈورا اور مانجھا جائز ہے یا نا جائز اور ان لوگوں سے سلام علیک کرنا اور سلام کا جواب دینا واجب ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

## الجواب

کبوتر پالنا جائز ہے جبکہ دوسروں کے کبوتر نہ پکڑے اور کبوتر اُڑانا کہ گھنٹوں اُن کو اُترنے نہیں دیتے حرام ہے اور مرغ یا بٹیر کا لڑانا حرام ہے ان لوگوں سے ابتدا سلام نہ کی جائے جواب دے سکتے ہیں واجب نہیں کنکیا اُڑانے میں وقت ومال کا ضائع کرنا ہوتا ہے یہ بھی گناہ ہے اور گناہ کے آلات کن کیا ڈور بیچنا بھی منع ہے اصرار کریں تو ان سے بھی ابتدا بہ سلام نہ کی جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## ۱۵ مسئلہ۔ گیارھویں شریف

کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں کہ فاتحہ گیارہویں

---

(بقیہ حواشی صفحہ سابقہ) پاس بیٹھے ہوئے تھے اس تحریر حضرت کو دیکھ کر اسی وقت انہوں نے اپنے سوال میں ان ناپاک کلمات پر قلم پھیر دیا اور کہا میں نے صرف دکھانے کے واسطے یہ کلمات سوال میں نقل کر دیے تھے ۱۲ اس

میں رباعی شریف پڑھنا چاہیئے یانہیں رباعی یہ ہے ؎

سید و سلطان فقیر و خواجہ مخدوم و غریب
بادشاہ و شیخ و درویش و ولی مولانا

اور اگر یہ رباعی پڑھنا جائز ہے تو کل طریقہ فاتحہ گیارھویں شریف کا براہ مہربانی تحریر فرما دیجئے۔

## الجواب

یہ رباعی نہ پڑھی جائے اس میں بعض الفاظ خلاف شان اقدس ہیں۔ فاتحہ ایصال ثواب کا نام ہے جو کچھ قرآن مجید و درود شریف سے ہو سکے پڑھ کر ثواب نذر کرے اور ہمارے خاندان کا معمول یہ ہے کہ سات بار درود غوثیہ پھر ایک بار الحمد شریف و آیۃ الکرسی پھر سات بار سورۂ اخلاص پھر تین بار درود غوثیہ۔ درود غوثیہ یہ ہے:

اللھم صل علیٰ سیدنا ومولینا محمد معدن الجود والکرم وعلیٰ آلہٖ بارك وسلم۔

اور فقیر اتنا زائد کرتا ہے۔

وعلیٰ آلہ الکرام وابنہ الکریم وامتہ الکریم وبارك وسلم۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## مسئلہ ۱۶۔ حقے کے پانی سے وضو

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ حُقّے کے پانی سے وضو جائز رکھا گیا ہے وہ کون حالت اور کس وقت پر۔ بینوا توجروا۔

## الجواب

جب آب مطلق اصلاً نہ ملے تو یہ پانی بھی آب مطلق ہے اس کے ہوتے ہوئے تیمم ہرگز صحیح نہیں اور اُس تیمم سے نماز باطل۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## مسئلہ ۱۷۔ سوتی یا اونی موزوں پر مسح

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ سوتی موزہ پر مسح جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

**الجواب:** سوتی یا اونی موزے جیسے ہمارے بلاد میں رائج ہیں ان پر

مسح کسی کے نزدیک درست نہیں کہ نہ وہ مجلد ہیں یعنی ٹخنوں تک چمڑا منڈھے ہوئے نہ منعل یعنی تلا چمڑے کا لگا ہوا نہ ثخین یعنی ایسے دبیز و محکم کہ تنہا انہیں کو پہن کر قطع مسافت کریں تو شق نہ ہو جائیں اور ساق پر اپنے دبیز ہونے کے سبب بے بندش کے رُکے رہیں ڈھلک نہ آئیں اور اُن پر پانی پڑے تو روک لیں فوراً پاؤں کی طرف چھن نہ جائے جو پائتابے ان تینوں وصف مجلد منعل ثخین سے خالی ہوں اُن پر مسح بالاتفاق ناجائز ہے ہاں اگر ان پر چمڑا منڈھا لیں یا چمڑے کا تلہ لگالیں تو بالاتفاق یا شاید کہیں اُس طرح کے دبیز بنائے جائیں تو صاحبین کے نزدیک مسح جائز ہوگا اور اسی پر فتوی ہے۔ فی المنیۃ و الغنیۃ۔

والمسح علی الجوارب لا یجوز عند ابی حنیفۃ الا ان یکونا مجلدین ) ای استوعب المجلد مایستر القدم الی الکعب (او منعلین) ای جعل الجلد علی مایلی الارض منها خاصۃ کالنعل للرجل (وقالا یجوز اذا کانا ثخینین لایشفان ) فان الجوارب اذا کان بحیث لا یجاوز الماء منه الی القدم فهو بمنزلۃ الادیم والصرم فی عدم جذب الماء الی نفسه الا بعد لبث و ذلك بخلاف الرقیق فانه یجذب الماء وینفذه الی الرجل فی الحال (وعلیه) ای علی قول ابی یوسف ومحمد (الفتوی والثخین ان یستمسك علی الساق من غیر ان یشد بشیئ ) هکذا فسره کلهم وینبغی ان یقید بما اذا لم یکن ضیقا فانه نشاهد مایکون فیه ضیق یستمسك علی الساق من غیر شد والحد بعدم جذب الماء اقرب بما یمکن فیه متابعۃ المشی اصوب وقد ذکر نجم الدین زاهدی عن شمس الائمۃ الحلوانی ان الجوارب من الغزل والشعر ما کان رقیقا منها لا یجوز المسح علیه اتفاقا الا ان یکون مجلدا او منعلا وما کان ثخینا منها فان لم یکن مجلدا او منعلا فمختلف فیه وما کان فلا خلاف فیه اه ملتقطا قلت و ههنا وهم عرض للمولی الفاضل اخی یوسف چلپی فی حاشیۃ شرح الوقایۃ فلا علیك منه بعد ما سمعت نص امام الشان شمس الائمۃ وکذلك نص فی الخلاصۃ بما یکفی لازلته کما حققه فی الغنیۃ وذکر طرفا منه فی رد المحتار فراجعهما ان شئت واللّٰه سبحٰنه وتعالی اعلم۔

## ۱۸ مسئلہ۔ حالت جنابت میں سلام کا جواب دینا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ عمر پر غسل جنابت یا احتلام کا ہے اور زید سامنے ملا اور سلام کہا تو اُس کو جواب دے یا نہیں اور اگر اپنے دل میں کوئی کلام الٰہی یا درود شریف پڑھے تو جائز ہے یا نہیں۔

## الجواب

دل میں بایں معنی کہ نرے تصور میں بے حرکت زبان تریلوں قرآن مجید بھی پڑھ سکتا ہے اور قرآن مجید بحالت جنابت جائز نہیں اگرچہ آہستہ ہو اور درود شریف پڑھ سکتا ہے مگر کلی کے بعد چاہیے اور جواب سلام دے سکتا ہے اور بہتر یہ کہ بعد تیمم ہو کما فعلہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

تنویر میں ہے:

لا یکرہ النظر الیہ (ای القرآن) لجنب وحائض ونفساء کادعیۃ۔

ردالمحتار میں ہے:

نص فی الھدایۃ علی استحباب الوضوء لذکر اللہ تعالیٰ۔

اسی میں بحر سے ہے:

وترک المستحب لا یوجب الکراھۃ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## ۱۹ مسئلہ۔ آیاتِ قرآنی کو بے وضو چھونا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کسی اُردو کتاب یا اخبار میں چند آیات قرآن بھی شامل ہوں تو اُن کو بلا وضو چھونا یا پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

## الجواب

کتاب یا اخبار میں جس جگہ آیت لکھی ہے خاص اُس جگہ کو بلا وضو ہاتھ لگانا جائز نہیں اُسی طرف ہاتھ لگایا جائے جس طرف آیت لکھی ہے خواہ اس کی پشت پر دونوں ناجائز ہیں۔ باقی ورق کے چھونے میں حرج نہیں پڑھنا بے وضو جائز ہے نہانے کی حاجت ہو تو حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## مسئلہ ۲۰۔ نماز معذور

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ:

(۱) معذور صبح کے وضو سے اشراق کی نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں۔

(۲) معذور نے ایسے آخر وقت میں نماز شروع کی کہ دوسرے وقت میں تمام ہوئی مثلاً ظہر کی عصر میں یا عصر کی مغرب میں تو نماز ہو گئی یا اس کو پھر قضا پڑھے در صورت ثانیہ جب ایسا وقت آخر ہو گیا کہ نماز دوسرے وقت میں جا کر ختم ہو گی تو نماز پڑھ کر پھر اُس کی قضا پڑھے یا نہ پڑھے جب تک وقت دوسرا نہ ہو جائے کہ پہلے نماز اول پڑھے پھر دوسری۔ بینوا توجروا۔

## الجواب

(۱) کہ خروج وقت ناقض وضوئے معذور ہے ہاں اشراق کے وضو سے آخر ظہر تک نمازیں فرض و نفل پڑھ سکتا ہے کہ دخول وقت ناقض وضو نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) نماز بالاجماع باطل ہو گئی کہ خروج وقت و دخول دونوں پائے گئے تو خلال نماز میں وضو جاتا رہا۔ ہاں اگر بعد قعدہ اخیرہ کے قبل سلام وقت جاتا رہا تو صاحبین کے نزدیک نماز ہو جائے گی اور امام کے نزدیک نہیں کما فی المسائل الاثنا عشریۃ اگر وقت قلیل رہ گیا اور خلال نماز میں خروج وقت کا اندیشہ ہے واجبات پر اقتصار کرے مثلاً ثنا و تعوذ و درود و دعا ترک کرے۔ رکوع و سجود میں صرف ایک بار سبحان کہے اور اگر واجبات کی بھی گنجائش نہیں تو بجائے فاتحہ کے صرف ایک آیت پڑھے غرض فرائض پر قناعت کرے اور خروج وقت مشکوک ہو جائے تو شک سے نہ وقت خارج مانا جائے گا نہ وضو ساقط لان الیقین لایزول بالشک۔ ہاں اگر اقتصار علی الفرائض پر بھی خروج وقت بالیقین ہو جائے گا تو اگر کسی امام کے نزدیک نماز ہو سکے گی اُس کے اتباع سے پڑھ لے۔ فان الاداء الجائز عند البعض اولیٰ من الترک۔ کمافی الدر پھر قضا پڑھے اُس وقت مذاہب دیگر کی طرف مراجعت کی مہلت نہ ملی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## مسئلہ ۲۱ ۔ جنبی کا پسینہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ حالت جنابت میں اگر پسینہ آئے اور کپڑے تر ہو جائیں تو نجس ہو جائیں گے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

## الجواب

نہیں کہ جنب کا پسینہ مثل اس کے لعاب دہن کے پاک ہے۔ فی الدر المختار سور الآدمی مطلقا ولو جنبا او کافرا طاھر وحکم العرق کسورہ ملخصا واللہ تعالیٰ اعلم۔

## مسئلہ ۲۲ ۔ پڑیا سے رنگے ہوئے کپڑوں سے نماز کی ادائیگی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ پڑیا کے رنگے ہوئے کپڑے سے نماز درست ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

## الجواب

بادامی رنگ کی پڑیا میں تو کوئی مضائقہ نہیں اور رنگت کی پڑیا سے ورع کے لیے بچنا اولی ہے پھر بھی اس سے نماز نہ ہونے پر فتویٰ دینا آج کل سخت حرج کا باعث ہے پھر بھی:

والحرج مدفوع بالنص وعموم البلوی من موجبات التخفیف لاسیما فی مسائل الطھارۃ والنجاسۃ۔

لہٰذا اس مسئلہ میں مذہب حضرت امام اعظم و امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے عدول کی کوئی وجہ نہیں ہمارے ان اماموں کے مذہب پر پڑیا کی رنگت سے نماز بلاشبہ جائز ہے۔ فقیر اس زمانہ میں اسی پر فتویٰ دینا پسند کرتا ہے: وقد ذکرنا علی ھذہ المسئلۃ کلاما اکثر من ھذا فی فتاوانا وتحقیق الامر بما لا مزید علیہ ان ساعد التوفیق من اللہ سبحٰنہ وتعالیٰ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## مسئلہ ۲۳ ۔ شبہ سے ناپاکی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ گدا روٹی کا جس میں نجس ہونے کا شبہ [illegible] پکاتا ہے اور [illegible] پاک بنائی اور ٹھیک ہے بارش سے چھت

ٹپکی رضائی اور گدّا خوب تر ہو گیا رضائی پیروں کے تلے بھی دبی تھی یعنی گدّے سے ملحق تھی اس صورت میں رضائی کی نسبت کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا۔

## الجواب

شبہہ سے کوئی چیز ناپاک نہیں ہوتی کہ اصل طہارت ہے والیقین لایزول بالشك۔ ہاں ظن غالب کہ بربنائے دلیل صحیح ہو فقہیات میں ملحق بیقین ہے نہ بربنائے توہمات عامہ پس اگر گدّے میں کسی نجاست کا ہونا معلوم تھا اور یہ بھی معلوم ہو کہ رضائی گدّے کے خاص موضع نجاست سے ملصق تھی اور گدّے میں خاص اس جگہ تری بھی اتنی تھی کہ چھوٹ کر رضائی کو لگے یا رضائی کے موضع اتصال میں اس قدر رطوبت تھی کہ چھوٹ کر گدّے کے محل نجاست کو تر کردے غرض یہ کہ موضع نجاست پر رطوبت خواہ وہیں کی خواہ دوسری چیز مجاور کی پہنچی ہوئی اس قدر ہو جس کے باعث نجاست ایک کپڑے سے دوسرے تک تجاوز کرسکے اور اس تجاوز کے یہ معنی کہ کچھ اجزائے رطوبت نجسہ اُس سے متصل ہو کر اس میں آجائیں نہ صرف وہ جسے سیل یا ٹھنڈک کہتے ہیں کہ حکم فقہ میں یہ انفصال اجزا نہیں صرف انتقال کیفیت ہے اور وہ موجب نجاست نہیں اور اس قابلیت تجاوز کی تقدیر رطوبت کا اس قدر ہونا ہے جسے نچوڑے سے بوند ٹپکے کہ ایسے ہی رطوبت کے اجزا دوسری شے کی طرف متجاوز ہوتے ہیں جب تینوں شرطیں ثابت ہوں تو البتہ رضائی کے اتنے موضع پر تجاوز نجاست کا حکم دیا جائے گا پھر اگر موضع بقدر معتبر فی الشرع مثلاً ایک درہم سے زائد ہو تو رضائی ناپاک ٹھہرے گی اور اُسے اُوڑھ کر نماز ناجائز ہوگی ورنہ حکم عفو میں رہے گی اور اگرچہ ایک درہم کی قدر میں کراہت تحریمی اور کم میں صرف تنزیہی ہوگی اور اگر ان تینوں شرطوں میں کسی کی بھی کمی ہوئی تو رضائی سرے سے اپنی طہارت پر باقی اور سراپا پاک ہے مثلاً گدّے کی نجاست مشکوک تھی یا وہ سب ناپاک تھا اور رضائی کا خاص موضع نجاست سے ملنا معلوم نہیں یا محل نجاست کی رطوبت خواہ رضائی سے حاصل کی ہوئی قابل تجاوز نہ تھی۔ یہ سب صورتیں طہارت مطلقہ تامہ کی ہیں:

هٰذا هو التحقيق الذی عولنا علیہ لظهور وجهه ولکونه احوط وان کان الکلام فی المسئلة طویل الذیل ذکر بعضه فی رد المحتار آخر الانجاس و آخر الکتب وفیه هو البرهان ولا یخفی منه انه لا یتیقن بانه مجرد نداوة الا اذا کان النجس الرطب هو الذی لا یتقاطر بعصره اذ یمکن ان یصیب الثوب الجاف قدر کثیر من النجاسة ولا ینبع منه شئ بعصره کما هو مشاهد عند البدایة بغسله الخ وفیه عن الامام الزیلعی لانه اذا لم یتقاطر منه بالعصر لا ینفصل منه شئ وانما یتبل ما یجاوره بالنداوة وبذلک لا ینجس الخ وعن الخانیة اذا غسل رجله فمشی علی ارض نجسة بغیر مکعب فابتل الارض من بلل رجله و اسود وجه الارض لکن لم یظهر اثر بلل الارض فی رجله فصلی جازت صلاته و ان کان بلل الماء فی رجله کثیرا حتی ابتل وجه الارض وصار طینا ثم اصاب الطین رجله لا تجوز صلاته الخ والله سبحانه وتعالیٰ اعلم وعلمه جل مجده اتم واحکم۔

## مسئلہ ۲۶۔ مردہ جانوروں کی ہڈی کا پاک ہونا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہڈی مردار جانور کی پاک ہے یا ناپاک ہے کیونکہ سینگ تو ہر جانور کا پاک ہے اگر مسواک میں ہڈی ہاتھی دانت کی ہو کیسی ہے۔ بینوا توجروا۔

## الجواب

ہڈی ہر جانور کی پاک ہے حلال ہو یا حرام مذبوح ہو یا مُردار جبکہ اُس پر بدن میتہ کی کوئی رطوبت نہ ہو سوا سوئر کے کہ اُس کی ہر چیز ناپاک ہے۔ مسواک میں ہاتھی دانت کی ہڈی ہو تو کچھ حرج نہیں ہاں اُس کا ترک بہتر ہے لمحل خلاف محمد فانه قائل بنجاسة عینیة کالخنزیر کما فی فتح القدیر ورد المحتار وغیرهما وعنایة الخلاف مصححة بالاجماع۔

درمختار میں ہے:

شعر المیتة غیر الخنزیر وعظمها طاهر اه ملخصا۔ والله تعالیٰ اعلم۔

## مسئلہ ۲۵۔ بچے کا پیشاب ناپاک ہے

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ شیر خوار بچہ کا پیشاب پاک ہے یا ناپاک؟

## الجواب

آدمی کا بچہ اگرچہ ایک دن کا ہو اس کا پیشاب ناپاک ہے اگرچہ لڑکا ہو: والمسئلة واردة متونا وشروحا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## مسئلہ ۲۶۔ ناپاک لحاف کو پاک کرنا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ لحاف توشک وغیرہ روئی دار کپڑے ناپاک ہو جائیں تو وہ مع روئی کے دھل کر پاک ہو سکتے ہیں یا روئی علیحدہ ہو کر کپڑا الگ دھونے سے پاک ہوگا اور اگر روئی کا سوت کات لیا جائے تو وہ سوت بغیر اس کے کہ دری وغیرہ بنوائی جائے دھونے سے پاک ہو سکتا ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

## الجواب

جو کپڑے نچوڑنے میں آسکیں جیسے ہلکی توشک رضائی وغیرہ وہ یونہی دھونے سے پاک ہو جائیں گے ورنہ بہتے دریا میں رکھیں یا اُن پر پانی بہائیں یہاں تک کہ نجاست باقی رہنے پر ظن حاصل ہو یا تین بار دھوئیں اور ہر بار اتنا وقفہ کریں کہ پہلا پانی نکل جائے۔

فی الدر المختار یطهر محل غیر مرئیة بغلبة ظن غاسل طهارة محلها بلا عدد به یفتی وقدر ذلك لموسوس بغسل عصر ثلثا فیما ینعصر وتثلیث جفاف ای انقطاع تقاطر فی غیره مما ینشرب النجاسة وهذا کله اذا غسل فی غدیر او صب علیه ماء کثیرا او جری علیه الماء طهر مطلقا بلا شرط عصر وتجفیف وتکرار غمس هو المختار۔ اھ۔

ناپاک روئی کا سوت دھونے سے بخوبی پاک ہو سکتا ہے بلکہ دری بنا کر پاک کرنے سے سوت کی تطہیر آسان ہے کہ وہ نچوڑنے میں سہل آسکتا ہے۔ کما لایخفی۔ واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم

## مسئلہ ۲۷۔ نجاست کا مسئلہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ غلو ایٹوں کی کڑھائیوں

کو کتے چاٹتے ہیں اُنہیں کڑھائیوں میں وہ شیرینی بناتے ہیں اور دودھ گرم کرتے ہیں اُن کے یہاں کی شیرینی یا دودھ سے کر کھانا پینا درست ہے یا کہ نہیں؟ بینوا توجروا۔

## الجواب

طہارت، نجاست ظاہری میں شرع مطہر کا قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ احتمال سے نجاست ثابت نہیں ہوتی جس خاص شے کی نجاست معلوم ہو وہی خاص نجس و حرام ہے۔ وبس امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں بہ ناخذ مالم نعرف شیئًا حرامًا بعینہ۔ مسئلہ کی تمام تر تحقیق و تفصیل ہمارے رسالہ "الاحلی من السکر" میں ہے واللہ تعالیٰ علم۔

## مسئلہ ۲۸ نجاست کے بارے میں ایک اور مسئلہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ انگلی پر نجاست لگ جائے اور اُسے چاٹ لیا جائے تو اُنگلی پاک ہو جائے اور مُنہ بھی پاک رہے۔ بینوا توجروا۔

## الجواب

اُنگلی کی نجاست چاٹ کر پاک کرنا کسی سخت گندی ناپاک روح کا کام ہے اور اُسے جائز جاننا شریعت پر افترا اور اتہام اور تحلیل حرام اور قاطع اسلام ہے اور یہ کہنا محض جھوٹ ہے کہ مُنہ بھی پاک رہے گا نجاست چاٹنے سے قطعًا ناپاک ہو جائے گا اگرچہ بار بار وہ نجس ناپاک تھوک یہاں تک نگلنے سے کہ اثر نجاست کا مُنہ سے دُھل کر سب پیٹ میں چلا جائے پاک ہو جائے گا۔ مگر اس چاٹنے نگلنے کو وہی جائز رکھے گا جو نجس کھانے والا ہو۔ الخبیثٰت للخبیثین والخبیثون للخبیثٰت۔ والطیّبٰت للطیّبین والطیّبون للطیّبٰت۔ اولٰئک مبرّؤن مما یقولون۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## مسئلہ ۲۹ ہندوؤں کی اشیائے خوردنی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہنود سے اشیاء خوردنی جیسے دودھ۔ دہی۔ گھی۔ ترکاری۔ شیرینی وغیرہ تر یا خشک کا استعمال اہل سنت کے نزدیک درست ہے یا حرام اور آیۂ انما المشرکون نجس سے اہل تشیع کا اشیاء مذکورہ میں کیا خیال ہے اور مجدد صاحب کا اس اثر میں کیا فتویٰ ہے۔ بینوا توجروا۔

## الجواب

آیۂ کریمہ انما المشرکون نجس اُن کے نجاست قلب ونجاست دین کے بارے میں ہے اجسام اگر ملوث بہ نجاست میں نجس ہیں ورنہ نہیں۔ تمام کتب فقہ متون و شروح وفتاوی اس کی تصریحات سے مالا مال ہیں اُن کے یہاں کا گوشت تو منزور حرام مگر اُس حالت میں کہ مسلمانوں نے اللہ عزوجل کے لیے ذبح کیا اور بنانے پکانے لانے کے وقت مُسلمانوں کی نگاہ سے غائب نہ ہوا کوئی نہ کوئی مسلمان اُسے دیکھتا رہا تو اُس وقت تک حلال ہے ورنہ حرام اور باقی اشیاء جن میں نجاست یا حرمت متحقق وثابت ہو نجس وحرام ہیں ورنہ طاہر وحلال اصلی اشیاء میں طہارت وحلت ہے۔ قال تعالیٰ خلق لکم ما فی الارض جمیعًا۔ جب تک کسی عارض سے اس اصل کا زوال ثابت نہ ہو حکم اصل ہی کے لیے رہے گا۔ محرر المذہب سیدنا امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں بہ ناخذ ما لم نعرف شیئًا حرامًا بعینہ۔ مگر اس میں شک نہیں کہ ہنود بلکہ تمام کفار اکثر ملوث بنجاست رہتے ہیں بلکہ اکثر نجاستیں اُن کے نزدیک پاک ہیں بلکہ بعض نجاستیں ہنود کے خیال میں پاک کنندہ ہیں تو جہاں ایک دشواری نہ ہو اُن سے بچنا اولیٰ ہے۔ غرض فتویٰ جواز اور تقویٰ احتراز روافض کا خیال ضلال ہے اور اس مسئلہ میں حضرت مجدد کا کوئی خیال مجھے اس وقت یاد نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## مسئلہ ۳۰۔ لوحِ محفوظ کیا ہے

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ لوح محفوظ کیا چیز ہے۔

## الجواب

زیر عرش ایک لوح ہے جس کا طول پانسو برس کی راہ ہے اس میں ما کان ومایکون الی یوم القیامۃ ثبت ہے۔

## مسئلہ ۳۱۔ لوحِ محفوظ کی تحریر

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جو کچھ لوح محفوظ

میں لکھا گیا ہے اُس کو تبدل و تغیر بھی ہو سکتا ہے یا نہیں؟

## الجواب

صحیح یہ ہے کہ لوح تغیر سے محفوظ ہے تغیر و تبین صحف ملئکہ میں ہے واللہ تعالیٰ اعلم

## مسئلہ ۴۲۔ فسخ صحف میں ہے یا لوح میں

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جو کچھ اللہ عزوجل نے بعد آفرینش دنیا کے قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے ایک ہی مرتبہ اُس کا انتظام کر دیا ہے یا بتدریج اُس کی ترمیم و تنسیخ ہوتی رہتی ہے۔ بینوا توجروا۔

## الجواب

نسخ صحف میں ہے نہ لوح میں۔ کل صغیر وکبیر مستطر۔ جف القلم بما هو کائن۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## مسئلہ ۴۳۔ ترک تدبیر

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ حدیث جف القلم اور تجربہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھ ہوتا تھا ہو لیا تدبیر انسانی کچھ فائدہ نہیں دیتی۔

## الجواب

دُنیا عالم اسباب ہے اور سبب و مسبب سب مقدر مطلقاً ترک تدبیر جہل شدید ہے اور اس پر اعتماد تام ضلال بعید۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## مسئلہ ۴۴۔ شقی ازلی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ شقی ازلی کوشش انسانی سے سعید بن سکتا ہے یا نہیں اور سعید ازلی پر صحبت بد کا اثر ہو سکتا ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

## الجواب

نہ شقی ازلی سعید ہو سکے نہ سعید ازلی شقی سعید ازلی پر صحبت بد کا اثر ممکن ہے یو ہیں شقی ازلی پر صحبت نیک کا مگر انجام اسی پر ہو گا جس لیے بنائے گئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## مسئلہ ۳۵۔ حاکم حقیقی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ دُنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے اور ہو گا بوساطت فرشتگان اور سیارگان وعقول عشرہ ہی ہو رہا ہے یا ہر آن میں بلا توسل ان سب کے خود حاکم حقیقی نظم ونسخ فرماتا ہے۔ بینوا توجروا۔

### الجواب

اللہ اکبر۔ حاکم حقیقی عزجلالہ پاک ہے اس سے کہ کسی سے توسل کرے۔ وہی اکیلا حاکم، اکیلا خالق، اکیلا مدبر ہے سب اُس کے محتاج ہیں وہ کسی کا محتاج نہیں اس نے عالم اسباب میں ملائکہ کو تدابیر امور پر مقرر فرمایا ہے قال تعالیٰ والمدبرات امرا یعلمانے کہا کہ پہلے بعض کام ارواح کواکب سے بھی متعلق تھے زمانہ اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کام اُن سے نکال لیا گیا اب ملائکہ مدبر ہیں اور عقول عشرہ جس طرح فلاسفہ مانتے ہیں اُن کا ہذیان بین البطلان ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## مسئلہ ۳۶۔ انبیاء کا علمِ غیب

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید اپنے رسالہ میں لکھتا ہے کہ کاہن جو غیب کا حال بتاتا ہے اُس پر یقین کرنا کفر ہے وہ کیا حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی غیب کا حال نہیں معلوم تھا۔ آیا یہ دونوں عقیدے زید کے موافق عقائد سلف اہلسنت وجماعت کے ہیں یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

### الجواب

اللھم لک الحمد علم ذاتی کہ بے عطائے غیر ہو اور علم مطلق تفصیلی کہ جملہ معلومات الٰہیہ کو محیط ہو اللہ عزوجل سے خاص ہیں مگر مغیبات کا مطلق علم تفصیلی بعطائے الٰہی ضرور تمام انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لیے ثابت ہے انبیاء سے اس کی نفی مطلقاً ان کی نبوت ہی سے منکر ہونا ہے امام حجۃ الاسلام محمد غزالی قدس سرہ العالی فرماتے ہیں النبی ھوالمطلع علی الغیب۔ یعنی نبی کہتے ہیں اُسے جو غیب پر مطلع ہو ابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم وابوالشیخ امام مجاہد تلمیذ خاص سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ

تعالیٰ عنہما سے روایت فرماتے ہیں:

انہ قال فی قولہ تعالیٰ ولئن سألتھم لیقولن انما کنا نخوض ونلعب قال رجل من المنافقین یحدثنا محمد ان ناقۃ فلان بوادی کذا وکذا وما یدیہ بالغیب یعنی کسی شخص کی اونٹنی گم ہوگئی اس کی تلاش تھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اونٹنی فلاں جنگل میں فلاں جگہ ہے اس پر ایک منافق بولا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) بتاتے ہیں کہ اونٹنی فلاں جگہ ہے۔ محمد غیب کیا جانیں اس پر اللہ عزوجل نے یہ آیت اتاری کہ کیا اللہ اور اُس کی آیتوں اور اُس کے رسول سے ٹھٹھا کرتے ہو بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے اپنے ایمان کے بعد۔ تو جو نفی مطلق کرے بلا شبہ کافر ہے اور اگر علم ذاتی یا علم محیط جملہ معلومات الٰہی سے تاویل کرے تو کفر سے بچ جائے گا مگر شان اقدس میں ایسا موہوم کلام بولنے کا اس پر الزام قائم ہے کہ اس کا ظاہر کلام بعینہٖ وہی ہے جو اُس منافق نے کہا اور اللہ عزوجل نے اُس کے کفر کا فتویٰ دیا کیوں نہ کہا کہ بے اللہ کے بتائے کچھ معلوم نہیں ہوتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## ۳۷ مسئلہ۔ حقے کا استعمال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ حقہ کے بارہ میں تحقیق حق کیا ہے۔

## الجواب

حق یہ ہے کہ معمولی حقہ جس طرح تمام دُنیا کے عامہ بلاد کے عوام وخواص یہاں تک کہ علماء وعظمائے حرمین محترمین زادہما اللہ شرفاً وتکریماً میں رائج ہے شرعاً مباح وجائز ہے جس کی ممانعت پر شرع مطہر سے اصلاً دلیل نہیں تو اُسے ممنوع وناجائز کہنا یا احوال حقہ سے بے خبری پر مبنی۔ کما عرض لکثیر من المتکلمین علیہ فی بدو ظہورہ قبل اختبارہ ووضوح امرہ فقیل مسکر وقیل مفتر وقیل مضر ای مطلقا کالسموم وقیل وقیل۔

یا بعض احوال عارضہ بعض فساق متناولین کی نظر پر مبنی۔ کقول من قال انہ مما مجتمع علیہ الفاق کاجتماعھم علی المحرمات وقول اٰخر انہ یصد عن

ذکر اللہ و عن الصلوٰۃ۔
یا بعض عوارض مخصوصہ بعض بلاد و بعض اوقات کے لحاظ سے ناشی جن کا حکم ان کے غیر اعصار و امصار کو ہرگز شامل نہیں؛

کمن احتج بالنھی السلطانی علی کلام فیہ للعلامۃ النابلسی۔
یا محض مفتریات کا ذبہ مخترعات ذاہبہ پر متفرع کقولہ من تفوہ ان کل دخان حرام۔
وجعلہ حدیثا عن سید الانام علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل السلام وکجراتہ من قال اجمعوا علی حرمۃ والاجتماع۔

فقیر نے اس باب میں زیادہ بیبا کی متقشفہ افغانستان سے پائی کہ چند کتب فقہ پڑھ کر تقشف و تصلف کو حد سے بڑھاتے اور عامہ اُمت مرحومہ کو ناحق فاسق و فاجر بتاتے ہیں اور جب اپنے دعوے باطل پر دلیل نہیں پاتے ناچار حدیثیں گڑھتے بناتے ہیں میں نے ان کی بعض تصانیف میں ایک حدیث دیکھی کہ:

من شرب الدخان فکانما شرب دم الانبیاء۔
جس نے حقہ پیا گویا اُس نے پیغمبروں کا خون پیا۔

اور دوسری حدیث یوں تراشی:

من شرب الدخان فکانما زنی بامہ فی الکعبۃ۔
جس نے حقہ پیا گویا اُس نے کعبہ معظمہ میں اپنی ماں سے زنا کیا

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔ جہل بھی کیا بد بلا ہے خصوصاً مرکب کہ لا دوا ہے مسکین نے ایک مباح شرعی کے حرام کرنے کو دیدہ و دانستہ مصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بہتان اُٹھایا اور حدیث متواتر؛

من کذب علیّ متعمّدا فلیتبوء مقعدہ من النار۔

کو اصلا دھیان نہ لایا۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھے اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔

اللھم تب علینا وعلیہ ان کان حیا واغفرلنا ولہ ان کان میتا۔

یا قواعد شرع میں بے غوری اور نظر و فکر کی بیطوری سے پیدا

کرا کمن زعم انه بدعة وكل بدعة ضلالة ومنه زعم الزاعم ان
فيه استعمال آلة العذاب يعني النار وذاك حرام وهذا من
البطلان بابين مكان نقضه المحدث الدهلوي فيما نسب اليه
باستعمال الماء المعذب به قوم نوح عليه الصلوة والسلام قلت وفي
الترويح بالمروح استعمال آلة عذاب عاد وأما اصلاح الفاضل اللكهنوي
بزيادة قيد على هيئة اهل العذاب فاقول لايجدي نفعا والا لحجر
الاغتسال بماء حار قال تعالى يصب من فوق رؤسهم الحميم وماذا
يزعم الزاعم في دخول الحمام فيكون على هذا حراما منهيا عنه لذاته بل
من الكبائر اما مطلقا على ما اختار هذا الفاضل من كون تعاطي المكروه
تحريما من الكبائر او بعد الاعتياد على ما عليه الاعتماد من كونه في نفسه
من الصغائر وذلك لان الحمام كما افاد العلامة المناوي في التيسير
اشبه شئ بجهنم النار من تحت والظلام من فوق وفيه الغم والحبس
والضيق ولذا لما دخله سيدنا سليمان نبي الله عليه الصلوة و
والسلام تذكر به النار وعذاب الجبار اخرج العقيلي والطبراني
وابن عدي والبيهقي في السنن عن ابي موسى الاشعري رضي الله
تعالى عنه يرفعه الى النبي صلى الله تعالى عليه وآله وسلم قال
اول من دخل الحمامات وصنعت له النورة سليمان بن داؤد
فلما دخله وجد حره وغمه فقال اوه من عذاب الله اوه
قبل ان لاتكون اوه قلت وبهذا يرد حديث التشبيه
باهل النار وحديث الملابسة بالنار كما لايخفى على
اولي الابصار۔

ولہذا علمائے محققین و اجلۂ معتمدین مذاہب اربعہ نے بعد تنقیح کار و امعان افکار اس کی

اباحت کا حکم فرمایا۔ وھو الحق التحقیق بالقبول۔

علامہ سیدی احمد حموی غمز العیون والبصائر میں فرماتے ہیں:

یعلم منہ حل شرب الدخان۔

اس قاعدہ سے کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے حقہ پینے کی حلت معلوم ہوئی۔

علامہ عبد الغنی بن علامہ اسمٰعیل نابلسی قدس سرہما القدسی حدیقۂ ندیہ شرح طریقۂ محمدیہ میں فرماتے ہیں:

من البدع العادیۃ استعمال التتن والقھوۃ الشائع ذکرھما فی ھذا الزمان بین الاسافل والاعیان والصواب انہ لا وجہ لحرمتھما ولا لکراھتھما فی الاستعمال الخ

بدعات عادیہ سے ہے حقہ اور کافی کا پینا جن کا چرچا آج کل عوام وخواص میں شائع ہے اور حق یہ ہے کہ ان کی حرمت کی کوئی وجہ ہے نہ کراہت کی۔ علامہ محقق علاؤ الدین دمشقی درمختار میں عبارت اشباہ نقل کرکے فرماتے ہیں:

فیفھم منہ حکم التتن۔

شامی میں ہے:

وھو الاباحۃ علی المختار۔

یعنی اس سے تمباکو کا حکم مفہوم ہوتا ہے اور وہ اباحت ہے مذہب مختار میں، پھر فرمایا:

وقد کرھہ شیخنا العمادی فی ھدیہ الحاقالہ بالثوم والبصل بالاولیٰ۔

ہمارے استاد عبد الرحمٰن بن محمد عماد الدین دمشقی نے اپنی کتاب ہدیہ میں اُسے سیر و پیاز سے ملحق ٹھہرا کر مکروہ رکھا۔

علامہ سیدی ابو السعود علامہ سیدی طحطاوی نے حاشیۂ درمختار میں فرمایا:

لا یخفی ان الکراھۃ تنزیھیۃ بدلیل الالحاق بالثوم والبصل والمکروہ تنزیھا یجامع الجواز

پوشیدہ نہیں کہ یہ کراہت تنزیہی ہے جیسے لہسن پیاز کی اور مکروہ تنزیہی جائز ہوتا ہے۔

علامہ حامد آفندی عمادی ابن علی آفندی مفتی دمشق الشام اپنے فتاوے مغنی المستفتی عن سوال المفتی میں علامہ محی الدین بن احمد بن محی الدین عید کردی جزری

رحمہ اللہ تعالیٰ سے نقل فرماتے ہیں:

فی الافتاء بحله دفع الحرج عن المسلمین فان اکثرهم مبتلون بتناوله مع ان تحلیله الیسر من تحریمه وما خیر رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم بین امرین الا اختار الیسرهما واما کونه بدعة فلا ضرر فانه بدعة فی التناول لا فی الدین فاثبات حرمته امر عسیر لا یکاد یوجد له نصیر۔

(حلت قلیان پر فتویٰ دینے میں مسلمانوں سے دفع حرج ہے کہ اکثر اہل اسلام اس کے پینے میں مبتلا ہیں مع ہذا اُس کی تحلیل تحریم سے آسان تر ہے اور حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب دو کاموں میں اختیار دیئے جاتے جو اُن میں زیادہ آسان ہوتا اسے اختیار فرماتے رہا اُس کا بدعت ہونا یہ کچھ باعث مضر نہیں کہ یہ بدعت کھانے پینے میں ہے نہ امور دین میں تو اس کی حرمت ثابت کرنا ایک دشوار کام ہے جس کا کوئی معین و یاور ملتا نظر نہیں آتا)۔

علامہ خاتم المحققین سیدی امین الملۃ والدین محمد بن عابدین شامی قدس سرہ السامی ردّ المحتار حاشیہ درمختار میں فرماتے ہیں:

للعلامة الشیخ علی الاجهوری المالکی رسالة فی حله نقل فیها انه افتی بحله من یعتمد علیه من ائمة المذاهب الاربعة۔

(علامہ شیخ علی اجہوری مالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حقہ کی حلت میں ایک رسالہ لکھا جس میں نقل فرمایا کہ چاروں مذہب کے ائمہ معتمدین نے ان کی حلت پر فتویٰ دیا)۔

پھر فرماتے ہیں:

قلت والف فی حله ایضا سیدنا العارف عبد الغنی النابلسی رسالة سماها الصلح بین

(حلت قلیان میں ہمارے سردار عارف باللہ حضرت عبد الغنی نابلسی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے بھی ایک رسالہ تالیف فرمایا

بين الاخوان فی اباحة شرب الدخان
وتعرض له فی كثير من تاليف
الحسان واقامة الطامة الكبرى
على القائل بالحرمة او بالكراهة
فانهما حكمان شرعيان لابد
لهما من دليل ولا دليل على
ذلك فانه لم يثبت اسكاره
ولا تفتيره ولا اضراره بل ثبت
له منافع فهو داخل تحت قاعدة
الاصل فی الاشياء الاباحة وان
فرض اضراره للبعض لا يلزم
منه تحريمه على كل احد فان
العسل يضر باصحاب الصفراء
الغالبة وربما امرضهم مع انه
شفاء بالنص القطعی وليس
الاحتياط فی الافتراء على الله تعالى
باثبات الحرمة او الكراهية
الذين لابد لهما من دليل بل
فی القول بالاباحة التی هی الاصل
وقد توقف النبی صلی الله تعالى
عليه وسلم مع انه هو المشرع فی
تحريم الخمر ام الخبائث حتى
نزل عليه النص القطعی فالذی

جس کا نام الصلح بین الاخوان فی
اباحۃ شرب الدخان رکھا اور اپنی
بہت تالیفات نفیسہ میں اُس سے
تعرض کیا اور حقہ کی حرمت یا کراہت
ماننے والے پر قیامت کبریٰ قائم فرمائی
کہ وہ دونوں حکم شرعی ہیں جس کے لیے
دلیل درکار اور یہاں دلیل معدوم کہ نہ
اُس کا نشہ لانا ثابت ہوا نہ عقل میں
فتور ڈالنا نہ مضرت کرنا بلکہ اُس کے
منافع ثابت ہوئے ہیں تو وہ اس قاعدہ
کے نیچے داخل ہے کہ اصل اشیاء میں
اباحت ہے اور اگر فرض کیجیے کہ بعض
کو ضرر کرے تو اس سے سب پر حرمت
نہیں ثابت ہوتی جن مزاجوں پر صفرا
غالب ہوتا ہے شہد انہیں نقصان کرتا
بلکہ بارہا بیمار کر دیتا ہے باآنکہ وہ بنص
قرآنی شفا ہے اور یہ کوئی احتیاط کی بات
نہیں کہ حرمت یا کراہت ٹھہرا کر خدا پر
افترا کر دیجیے کہ اُن کے لیے دلیل کی حاجت
ہے بلکہ احتیاط مباح ماننے میں ہے کہ
وہی اصل ہے خود نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم نے کہ بنفس نفیس صاحب شرع
ہیں شراب جیسی ام الخبائث کی تحریم میں

ينبغي للانسان اذا سئل عنه
سواء كان ممن يتعاطاه
اولا كهٰذا العبد الضعيف و
جميع من فى بيته ان يقول هو
مباح لكن رائحته تستكرهها
الطباع فهو مكروه طبعا
لا شرعًا الى اٰخرما اطال به
رحمه الله تعالىٰ ۔

توقف فرمایا جب تک نص قطعی نہ اتری
تو آدمی کو چاہیے کہ جب اُس سے حقہ کے
بارہ میں سوال کیا جائے تو اُسے مباح ہی
بتائے خواہ آپ پیتا ہو یا نہ پیتا ہو جیسے
میں اور میرے گھر میں جس قدر لوگ ہیں
کہ ہم میں کوئی نہیں پیتا مگر فتویٰ اباحت
ہی پر دیتا ہوں، ہاں اُس کی بو طبیعت
کو ناپسند ہے تو وہ مکروہ طبعی ہے نہ
شرعی اور ہنوز علامہ مذکور کا کلام طویل
اس کی تحقیق میں باقی ہے ۔

بالجملہ عند التحقیق اس مسئلہ میں سوا حکم اباحت کے کوئی راہ نہیں خصوصاً ایسی حالت میں عجماً و عرباً و شرقاً و غرباً عام مومنین بلاد و بقاع تمام دُنیا کو اُس سے ابتلاء ہے تو عدم جواز کا حکم دینا عامۂ امت مرحومہ کو معاذ اللہ فاسق بنانا ہے جسے ملت حنفیہ سمحہ سہلہ غرا بیضا ہرگز گوارا نہیں فرماتی اسی طرف علامہ جزری نے اپنے اُس قول میں ارشاد فرمایا کہ

فى الافتاء بحله دفع الحرج عن المسلمين ۔

اور اُسے علامہ حامد عمادی پھر منقح علامہ محمد شامی آفندی نے برقرار رکھا ۔ اقول :

ولسنا نعنى بهٰذا ان عامة المسلمين اذا ابتلوا بحرام حل بل الامران عموم البلوى من موجبات التخفيف شرعا وما ضاق امر الا اتسع نا ذا وقع ذٰلك فى مسئلة مختلف فيها ترجح جانب اليسر هو نا للمسلمين عن العسر ولا يخفى على خادم الفقه ان لهذا كما هو جار فى باب الطهارة والنجاسة كذٰلك فى باب الاباحة والحرمة ولذا تراه من مسوغات الافتاء بقول غير الامام الاعظم رضى الله تعالىٰ عنه كما فى مسئلة المخابرة وغيرها مع تنصيصهم بانه لا يعدل عن قوله

الیٰ قول غیرہ الا بضرورۃ بل ھو من مجوزات المیل الیٰ روایۃ النوادر علی خلاف ظاھر الروایۃ کما نصوا علیہ مع تصریحھم بان ماخرج عن ظاھر الروایۃ فھو قول مرجوع عنہ وما رجع عنہ المجتھد لم یبق قولا لہ وقد تشبث العلماء بھذا فی کثیر من مسائل الحلال والحرام ففی الطریقۃ وشرحھا الحدیقۃ فی زماننا ھذا لایمکن الاخذ بالقول الاحوط فی الفتوی الذی افتی بہ الائمۃ ھو ما اختارہ الفقیہ ابو اللیث انہ ان کان فی غالب الظن ان اکثر مال الرجل حلال جاز قبول ھدیتہ ومعاملتہ والا لا اھ ملخصا۔ وفی ردالمحتار من مسئلۃ بیع الثمار لایخفی تحقیق الضرورۃ فی زماننا ولاسیما فی مثل دمشق الشام وفی نزعھم عن عاداتھم حرج وما ضاق الامر الا اتسع ولایخفی ان ھذا مسوغ للعدول عن ظاھر الروایۃ اھ ملخصا۔ وفیہ مسئلۃ العلم فی الثوب ھو ارفق باھل ھذا الزمان لئلا یقعوا فی الفسق والعصیان اھ۔ وفیہ من کتاب الحدود مقتضی ھذا کلہ ان من زفت الیہ زوجۃ لیلۃ عرسہ ولم یکن یعرفھا لایحل لہ وطؤھا ما لم یقل واحد او اکثر انھا زوجتک وفیہ حرج عظیم لانہ یلزم منہ تاثیم الامۃ اھ ملخصا الیٰ غیر ذلک من مسائل یکثر عدھا ویطول سردھا نا ندفع ما عسی متوھم ان یتوھم من القول الفاضل الکھنوی ان عموم البلوی انما یؤثر فی باب الطھارۃ والنجاسۃ لا فی باب الحرمۃ والاباحۃ صرح بہ الجماعۃ اھ

ہاں بنظر بعض وجوہ اُسے مکروہ تنزیہی کہہ سکتے ہیں جیسا کہ محقق علائی وعلامہ ابوالسعود وعلامہ طحطاوی وعلامہ شامی نے الحاقا بالثوم والبصل افادہ فرمایا:

علی ما فیہ لبعض الفضلاء مع کلام المنافی ذلک المراء۔

علامہ شامی فرماتے ہیں:

الحاقہ بما ذکر ھو الانصاف۔

اقول: یہیں سے ظاہر کہ اس وجہ کو موجب کراہت تحریم جاننا:

کما جزم بہ الفاضل اللکھنوی فی فتاواہ وتردد فی رسالۃ واضطرب فیہ کلام المحدث الدھلوی فیما نسب الیہ فاہم اولا انہ یوجب کراھۃ التحریم وعاد اخرا فقال التنزیہ سراسر خلاف تحقیق ہے۔

ثم اقول: پھر کراہت تنزیہیہ کا حاصل صرف اس قدر کہ ترک اولی ہے نہ کہ فعل ناجائز ہو علما تصریح فرماتے ہیں کہ یہ کراہت مجامع جواز و اباحت ہے جانب ترک میں اس کا وہ مرتبہ ہے جو جہت فعل میں مستحب کا کہ مستحب بات کیجئے تو بہتر نہ کیجئے تو گناہ نہیں مکروہ تنزیہی نہ کیجئے تو بہتر کیجئے تو گناہ نہیں پس مکروہ تنزیہی کو داخل دائرہ اباحت مان کر گناہ صغیرہ اور اعتیاد کو کبیرہ قرار دینا کما صدر عن الفاضل اللکھنوی وتبعہ السید الشھدی ثم الکردی سخت لغزش وخطا فاحش ہے یارب مگر وہ گناہ کونسا جو شرعاً مباح ہو اور وہ مباح کیسا جو شرعاً گناہ ہو۔

فقیر غفر لہ المولی القدیر نے اس ذلت کے رد میں ایک مستقل تحریر مسمی بہ جمل مجلیۃ ان المکروہ تنزیھا لیس بمعصیۃ تحریر کی وباللہ التوفیق۔

ثم اقول یوہیں ما نحن فیہ میں تین وجہ کراہت تنزیہہ ٹھہرا کر کراہت تحریم کی طرف مرتقی کر دینا کما وقع فیما نسب الی المحدث الدھلوی محض نامعقول قطع نظر اس سے کہ اُن وجوہ سے اکثر محل نظر شرع سے اصلا اس پر دلیل نہیں کہ جو چیز تین وجہ سے مکروہ تنزیہی ہو مکروہ تحریمی ہے۔ ومن ادعی فعلیہ البیان۔ خود محدث دہلوی کے تلمیذ رشید مولانا رشید الدین خان دہلوی مرحوم اپنے رسالہ عربیہ میں صاف لکھتے ہیں کہ علمائے محققین حنفیہ میں کراہت تنزیہی مانتے ہیں۔

حیث قال اما المحققون القائلون بکراھۃ تنزیھا فھم ایضا تشبثوا بالروایات الفقھیۃ مثل ما قال صاحب الدر المختار۔

اور اُس میں تصریح ہے کہ مالت مشائخنا الیھا اسی کراہت تنزیہیہ کی طرف ہمارے اساتذہ نے میل کیا۔ اس رسالہ پر شاہ عبد العزیز صاحب وشاہ رفیع الدین صاحب کی تقریظیں ہیں شاہ صاحب نے اُسے تحریر۔ انیق وتقریر سلیق وصحیح والمبانی

ومستحکم المعانی وموافق روایات ومطابق درایات بتایا اور شاہ رفیع الدین صاحب نے استحسنت غایۃ الاستحسان ما نثر بانیہ من جواھر لآلیہ فی مبانیہ ومعانیہ فرمایا تو ظاہر اور دوسری تحریر کی نسبت غلط ہے یا اس میں تحریفیں واقع ہوئیں اور اس پر دلیل یہ بھی ہے کہ اس تحریر کے اکثر جوابات مخدوش ومضل اور خلاف تحقیق باتوں پر مشتمل ہیں اور نسبت بہمہ جہت صحیح ہی مانئے تو رسالہ تلمیذ کی مدح وتقریظ معارض و مناقض ہوگی وہ تحریر پایۂ اعتبار سے یوں بھی گرگئی اور اس سے بھی قطع نظر کیجئے تو مقصود اتباع حق ہے نہ تقلید اہل عصر و اتباع زید وعمر واللہ الھادی وولی الایادی۔

**الحاصل** معمولی حقہ کے حق میں تحقیق حق وتحقیق یہی ہے کہ وہ جائز ومباح و صرف مکروہ تنزیہی ہے یعنی جو نہیں پیتے بہت اچھا کرتے ہیں جو پیتے ہیں کچھ برا نہیں کرتے۔

فان الاساءۃ فوق کراھۃ التنزیہ کما حققہ العلامۃ الشامی۔

البتہ وہ حقہ جو بعض جہال بعض بلاد ہند ماہ رمضان مبارک شریف میں وقت افطار پیتے اور دم لگاتے اور حواس ودماغ میں فتور لاتے اور دیدۂ ودل کی عجب حالت بناتے ہیں بیشک ممنوع وناجائز وگناہ ہے اور وہ بھی معاذ اللہ ماہ مبارک میں اللہ عزوجل ہدایت بخشے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہر مفتر چیز سے نہی فرمائی اور اس حالت کے حالت تغییر ہونے میں کچھ کلام نہیں۔ احمد وابوداؤد بسند صحیح عن ام سلمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھا قالت نھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن کل مسکر ومفتر۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر نشہ کرنیوالی اور دماغ میں خلل ڈالنے والی چیز سے منع فرمایا۔

## مسئلہ ۳۸۔ حقے کے بارے میں مزید مسائل

چہ می فرمایند علمائے دین ومفتیان شرع متین در باب قلیان کشیدن کہ بعضے مکروہ تنزیہی می فرمایند و بعضے مکروہ تحریمی میگویند وبعض حرام مطلق میدانند وبعضے میفرمایند کہ کسے قلیان میکشد از مشاہدہ جمال جہاں آرائے حضرت خواجہ عالم وعالمیان محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم واز احضار مجلس حضرت پرنور اقدس و

اعلیٰ محروم می مانندلیس تائل میگویم کہ آیات مذہب مختار حنفی چیست گودرین باب استفتا ہا علماء دستخط فرمودند مگر مفصل ارقام نرفت و تسکینیم نشد لہذا اُمید دارم کہ تشریحش مفصل ارقام رود۔ بینوا توجروا۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین حقہ پینے کے بارے میں بعض مکروہ تنزیہی فرماتے ہیں اور بعض مکروہ تحریمی کہتے ہیں اور بعض مطلق حرام جانتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ جو شخص حقہ پیتا ہے وہ جمال جہاں آرا حضرت خواجۂ عالم محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دیدار اور حاضری دربارحضور پر نور سے محروم رہتا ہے۔ پس میں عرض کرتا ہوں کہ دلائل مذہب مختار حنفی کے کیا ہیں۔ اگرچہ اس مسئلہ پر بہت سے علماء نے دستخط فرمائے ہیں مگر کسی نے مفصل تحریر نہیں فرمایا اور میری تسکین نہیں ہوتی۔ لہذا میں اُمید رکھتا ہوں کہ اس کو تشریح اور تفصیل سے تحریر فرمائیں۔ بینوا توجروا۔

## الجواب

باید دانست کہ در مسئلہ کشیدن تلیان کہ اختلافات بظہور آمدہ اند بر دو قسم اند یکے اختلاف علمائے کاملین و دیگر اختلاف متعصبین۔ اما اختلاف علماء کاملین کہ بظہور رسیدہ بنظر غور و تعمق راجع طرف اختلاف حال تمباکو یا اختلاف حال شاربین ست اما اختلاف متعصبین پس متبنی بر اختیار اقوال شاذہ مردودہ مخالف جمہور یا حکایات بے سروپا مشتملہ بر کذب و زور است تفصیل ایں اجمال آنکہ از روئے احادیث و آثار و اقوال جمہور فقہاء کبار اصل در اشیاء اباحت است پس چیزیکہ درآں دلیلے کہ منصوص الحرمتہ است یافتہ شود مثل سمیت یا اسکار البتہ حرام و ممنوع است و چیزیکہ دراں دلیل منصوص حرمت یافتہ نشود و حکمش مسکوت عنہ بود باعتبار ذات حلال و مباح است اگر کراہت و حرمت درکدامی صورت خاصہ یافتہ خواہد شد مکروہ و حرام گفتہ خواہد شد ورنہ بر اصل خود باقی خواہد ماند و چوں در تمباکو کہ در بعض بلاد یافتہ میشود اسکار و تغیر موجود است مثل بلاد بخارا وغیرہ علماء آنجا حکم ممانعت فرمودہ اند در تمباکوئے بعض بلاد ہرگز اثرے از تغیر و اسکار نیست مثل تمباکوئے مصر وغیرہ علمائے محققین آنجا حکم بحلت و جواز

فرمودہ اند و قول منکر را مردود نمودہ اند و علی ہذا القیاس اختلاف حال شاربین راہم دخلی است معتد بہ در حکم آں پس کسے کہ بطور لہو و لعب انہماک عبث در آں می نماید حکمش جدا است و کسے کہ برائے منافع کہ انکار ازاں نتواں نمود بقدر ضرورت استعمال می سازد حکمش جدا است پس ایں اختلاف کہ در اقوال محققین یافتہ میشود فی الحقیقۃ اختلافے نیست و آنچہ متعصبین حرام مطلق میگویند قطع نظر از آنکہ برائے منفعت باشد یا بطور لہو و لعب و عبث تنہا کوہم خواہ مسکر و مفتر باشد یا نباشد و بلغیر نقل از شارع و مجتہدین شریعت اصل در اشیاء حرمت قرار دادہ اند ایں تعصبے ست باطل واز حلیہ صدق و انصاف عاطل و قول و حکم قائل کراز کشیدن قلیان حرمان از مشاہدہ لمعان جمال حضرت سید انس و جان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حاصل می گردد بے دلیل کامل در ہمیں تعصب لاحاصل داخل است ہر چند علمائے دین دریں مسئلہ رسائل مستقلہ تالیف فرمودہ اند اما در ینجا یک سند مستند اکتفا نمودہ میشود علامہ شامی در رد المحتار حاشیۂ در المختار بعد ازاں کہ فرمودہ:

جاننا چاہیئے کہ حقہ پینے کے مسئلہ میں جو اختلافات پیدا ہوئے ہیں دو قسم کے ہیں۔ ایک علماء کاملین کا اختلاف۔ اور دوسرا متعصبین کا اختلاف۔ لیکن علماء کاملین کا اختلاف بنظر غور و فکر تمباکو یا تمباکو پینے والوں کی حالت میں ہے لیکن متعصبین کا اختلاف اقوال شاذہ اور مردود خلاف جمہور کا یا حکایات بے سر و پا مشتمل بر کذب و افتراء پہ مبنی ہے۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے اقوال فقہاء اور احادیث و آثار کی رُو سے یہ ہے کہ اصل میں ہر چیز مباح ہے پس جس چیز کی حرمت کی دلیل نص میں پائی جائے حرام ہوتی ہے۔ جیسے زہر منشیات حرام و ممنوع ہیں۔ اور جس چیز کی حرمت کی دلیل نص میں موجود نہ ہو اس کے حکم سے سکوت اختیار کیا جاتا ہے۔ باعتبار ذات ہر چیز حلال و مباح ہے۔ اگر کراہت اور حرمت کسی خاص صورت میں پائی جائے تو مکروہ یا حرام کہا جائے گا ورنہ اپنی اصل پہ باقی رہے گی (یعنی حلال رہے گی) جیسا کہ تمباکو کہ بعض علاقوں کا مثل بخارا وغیرہ کے نشہ اور دماغ میں فتور والی کیفیت نہیں جیسے مصر وغیرہ کا تو اس جگہ کے علماء

محققین نے تمباکو کی حلت اور جواز کا فتویٰ دیا اور منکر حرام کہنے والے کے قول کا رد فرمایا اور علیٰ ہذا القیاس تمباکو پینے والوں کی حالت کا بھی دخل ہے۔ قابل اعتماد بات یہ ہے۔ اس شخص کا حکم کہ جو بطور لہو ولعب یا وقت گزاری کے پیچھے اس کا حکم جُدا ہے۔ اور وہ آدمی کہ فائدہ کے لیے بقدر ضرورت استعمال کرے اس کا حکم جُدا ہے۔ پس یہ اختلاف محققین کے اقوال میں پایا جاتا ہے اور حقیقت میں یہ اختلاف نہیں ہے۔ اور وہ جو متعصبین حرام مطلق کہتے ہیں۔ قطع نظر فائدہ کے لیے پیا جائے یا بطور لہو ولعب اور بیکار پیا جائے اور خواہ نشہ دے یا نہ دے دماغ میں فتور ڈالے یا نہ ڈالے۔ کسی دلیل شارع اور مجتہدین شریعت کے نقل کے بغیر کہہ دیا۔ اُنھوں نے اشیاء کی اصل حرمت قرار دے دی ہے۔ یہ تعصب باطل ہے اور صدق وانصاف سے دُور ہے اور قائل کا یہ قول کہ حقہ پینے والے مشاہدہ جمال جہاں آرا حضرت سید انس وجان صلی اللہ علیہ وسلم سے محروم رہتے ہیں۔ بے دلیل ہے اور اس میں تعصب لاحاصل کا دخل ہے۔ اکثر علمائے دین نے اس مسئلہ میں مستقل رسائل تصنیف وتالیف فرمائے ہیں۔ لیکن اس جگہ ایک مستند سند پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ علامہ شامی نے رد المحتار کے حاشیہ در المختار میں اس کے بعد فرمایا۔ اس مسئلہ میں علماء کی رائے میں اختلاف ہے بعض نے کہا مکروہ ہے۔ بعض نے کہا حرام ہے اور بعض نے کہا مباح ہے۔ الخ اور ایک دو قول ممانعت کے ذکر کرکے اور آخر میں فرمایا مکروہ ہے۔

قد اضطربت آراء العلماء فيه فبعضهم قال بكراهته وبعضهم قال بحرمته وبعضهم باباحته الخ

ویک دو قول ممانعت ذکر نمودہ ودر آخر فرمودہ:

وللعلامة الشيخ على الاجهورى المالكى رسالة فى حله نقل فيها انه افتى بحله من يعتمد عليه من ائمة المذاهب الاربعة قلت والف فى حله ايضا سيدنا العارف عبد الغنى النابلسى رسالة سماها بالصلح بين الاخوان فى اباحة شرب الدخان وتعرض له فى كثير من تاليفه الحسان واقام الطامة الكبرى على القائل بالحرمة او بالكراهة فانهما حكمان

شرعیان لابد لهما من دلیل ولا دلیل علی ذلک فانه لم یثبت اسکاره ولا تفتیره ولا اضراره بل ثبت له منافع فهو داخل تحت قاعدة الاصل فی الاشیاء الاباحة وان فرض اضراره للبعض لا یلزم منه تحریمه علی کل احد فان العسل یضر باصحاب الصفراء وربما امرضهم مع انه شفاء بالنص القطعی ولیس الاحتیاط فی الافتراء علی الله تعالی باثبات الحرمة او الکراهة الذین لابد لهما من دلیل بل فی القول بالاباحة التی هی الاصل وقد توقف النبی صلی الله تعالی علیہ وآلہ وسلم مع انه هو المشرع فی تحریم الخمر ام الخبائث حتی نزل علیه النص القطعی فالذی ینبغی للانسان اذا سئل عنه سواء کان ممن یتعاطاه اولا کهذا العبد الضعیف وجمیع من فی بیته ان یقول هو مباح لکن رائحته تستکرهها الطباع فهو مکروه طبعا لا شرعا الی آخر ما قال الی آخرہ۔

حررہ الفقیر الحقیر عبدالقادر محب الرسول القادری البدایونی عفی عنہ۔

## مسئلہ ۱۵۹ ۔ بدمذہبوں کو دوست رکھنے والا امام

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین ایسے شخص کی نسبت اور اُس کے معاونین کی بابت کہ جو طرح طرح کی درخواست ممبران آریہ سماج سے کرتا ہو اور ادھر وعظ اور امامت بھی مسلمانوں کی کرتا رہے اور جو اپنے وعظ میں بھی آریوں کو اپنا دلی دوست اور جگر کا ٹکڑا بتلائے اور حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے مرتبہ کو حضور سرور کائنات رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان کے برابر سمجھے اور جس کا کذب اور وعدہ خلافی بھی اکثر مرتبہ ظاہر ہو گئی ہو آیا ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا اور اس کا وعظ کرانا اور سننا جائز ہے یا نہیں اور اُس کے معاونان کس حکم شرعی کے مصداق ہیں عند اللہ وعند الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بروئے قرآن وحدیث وفقہ بہت جلد جواب تحریر فرماکر داخل حسنات ہوں اس کے بعد سائل نے چھ ورق میں وہ خطوط لکھے تھے جو اس شخص نے آریوں کے پاس بھیجے تھے۔ بینوا توجروا۔

## الجواب

یہ کلمات اگر اُس شخص نے دل سے کہے جب تو اُس کا کفر صریح ظاہر واضح ہے جس میں کسی جاہل کو بھی تامل نہیں ہو سکتا اسلام کی حقانیت میں اُس کو شبہ ہے کفر کی طرف مائل بلکہ اُس کا مشتاق اور اُس کے لیے اپنے آپ کو بے چین بناتا ہے کفر کی عزت و فخر اور سرفرازی کہتا ہے تو اُس کے شکوک رفع ہوں یا نہ ہوں وہ آریہ بنے یا نہ بنے اسلام سے تو اس وقت نکل گیا والعیاذ باللہ تعالیٰ اور اگر دل میں ان باتوں کو جھوٹ جانتا ہے آریہ کو دھوکہ دینے کے لیے ایسے الفاظ استعمال کیے ہیں تو اوّل تو یہ دھوکہ کا غذر محض جھوٹ باطل ہے اور بفرض غلط اگر ہو بھی تو دھوکہ دینا کیا ضرور ہے اور بفرض غلط ضرور بھی ہو تو وہ اکراہ تک نہیں پہنچ سکتا واحد قہار عزجلالہ نے صرف اکراہ کا استثناء فرمایا۔ الامن اکرہ وقلبه مطمئن بالایمان بہرحال اُس کو واعظ بنانا حرام اُس کا وعظ سننا ناجائز اُس کو امام بنانا حرام اُس کے پیچھے نماز باطل رہا امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے مرتبہ کو شان حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برابر کہنا اُس کے کفر صریح وارتداد خالص ہونے میں کسی رافضی کو کلام نہیں ہو سکتا نہ کہ اہل سنت جن کا ایمان یہ ہے کہ کسی غیر نبی کو کسی نبی کا ہمسر کہنے والا کافر ہے۔ ایسے شخص کے جتنے معاون ہیں وہ سب بھی اُسی کے حکم میں ہیں بارہرہ شریف کے صاحبزادوں میں ایسے تاریک ناپاک گندے خیالوں کا کوئی شخص معلوم نہیں خصوصاً عالم ظاہر اُس نے یہ انتساب محض جھوٹ طور پر کیا اور اگر بالغرض صحیح بھی تھا تو اب جھوٹ ہو گیا۔ قال اللہ تعالیٰ انه لیس من اهلك انه عمل غیر صالح - واللہ تعالیٰ اعلم

## مسئلہ ۲۴ - حق حاصل کرنا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اپنا حق حاصل کرنے کے لیے جھوٹی بات کہنا کہاں تک جائز ہے۔ بینوا توجروا۔

## الجواب

اپنا حق مُردہ زندہ کرنے کے لیے پہلو دار بات کہنا جس کا ظاہر دروغ ہو اور واقع میں اُس کے سچے معنے مراد ہوں اگرچہ سننے والا کچھ سمجھے بلاشبہ باتفاق علماء دین میں

جائز اور احادیث صحیحہ سے اُس کا جواز ثابت ہے جبکہ وہ حق بے اس طریقہ کے ملنا میسر نہ ہو ورنہ یہ بھی جائز نہیں پہلو دار بات یوں مثلاً ظالم نے ظلماً اس کی کسی چیز پر قبضہ مخالفانہ اس مدت تک رکھا جس کے باعث انگریزی قانون میں تمادی عارض ہو کر حق ناحق ہو جاتا ہے مگر مخالف کے پاس اپنے قبضہ کا کاغذی ثبوت نہیں اُس کے بیان پر رکھا گیا اگر یہ اقرار کیے دیتا ہے کہ واقعی مثلاً بارہ برس سے میرا قبضہ نہیں تو حق جاتا اور ظالم فتح پاتا ہے لہذا یوں کہنے کی اجازت ہے کہ ہاں میرا قبضہ رہا ہے یعنی زمانہ گزشتہ اور زیادہ تصریح چاہی جائے تو یوں کہہ سکتا ہے کہ آج تک میرا قبضہ چلا آیا اور نیت میں لفظ آیا کو کلمہ استفہام لے جیسے کہتے ہیں آیا یہ بات حق ہے یعنی کیا یہ بات حق ہے تو استفہام انکاری کے طور پر اس کلمہ کا یہ مطلب ہوا کہ کیا آج تک میرا قبضہ چلا یعنی ایسا نہ ہوا بلکہ میرا قبضہ منقطع ہو کر مخالف کا قبضہ ہو گیا۔ یا یوں کہے کل تک برابر میرا قبضہ رہا آج کا حال نہیں معلوم کہ کچہری کیا حکم دے اور لفظ کل سے زمانہ قریب مُراد لے جیسے نوجوان لڑکے کو کہتے ہیں کل کا بچہ ہے حالانکہ اس کی عمر بیس "بائیس" سال کی ہو اسی معنی پر قیامت کو روز فردا کہتے ہیں کل آنے والی ہے یعنی بہت نزدیک ہے یا مخالف کے قبضہ کی نسبت سوال ہو تو کہے اُس کا قبضہ کبھی نہ تھا یا کبھی نہ ہوا اور مراد یہ لے کہ کبھی وہ وقت بھی تھا کہ اُس کا قبضہ نہ تھا زیادہ تصریح درکار ہو تو کہے اُس کا قبضہ اصلا کسی وقت ایک آن کو بھی نہ ہوا نہ ہے اور معنی یہ لے کہ حقیقی قبضہ ہر شے پر اللہ عزوجل کا ہے دوسرے کا قبضہ ہو ہی نہیں سکتا غرض جو شخص تصرفات الفاظ و معانی سے آگاہ ہے سو پہلو نکال سکتا ہے مگر ان کا جواز بھی صرف اسی حالت میں ہے جب یہ واقعی مظلوم ہے اور بغیر ایسی پہلو دار بات کے ظلم سے نجات نہیں مل سکتی ورنہ اوپر مذکور ہوا کہ یہ بھی ہرگز جائز نہیں۔

اب رہی یہ صورت کہ جہاں پہلو دار بات سے کام نہ چلے وہاں صریح کذب بھی دفع ظلم و احیاء حق کے لیے جائز ہے یا نہیں اس بارہ میں کلمات علماء مختلف ہیں بہت روایات سے اجازت نکلتی اور بہت اکابر نے منع کی تصریح فرمائی ہے فی الوسع احتیاط اُس سے اجتناب میں ہے اور شاید قول فیصل یہ ہو کہ اُس ظلم کی

ندت اور کذب کی معیبت کو عقل سلیم و دین قویم کی میزان میں تولے جدھر کا پلہ
الب پائے اُس سے احتراز کرے مثلاً اس کا ذریعہ رزق تمام وکمال کسی ظالم نے
مین لیا اب اگر نہ لے تو یہ اور اس کے اہل وعیال سب فاقے مریں اور وہ بے کذب
صریح مل نہیں سکتا تو اُس ناقابل برداشت ظلم اشد کے دفع کو اُمید ہے کہ غلط
بات کہہ دینے کی ہو اجازت ہو اور اگر کسی مالدار شخص کے سو دو سو روپے کسی
نے دبا لیے صریح جھوٹ کی اجازت اُسے نہ ہونی چاہیے کہ جھوٹ کا فساد زیادہ
ہے اور اتنے ظلم کا تحمل اس مالدار پر ایسا گراں نہیں حدیث سے ثابت اور فقہ
کا قاعدہ مقررہ بلکہ عقل ونقل کا ضابطہ کلیہ ہے کہ:

من ابتلی ببلیتین اختار اھونھما۔ — جو شخص دو بلاؤں میں گرفتار ہو اُن میں جو آسان ہے اُسے اختیار کرے۔

ھٰذا ما عندی والعلم بالحق عند ربی۔

ترجمہ: یہ میرے نزدیک ہے اور حق بات یہ ہے کہ صحیح علم میرے رب کے پاس ہے۔

درمختار میں ہے:

الکذب مباح لاحیاء حقہ ودفع الظلم عن نفسہ والمراد التعریض
لان عین الکذب حرام قال وھو الحق قال تعالیٰ قتل الخراصون۔
الکل من المجتبیٰ وفی الوھبانیۃ قال ؎

وللصلح جاز الکذب او دفع ظالم واھل لترضی والقتال لیظفروا

ترجمہ: اور صلح کرانے کے لیے جھوٹ بولنا اور ظالم کو ٹالنے کے لیے جائز ہے اور راضی نامہ کرنے کے لیے اور جنگ میں کامیابی حاصل کرنے کے لیے جائز ہے۔

ردالمحتار میں ہے:

الکذب مباح لاحیاء حقہ کالشفیع یعلم بالبیع باللیل فاذا اصبح
یشھد ویقول علمت الاٰن وکذا الصغیرۃ تبلغ فی اللیل وتختار
نفسھا من الزوج وتقول رایت الدم الاٰن واعلم ان الکذب قد
یباح وقد یجب والضابطۃ فیہ کما فی تبیین المحارم وغیرہ عن الاحیاء
ان کل مقصود محمود یمکن التوسل الیہ بالصدق والکذب جمیعا
فالکذب فیہ حرام وان امکن التوسل الیہ بالکذب وحدہ فمباح ان

ابیح تحصیل ذلک المقصود واجب ان وجب کما لو رأی معصوما اختفی من ظالم یرید قتلہ وایذاءہ وفالکذب ھنا واجب وکذا لوسالہ عن ودیعۃ یرید اخذھا یجب انکارھا ومھما کان لایتم مقصود حرب او اصلاح ذات البین او استمالۃ قلب المجنی علیہ الا بالکذب فیباح ولوسالہ سلطان عن فاحشۃ وقعت منہ سرا کزنا او شرب فلہ ان یقول مافعلتہ لان اظہارھا فاحشۃ اخری ولہ ایضا ان یکرہ سراخیہ وینبغی ان یقابل مفسدۃ الکذب بالمفسدۃ المرتبۃ علی الصدق فان کانت مفسدۃ الصدق اشد فلہ الکذب وان بالعکس او شک حرم وان تعلق بنفسہ استحب ان لایکذب وان تعلق لغیرہ لم تجز المسامحۃ لحق غیرہ والحزم ترکہ حیث ابیح ۔

نیز اُس میں اور حاشیۂ طحطاویہ میں ہے:

قولہ جاز الکذب قال الشارح ابن الشیخۃ نقل فی البزازیۃ ان ارادبہ المعاریض لا الکذب الخالص ۔

اُسی میں ہے:

حیث یباح التعریض لحاجۃ لایباح بغیرھا لانہ یوھم الکذب وان لم یکن اللفظ کذبا الخ ۔

حدیقہ ندیہ میں ہے:

یکرہ التعریض کراھۃ تحریم بدون الحاجۃ الیہ اھ باختصار

طحطاوی میں ہے:

قالت عند القاضی ادرکت الاٰن وفسخت فالقول لھا لانھا قادرۃ علی انشاء الرد ولا یشترط ان یکون حالۃ البلوغ حقیقۃ بل لوکان باخبارھا کذبا انہ بلغت الاٰن وقیل لمحمد کیف یصح وھوکذب لانھا انما ادرکت قبل ھذا الوقت فقال لاتصدق بالاسناد مجاز لھا ان تکذب کیلا یبطل حقھا اھ وانما یسوغ لھا ذلک اذا کانت اختلاف عند البلوغ بالفعل واخذ من ذلک جواز الکذب لاحیاء الحق وھی منصوصۃ ۔

خلاصہ وہندیہ میں ہے:

ان رات الدم فی اللیل تقول فسخت النکاح وتشهد اذا اصبحت و تقول انما رأیت الدم الأن لانها تصدق ان تقول رأیت الدم فی اللیل وفسخت ذکرہ فی مجموع النوازل قال رضی اللہ تعالیٰ عنہ و ان کان ھذا کذبا لکن الکذب فی بعض المواضع مباح۔

بزازیہ ونہر میں ہے:

لیس ھذا کذب محض بل من قبیل المعاریض المسوغة لاحیاء الحق کانہ الفعل الممتد لدوامہ حکم الابتداء والضرورۃ داعیة الی ھذا الی غیرہ اھ

طحطاویہ میں ہے:

قلت لایظهر بعد التقیید بالأن انہ من المعاریض بل من محض الکذب الخ

ردالمحتار میں ہے:

حاصلہ انها بقولها بلغت الان ای الأن بالغة لئلا یکون کذبا صریحا الخ

اقول ووجہ اٰخر وھو ارادۃ القرب بقولہ الأن کما قدمت فی صدر الجواب۔

اشباہ میں ہے:

الکذب مفسدۃ محرمة وھی متی تضمن جلب مصلحة تربوعلیہ جاز الخ

غمزالعیون میں ہے:

فی البزازیة یجوز الکذب فی ثلثة مواضع فی الاصلاح بین الناس وفی الحرب ومع امرأتہ قال فی ذخیرۃ اراد بها المعاریض لا الکذب الخالص اومثلہ فی اواخر الحیل عن المبسوط۔

ترجمہ: بزازیہ میں ہے جھوٹ تین جگہ بولنا جائز ہے ۔۱۔ لوگوں میں صلح کراتے وقت ۔۲۔ جنگ میں ۔۳۔ اپنی بیوی سے ذخیرہ میں کہا ان جگھوں پر عراض مراد ہے نہ کہ خالص جھوٹ یا اس کے مثل حیلہ وغیرہ

طریقہ محمدیہ میں ہے:

یجوز الکذب فی ثلث وما فی معناهات عن اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنها قالت قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لایحل الکذب الا فی ثلث رجل کذب امرأتہ لیرضیها ورجل کذب فی الحرب فان الحرب خدعة

ورجل كذب بين مسلمين ليصلح بينهما وزاد في رواية عن ام كلثوم رضي الله تعالى عنها والمرأة تحدث زوجها والحق بهذه الثلث دفع ظلم الظالم واحياء الحق وقيل المباح في هذه المواضع التعريض لما الكذب فحرام لا يحل بحال اه

ترجمہ: حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جھوٹ حلال نہیں سوائے تین جگہ کے۔ مرد اپنی بیوی کو راضی کرنے کے لیے بولے۔ اور آدمی جنگ میں جھوٹ بولے۔ بیشک جنگ دھوکہ ہے اور مسلمانوں میں صلح کرانے کے لیے جھوٹ بولے۔ حضرت اُم کلثوم رضی اللہ عنہا کی روایت میں یہ ہے کہ عورت اپنے خاوند سے بولے۔ اور ظالم کے ظلم کو رفع کرنے کے لیے۔ اور حق کو زندہ کرنے کے لیے۔ اور بعض نے کہا مباح ہے ان جگہوں میں تعریض ہے لیکن مطلق جھوٹ حرام ہے کسی حال میں بھی حلال نہیں۔

عن ام كلثوم رضي الله تعالى عنها قالت قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ليس الكذاب الذي يصلح بين الناس ويقول خيرا وينمي خيرا۔

فرمایا: بان يقول الاصلاح مثلاً بين زيد وعمرو يا عمرو يسلم عليك زيد ويحمدك ويقول انا راجه وكذلك يجيء الى زيد ويبلغه من عمرو مثل ما سبق۔

ترجمہ: حضرت اُم کلثوم رضی اللہ عنہا نے فرمایا لوگوں میں صلح کرانے کے لیے جو جھوٹ بولا جائے وہ جھوٹ نہیں بھلائی کے لیے کہتا ہے اور بھلائی کی اُمید کرتا ہے اصلاح کے لیے کہے درمیان زید اور عمرو کے۔ اے عمرو زید نے تجھے سلام کہا ہے اور اس نے تیری تعریف کی ہے اور کہتا تھا میں اس سے راضی ہوں اور ایسے ہی عمرو سے زید کے متعلق کہے۔

عمدۃ القاری شرح بخاری میں ہے:

فيه اى في الحديث الجمل في التخليص من الظلمة بل اذا علم انه لا تخليص الا بالكذب جاز له الكذب الصريح وقد يجب في بعض الصور بالاتفاق ككونه ينجي نبيا او وليا ممن يريد قتله او لنجاة المسلمين من عدوهم۔ وقال الفقهاء لو طلب ظالم وديعة لانسان ليأخذها غصبا وجب عليه الانكار والكذب في انه لا يعلم موضعها۔

غمز العیون میں اسے نقل کرکے فرمایا: فليحفظ

شیخ محقق ترجمہ مشکوٰۃ میں زیر حدیث مذکور فرماتے ہیں:

یکے از مواضع کہ دروغ گفتن دراں رواست اصلاح ذات البین ست صلح دادن و دور کردن نزاع و عداوت کہ میان دو کس ست دیگے دیگر ازاں مواضع کہ دروغ گفتن دراں جائز ست نگاہ داشت برخون و مال کسے ست کہ بناحق میبرد و دروغ گفتن بازن بقصد اصلاح در رضائے وے نیز جائز داشتہ چنانکہ گوید ترا دوست میدارم ہر چند ندارد۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## مسئلہ ۴۱۔ حصول حقوق کیلئے زبردستی کرنے کے احکامات

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اپنے حق کے وصول کے لیے چھینا جھپٹی زبردستی دبالینا و امثالہا امور جائز ہیں یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

### الجواب

عین حق یا جنس حق کے لیے اجازت ہے جبکہ فتنہ نہ ہو اور اُس پر کذب کا قیاس مع الفارق ہے کہ یہاں غصب و نہب کی صورت ہے حقیقت نہیں کہ حقیقۃً اپنا حق لیتا ہے اور کذب ہوگا تو حقیقۃً ہوگا کما لایخفیٰ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## مسئلہ ۴۲۔ فقہی مسائل میں غیر مسلک علماء کی سند

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ مولانا عبد المقتدر صاحب بدایونی کی خدمت میں میں نے اپنے جواب کو اس لیے پیش کیا تھا کہ اگر صحیح ہو تو یہی رہے اُس وقت تک میں نے جو جواب لکھا تھا وہ صرف بحوالہٗ و سند احیاء العلوم تھا حضرت مولانا نے فرمایا کہ احیاء العلوم سے جواب کافی نہیں فقہ سے لکھو اور کچھ نہ فرمایا۔ فقہ میں جو دیکھا تو اس میں بھی احیاء العلوم کی سند موجود ہے۔ آیا احیاء العلوم وغیرہ امثالہا سے سند لانا اور غیر مذہب کے علماء سے سند لانا صحیح ہے یا نہیں اگر ہے تو کس قسم کے مسائل میں اکثر یہ لوگ اعتراض کر بیٹھتے ہیں کہ حنفی کو اپنی فقہ سے ہی سند ضرور ہے۔ علماء احناف اہل سنت جو اپنی کتب مناظرہ وغیرہ میں دوسرے علماء اور ان کی کتب باتصوف وغیرہ علوم کی کتب سے سند دے دیتے ہیں وہ معاذ اللہ خاطی ہیں۔ بینوا توجروا۔

## الجواب

مسائل اختلافیہ حنفیہ وغیر حنفیہ میں غیر حنفیہ سے استناد صحیح نہیں اور ان کے ماورا میں تو بیاوحدیثاً ہر مذہب والے چاروں مذہب کے اکابر سے سند لاتے ہیں یوہیں مسائل غیر متشابہات میں ائمہ تصوف قدسنا اللہ تعالیٰ باسرارہم سے استناد اور السیوں کو خاطی جاننے والا خود سخت خاطی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## مسئلہ ۲۳ عشاء کی نماز کے فرض اور وتر

حضرت مولانا المعظم والمکرم دامت برکاتہم العالیہ۔ پس از تسلیم مع التکریم معروض کہ

(۱) جس نے فرض عشا با جماعت نہیں پڑھے اور وتر کی جماعت میں شریک ہو گیا اُس کے یہ وتر سرے سے ہوئے ہی نہیں یا ہوئے مگر مکروہ تو تحریمی یا تنزیہی۔

(۲) اگر جماعت سے فرض عشاء پڑھ لیے تھے تو اب جس امام کے پیچھے چاہے وتر جماعت سے پڑھ لے اگرچہ وہ امام فرض و تراویح دونوں سے غیر ہو یا صرف ایک سے یا اُس امام نے فرض و تراویح با جماعت نہ پڑھے ہوں بہر حال بلا کراہت صحیح ہوں گے یا کیا۔

(۳) جماعت وتر میں استحقاق شرکت کے لیے تراویح با جماعت پڑھنا کتنا دخل رکھتا ہے یا کچھ نہیں۔

(۴) آج کل علی العموم سفر پہلے سے اُس کے بیسیوں حصہ زائد تیز رو سواریوں پر ہوتا ہے اس کے لیے بحساب مسافت اندازہ کی ضرورت ہے یہ فرمائیں کہ کس قدر کوس مروج کے سفر میں قصر وغیرہ احکام سفر ہوں گے اور کوس مروج سے اپنی مُراد کی تشریح فرمادیں کہ وہ کوس مثلاً اس قدر قدموں کا ہے بہر حال ایسا کوئی انداز بتانا چاہیئے جس سے سب عام و خاص سہولت کے ساتھ یہ سمجھ سکیں کہ ہمارا یہ سفر سفر قصر ہوا یا نہیں اور تیز رو سواریوں میں برّی ہوں یا بحری جو سفر کیا ہے اُس کا اس سفر بحساب ایام سے مواز نہ کر سکیں۔ بینوا توجروا۔

## الجواب

حضرت والا دامت برکاتہم۔

(۱) وتر ہو جانے میں شبہ نہیں اس کمروہ ہے بقول الشامی:

اما لو صلاھا جماعۃ مع غیرہ ثم صلی الوتر معہ لا کراھۃ

اور کراہت تحریم کی کوئی وجہ نہیں ظاہراً کراہت تنزیہ ہے۔

(۲) اگر فرض جماعت سے پڑھے تو خود امام ہو کر بھی اور مطلقاً ہر ایسے امام کے پیچھے بھی وتر پڑھ سکتا ہے خواہ وہ امام فرض ہو یا امام تراویح یا محض جدید اس جس امام نے فرض بجماعت نہ پڑھے ہوں جماعت وتر اُسے مکروہ ہو گی اور اس کی کراہت سب میں سرایت کرے گی کہ جماعت وتر ہر واحد کے حق میں تفصیلا تابع جماعت فرض ہے:

فما لمنفرد فی الفرض ینفرد فی الوتر کما بینا فی فتاوٰنا۔

(۳) کچھ نہیں سوا اس کے اگر ابھی مسجد میں جماعت تراویح ہوئی ہی نہیں تو جماعت وتر مکروہ ہے کہ جماعت وتر اجماعاً تابع جماعت تراویح ہے۔

(۴) قصر تین منزل پر ہے فقیر نے مدتوں کے تجربہ سے ثابت کیا کہ یہاں منزل ۱۹ ۱/۸ میل ہے تو مدت قصر، ۵۷ ۳/۸ میل ہے جسے تقریباً ساڑھے ستاون میل کہتے میل سے یہی رائج میل۔ ۷، اگر کا مراد ہے سفر بحری میں بادی کشتی کی اوسط چال بحال اعتدال ہُوا مُراد ہے دُخانی جہازوں کا اعتبار نہیں جیسے ریل کا مجھے ہر بار دخانی ہی جہاز میں اتفاق سیر ہوا البتہ اس دفعہ جدہ سے رابغ تک ساعیہ میں گیا تھا کہ تین دن میں پہنچی براہ خشکی چھ منزل ہے اس ایک بار کے مشاہدہ پر میں بحری سفر کے لیے میلوں کی تعیین نہیں کر سکتا خصوصاً جبکہ لوگوں کا بیان تھا کہ ہُوا کم ہے ورنہ ایک دن میں پہنچتی۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

## مسئلہ ۴۴۔ اثباتِ نبوت

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کتب عقائد وغیرہ میں جو اثبات نبوت حضرت ابو البشر آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ادلہ میں حدیث کا بھی حوالہ دیتے ہیں وہ حدیث کس نے کن الفاظ سے تخریج کی ہے۔ بینوا توجروا۔

## الجواب

حضرت بابرکت دامت برکاتہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ حدیث سیدنا ابوذر علیہ الرضوان سے مسند امام احمد میں یوں ہے:

قال قلت یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ایّ الانبیاء کان اول قال آدم قلت یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ونبی کان قال نعم نبی مکلم۔

اور نوادر الاصول تصنیف امام حکیم الامۃ ترمذی کبیر میں اُن سے مرفوعاً یوں ہے:

اول الرسل آدم وآخرھم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) علیہ وعلیہم افضل الصلوٰۃ والسلام۔

## مسئلہ ۴۵ ۔ عورت اور پردہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل میں۔

(۱) عورات کو اس مکان میں جہاں محارم وغیر محارم مرد اور عورتیں ہوں جانا جائز ہے یا ناجائز۔

(۲) جس گھر میں نامحرم مرد وعورات ہیں وہاں عورت کو کسی تقریب شادی یا غمی میں برقع کے ساتھ جانا اور شریک ہونا جائز ہے یا نہیں۔

(۳) جس مکان کا مالک نامحرم ہے لیکن اس جلسہ عورات میں نہیں ہے اور اس کا سامنا بھی نہیں ہوتا ہے مگر مالک مکان کی جورو اس عورت کی محرم ہے تو اس کو وہاں جانا جائز ہے یا نہیں۔

(۴) ایسے گھر میں جس کے مالک تو نامحرم ہیں مگر اُس گھر میں کوئی عورت بھی اس عورت کی محرم نہیں ہے تو اس عورت کو جانا جائز ہے یا نہیں۔

(۵) ایسے گھر میں کہ جس کا مالک نامحرم ہے مگر وہاں ایک عورت اس عورت کی محرم ہے اور جو عورت محرم ہے وہ مالک مکان کی نامحرم ہے تو اس عورت کو جانا جائز ہے یا نہیں۔

(۶) ایسے گھر میں جہاں مالک تو نامحرم ہے مگر اُس گھر میں عورات اُس عورت کی محرم ہیں اور مالک جو نامحرم ہے وہ گھر میں جہاں جلسۂ عورات ہے آتا نہیں ہے تو اس عورت

کو جانا جائز ہے یا نہیں۔

(۷) جس گھر کا مالک تو نامحرم ہے اور گھر میں آتا نہیں اور عورات بھی اُس گھر کی نامحرم ہیں تو اس عورت کو جانا جائز ہے یا نہیں۔

(۸) جس گھر کا مالک محرم ہے اور لوگ نامحرم تو جانا جائز ہے یا ناجائز۔

(۹) جس گھر میں مالک نامحرم ہے مگر دوسرے شخص محرم ہیں حالانکہ سامنا نامحرموں سے نہیں ہوتا تو اس عورت کا جانا جائز ہے یا ناجائز۔

(۱۰) جس گھر کے دو مالک ہیں ایک اُس عورت کا خاوند ہے اور دوسرا نامحرم ہے تو اُس گھر میں جانا جائز ہے یا ناجائز۔

(۱۱) جس گھر میں عام محفل ہے جہاں مذکور الصدر سب اقسام موجود ہیں اور عورات پردہ نشین وغیرہ پردہ نشین دونوں قسم کی موجود ہیں اور مرد بھی محارم وغیر محارم ہیں مگر یہ عورت نامحرم مرد سے چادر وغیرہ سے پردہ کیے اُن عورتوں میں بیٹھ سکتی ہے تو ایسی حالت میں جانا جائز ہے یا ناجائز ہے۔

(۱۲) جس گھر میں ایسی تقریب ہو رہی ہے جس میں منہیات شرعیہ ہو رہے ہیں اُس میں کسی مرد یا عورت کو اس طرح جانا کہ وہ علیحدہ ایک گوشہ میں بیٹھے جہاں مواجہہ تو اُس کی شرکت میں نہیں ہے مگر آواز وغیرہ آرہی ہے گو اس آواز وغیرہ ناجائز امور سے اُسے کچھ حظ بھی نہیں ہے اور نہ متوجہ اُس طرف ہے تو جانا جائز ہے یا نہیں۔

(۱۳) جس گھر میں مالک وغیرہ نامحرم مگر اس عورت کے ساتھ محارم عورات بھی ہیں گو اُس گھر کے لوگ اُن عورات کے نامحرم ہیں تو اس کو جانا جائز ہے یا نہیں۔

(۱۴) شقوق مذکور الصدر میں سے جو شقوق ناجائز ہیں ان میں سے کسی شق میں عورت کو شوہر کا اتباع جائز ہے یا نہیں۔

(۱۵) مرد کو اپنی بی بی کو ایسی مجالس و محافل میں شرکت سے منع کرنے اور نہ کرنے کا کیا حکم ہے اور عورت پر اتباع و عدم اتباع سے کس درجہ نافرمانی کا اطلاق اور کیا اثر ہوگا اور مرد کو شریک ہونے اور نہ ہونے کا کیا حکم ہے۔

(۱۶) ، جس مکان میں مجمع عورات محارم وغیر محارم کا ہو اور عورات محارم و نا محارم ایک طرف خاص پردہ میں باہم مجتمع ہوں اور مجمع مردوں کا بھی ہر قسم کے اُسی مکان میں عورات سے علیحدہ ہو لیکن آواز نامحرم مردوں کی عورات سنتی ہیں اور ایسے اپنے مکان میں مجلس وعظ یا ذکر شریف نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام منعقد ہے تو ایسے جلسہ میں اپنے محارم کو بھیجنا یا نہ بھیجنا کیا حکم ہے اور نہ بھیجنے سے کیا محذور شرعی لازم ہوتا ہے اور انعقاد ایسی مجالس کا اپنے زنانہ مکانات میں کیسا ہے اور اُس ذکر یا وعظ کو اپنے محارم یا غیر محارم کے ایسے مکان میں جانا چاہیے یا نہیں فقط بینوا توجروا۔ عند اللہ الوہاب۔

* مقصود وسائل عورات محارم سے وہ قرابت دار ہیں جن کے مرد فرض کرنے سے نکاح جائز نہ ہو۔ بینوا توجروا۔

## الجواب

صور جزئیہ کے عرض جواب سے پہلے چند اصول و فوائد ملحوظ خاطر عاطر رہیں کہ بعونہٖ عز مجدہ شقوق مذکورہ وغیر مذکورہ سب کا بیان مبین اور فہم حکم کے مؤید و معین ہوں و باللہ التوفیق۔

**اوّل** ۔ اصل کلی یہ ہے کہ عورت کو اپنے محارم رجال خواہ نساء کے پاس اُن کے یہاں عیادت یا تعزیت یا اور کسی مندوب یا مباح دینی یا دنیوی حاجت یا صرف ملنے کے لیے جانا مطلقاً جائز ہے جبکہ منکرات شرعیہ سے خالی ہو مثلاً بے ستری نہ ہو مجمع فساق نہ ہو تقریب ممنوع شرعی نہ ہو ناچ یا گانے کی محفل نہ ہو زنانہ فواحش و بیباک کی صحبت نہ ہو چوبے شربت کے شیطانی گیت نہ ہوں سمدھنوں کی گالیاں سُننا سنانا نہ ہو نا محرم دولہا کو دیکھنا دکھانا نہ ہو۔ رتجگے وغیرہ میں ڈھول بجانا گانا نہ ہو۔

**دوم** ۔ اجانب کے یہاں کے مرد وزن سب اس کے نامحرم ہوں شادی غمی زیارت عیادت ان کی کسی تقریب میں جانے کی اجازت نہیں اگرچہ شوہر کے اذن سے اگر اذن دے گا خود بھی گنہگار ہوگا سوا چند صور مفصلۂ ذیل کے اور اُن میں بھی حتی الوسع تستر و تحرز اور فتنہ و مظان فتنہ سے تحفظ فرض۔

**سوم**۔ کسی کے مکان سے مُراد اُس کا مکان سکونت ہے نہ مکان مالک مثلاً اجنبی کے مکان میں بھائی کرایہ پر رہتا ہے جانا جائز بھائی کے مکان میں اجنبی عاریۃً ساکن ہے جانا جائز۔

**چہارم**۔ محارم میں مردوں سے مُراد وہ ہیں جن سے بوجہ علاقہ جزئیت ہمیشہ ہمیشہ کو نکاح حرام کر کسی صورت سے حلت نہیں ہو سکتی نہ بہنوئی یا پھوپا یا خالو کہ بہن پھوپی خالہ کے بعد اُن سے نکاح ممکن علاقہ جزئیت رضاع و مصاہرت کو بھی عام مگر زبان جوان خصوصاً حسینوں کو بلا ضرورت اُن سے احتراز ہی چاہیے اور برعکس رواج عوام بیاہموں کو آریوں سے زیادہ کہ اُن میں نہ وہ حیا ہوتی ہے نہ اتنا خوف نہ اس قدر لحاظ اور نہ ان کا وہ رعب نہ عامہ محافظین کو اِس درجہ ان کی نگہداشت اور ذوق چشیدہ کی رغبت انجان نادان سے کہیں زائد لیس الخبر کالمعاینۃ۔ تو ان میں موانع ہلکے اور مقتضی بھاری اور اصلاح و تقوی پر اعتماد سخت غلط کاری مرد خود اپنے نفس پر اعتماد نہیں کر سکتا اور کرے تو جھوٹا۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ نہ کہ عورت جو عقل و دین میں اِس سے آدھی اور رغبت نفسانی میں سوگنی ہر مرد کے ساتھ ایک شیطان اور ہر عورت کے ساتھ دو۔ ایک آگے ایک پیچھے۔ تقبل شیطان وتدبر شیطان۔ والعیاذ باللہ العزیز الرحمٰن۔ اللھم انی اسئلك العفو والعافیۃ فی الدین والدنیا والاٰخرۃ لی وللمؤمنین و للمؤمنات جمیعا اٰمین۔

**پنجم**۔ محرم عورتوں سے وہ مراد کہ دونوں میں جسے مرد فرض کیجیے نکاح حرام ابدی ہو ایک جانب سے جریان کافی نہیں مثلاً ساس بہو تو باہم محرم ہی ہیں کہ اُن میں جسے مرد فرض کریں دوسرے سے بیگانہ ہے۔ سوتیلی ماں بیٹیاں بھی آپس میں محرم نہیں کہ اگرچہ بیٹی کو مرد فرض کرنے سے حرمت ابدیہ ہے کہ وہ اس کے باپ کی مدخولہ ہے مگر ماں کو مرد فرض کرنے سے محض بیگانگی کہ اب اس کے باپ کی کوئی نہیں۔

**ششم**۔ رہے وہ مواضع جو محارم و اجانب کسی کے مکان میں نہیں اگر وہاں تنہائی وخلوت ہے تو شوہر یا محرم کے ساتھ جانا ایسا ہی ہے جیسے اپنے مکان میں شوہر و محارم کے ساتھ رہنا اور مکان قید و حفاظت ہے کہ ستر و تحفظ پر اطمینان حاصل اور

اندیشۂ فتنہ یکسر زائل تو یوں بھی حرج نہیں، اس قید کے بعد استثناء ایک روزہ راہ کی حاجت نہیں کہ بے معیت شوہر یا محرم عاقل بالغ قابل اعتماد حرام ہے اگرچہ محل خالی کی طرف وجہ یہ کہ عورت کا تنہا مقام دور کو جانا اندیشۂ فتنہ سے عاری نہیں تو وہی قید اس کے اخراج کو کافی اور اگر مجمع محل جلوت ہے تو بے حاجت شرعی اجازت نہیں خصوصاً جہاں فضولیات و لطالات و خطبات و جہالات کا جلسہ ہو جیسے سیر تماشے۔ باجے۔ تماشے ندیوں کے پن گھٹ ناؤ چڑھانے کے جھمگٹ بے نظیر کے میلے پھول والوں کے پھیلے نوچندی کی بلائیں مصنوعی کربلائیں علم تعزیوں کے کاوے۔ تخت جریدوں کے دھاوے جیسن آباد کے جلوے۔ جاسی درگاہ کے بلوے ایسے مواقع مردوں کے جانے کے بھی نہیں نہ کہ یہ نازک شیشیاں جنہیں صحیح حدیث میں ارشاد ہوا رویدك الخشیۃ رفقا بالقواریر اور محل حاجت میں جب کی صورتیں مذکور ہوں گی بشرط تستر و تحفظ و تحرز فتنہ اجازت یکروزہ راہ بلکہ نزد تحقیق مناط اس سے کم میں بھی محافظ مذکور کی حاجت۔

**ہفتم** یہ اور وہ یعنی مکان غیر وغیر مکان میں جانا بشرائط مذکورہ جائز ہونے کی نو صورتیں ہیں۔ قابلہ۔ غاسلہ۔ نازلہ۔ مریضہ۔ مضطرہ۔ حاجہ۔ مجاہدہ۔ مسافرہ۔ کاسبہ۔

**قابلہ**۔ یہ کہ کسی عورت کو دردزہ ہو یہ دائی ہے۔

**غاسلہ**۔ جب کوئی عورت مرے یہ نہلانے والی ہے ان دونوں صورتوں میں اگر شوہر دار ہے تو اذن شوہر ضرور جبکہ مہر معجل نہ ہو یا تھا تو پا چکی۔

**نازلہ**۔ جب اُسے کسی مسئلہ کی ضرورت پیش آئے اور خود عالم کے یہاں جائے بغیر کام نہیں نکل سکتا۔

**مریضہ**۔ کہ طبیب کو بُلا نہیں سکتی نبض کو دکھانے کی ضرورت ہے۔ اسی طرح زچہ و مریضہ کا علاجاً حمام کو جانا جبکہ وہاں کسی طرف سے کشف عورت اور بند مکان میں گرم پانی سے گھر میں نہانا کفایت نہ ہو۔

**مضطرہ**۔ کہ مکان میں آگ لگی یا گرا پڑتا ہے یا چور گھس آئے یا درندہ آتا ہے غرض ایسی کوئی حالت واقع ہوئی کہ حفظ دین یا ناموس یا جان کے لیے گھر چھوڑ کر کسی جائے امن و امان میں جائے بغیر چارہ نہیں اور عضو شق نفس اور مال اُس کا شقیق ہے۔

**حاجہ** ۔ظاہر ہے اور زائرہ اُس میں داخل کہ زیارت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تتمۂ حج بلکہ متممۂ حج ہے۔

**مجاہدہ** ۔جب عیاذاً باللہ عیاذاً باللہ عیاذاً باللہ اسلام کو حاجت اور بحکم امام نفیر عام کی نوبت ہو فرض ہے کہ ہر غلام بے اذن مولیٰ ہر پسر بے اذن والدین ہر پردہ نشین بے اذن شوہر جہاد کو نکلے جبکہ استطاعت جہاد و سلاح و زاد ہو۔

**مسافرہ** ۔جو عورت سفر جائز کو جائے مثلاً والدین مدت سفر پر ہیں یا شوہر نے کہ دور نوکر ہے اپنے پاس بلایا اور محرم ساتھ ہے تو منزلوں پر سرا وغیرہ میں اُترنے سے چارہ نہیں۔

**کاسبہ** ۔عورت بے شوہر ہے یا شوہر ہے جو بہر کر خبر گیری نہیں کرتا نہ اپنے پاس کچھ کہ دن کاٹے نہ اقارب کو توفیق یا استطاعت نہ بیت المال منتظم نہ گھر بیٹھے دستکاری پر قدرت نہ محارم کے یہاں ذریعۂ خدمت نہ بحال بے شوہری کسی کو اس سے نکاح کی رغبت تو جائز ہے کہ بشرط تحفظ و تحرز اجانب کے یہاں جائز وسیلہ رزق پیدا کرے جس میں کسی مرد سے خلوت نہ ہو حتی الامکان وہاں ایسا کام لے جو اپنے گھر لاکر کرے جیسے سینا پرونا ورنہ اُس گھر میں نوکری کرے جس میں صرف عورتیں ہوں یا نابالغ بچے ورنہ جہاں کا مرد متقی پرہیزگار ہو اور ساٹھ ستر برس کی پیر زال بدشکل کریہ المنظر کو خلوت میں بھی مضائقہ نہیں۔

**تنبیہ** ۔ان کے سوا تین صورتیں اور بھی ہیں شاہدہ ۔طالبہ ۔مطلوبہ۔

**شاہدہ** ۔وہ جس کے پاس کسی حق اللہ مثل رویت ہلال رمضان و سماع طلاق و عتق وغیرہ میں شہادت ہو اور ثبوت اس کی گواہی و حاضری دار القضا پر موقوف خواہ بشرط مذکور کسی حق العبد مثل عتق غلام و نکاح و معاملات مالیہ کی گواہی اور مدعی اس سے طالب اور قاضی عادل اور قبول معمول اور دن کے دن گواہی دے کر واپس آسکے۔

**طالبہ** ۔جب اس کا کسی پر حق آتا ہو اور بے جائے دعویٰ نہیں ہو سکتا۔

**مطلوبہ** ۔جب اس پر کسی نے غلط دعویٰ کیا اور جواب دہی میں جانا ضرور۔ یہ صورتیں

بھی علماء نے شمار فرمائیں۔ مگر بحمد اللہ تعالیٰ پردہ نشینوں کو ان کی حاجت نہیں کہ ان کی طرف سے وکالت مقبول اور حاکم شرع کا خود آکر نائب بھیج کر ان سے شہادت لینا معمول یہ بیان کافی وصافی بحمد اللہ تعالیٰ تمام صور کو حاوی و دافی بعونہٖ تعالیٰ اب جواب جزئیات ملاحظہ ہوں۔

**جواب** (۱)۔ وہ مکان محارم ہے یا مکان غیر یا غیر مکان اور وہاں جانے کی طرف حاجت شرعیہ داعی یا نہیں سب صور کا مفصل بیان مع شرائط و مستثنیات گزرا۔

**جواب** (۲) اگر یہ مُراد کہ نامحرم بھی ہیں تو وہی سوال اول ہے اور اگر یہ مقصود کہ نامحرم ہی ہیں تو جواب ناجائز مگر بصورت استثناء۔

**جواب** (۳) زن محرم کے یہاں اس کی زیارت عیادت تعزیت کسی شرعی حاجت کے لیے جانا بشرائط مذکورہ (۱) اول جائز مگر کتب معتمدہ مثل مجموع النوازل و خلاصہ و فتح القدیر و بحر الرائق و اشباہ و غمز العیون و طریقۂ محمدیہ و در مختار و ابو السعود و شرنبلالیہ و ہندیہ وغیرہ میں ظاہر کلمات ائمہ کرام شادیوں میں جانے سے مطلقاً ممانعت ہے اگرچہ محارم کے یہاں علامہ احمد طحطاوی نے اسی پر جزم اور علامہ مصطفیٰ رحمتی و علامہ محمد شامی نے اسی کا استظہار کیا اور یہی مقتضی ہے حدیث عبد اللہ بن عمر و حدیث خولہ بنت النعمان و حدیث عبادہ بن الصامت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا فلتنظر نفس ماذا ترى - اور اگر شادیاں ان فواحش و منکرات پر مشتمل ہوں جن کی طرف ہم نے اصل اول میں اشارہ کیا تو منع یقینی ہے اور شوہر دار کو تو شوہر بہر حال اس سے روک سکتا ہے جبکہ مہر معجل سے کچھ باقی نہ ہو۔

**جواب** (۴) نہ مگر باستثناء مذکور۔

**جواب** (۵) وہ مکان اگر اُس زن محرم کا مسکن ہے تو اُس کے پاس جانا تفصیل مذکور جواب سوم پر ہے ورنہ یوں کہ نامحرموں کے یہاں دو بہنیں جائیں کہ وہاں ہر ایک دوسرے کی محرم ہو گی اجازت نہیں کہ ممنوع و ممنوع مل کر نا ممنوع نہ ہوں گے۔

**جواب** (۶) اگر وہ مکان اُن زنان محارم کا ہے تو جواب جواب سوم ہے کہ گزرا ورنہ جواب ہفتم کہ آتا ہے۔

**جواب (۷)** اللّٰھمّ انی اعوذبك من الفتن والآفات وعوارالعورات ۔

یہ مسئلہ مکان اجانب میں زنان اجنبیہ کے پاس عورتوں کے جانے کا ہے علماء کرام نے مواضع استثناء ذکر کرکے فرمایا الافیما عدا ذٰلك وان اذن کانا عاصیین۔ نہ ان کے ماورا میں اور اگر شوہر اذن دے تو وہ بھی گنہگار۔ اس نفی کا عموم سب کو شامل پھر اُن مواضع میں ماں کے پاس جانا بھی شمار فرمایا اور دیگر محارم کے پاس بھی اور اس کی مثال خانیہ وغیرہا میں خالہ وعمہ وخواہر سے دی۔ نیز علمانے قابلہ و غاسلہ کا استثناء کیا اور پھر ظاہر کروہ نہ جائیں گی مگر عورات کے پاس اگر زنان اجنبیہ کے پاس جانا مواضع استثناء سے مخصوص نہ ہوتا استثناء میں مادر وخالہ وخواہر وعمہ وقابلہ وغاسلہ کے ذکر کے کوئی معنے نہ تھے ۔ احادیث ثلثہ مشار الیہا میں ارشاد ہوا عورتوں کے اجتماع میں خیر نہیں حدیثیں اولین میں اس کی علت فرمائی کہ وہ جب اکھٹی ہوتی ہیں بیہودہ باتیں کرتی ہیں حدیث ثالث میں فرمایا ان کے جمع ہونے کی مثال ایسی ہے جیسے صیقل گرنے لوہا تپایا جب آگ ہوگیا کوٹنا شروع کیا جس چیز پر اُس کا پھول پڑا جلادی۔ رواھن جمیعا الطبرانی فی الکبیر۔ عورتیں کہ بوجہ نقصان عقل و دین سنگدل اور امر حق سے کم منفعل ہیں ولذا لم یکمل منھن الا قلیل لوہے سے تشبیہ دی گئی اور نار شہوات وخلاعات کہ ان میں رجال سے حصہ زائد مشتعل لوہار کی بھٹی اور انکا ملنے بالطبع ہوکر اجتماع لوہے اور ہتوڑے کی صحبت۔ اب جو چنگاریاں اُڑیں گی دین ناموس حیا غیرت جس پر پڑیں گی صاف پھوک دیں گی سلسلے پارسا ہے ہاں پارسا ہے وبارک اللہ مگر جان برادر کیا پارسائیں معصوم ہوتی ہیں کیا صحبت بد میں اثر نہیں جب قیمتوں سے جدا خود سر و آزاد ایک مکان میں جمع اور قیمتوں کے آنے دیکھنے سے بھی اطمینان حاصل ۔ فانما خلقت من ضلع اعوج۔ کج سے بنی کج ہی چلے گی آپ نادان ہے تو شدہ شدہ سیکھ کر رنگ بدلے گی جسے کشقیف زنان کی پروانہیں یا حالات زمان سے آگاہ نہیں اول ظالم کا تو نام نہ لیجئے اور ثانی صالح سے گزارش کیجئے ع

معذور دار مست کر تو اعدا اندیدہ

مجمع زنان کی شناعات وہ ہیں کہ لاینبغی ان تذکرفضلا ان تسطر ہے ان نازک شیشیوں کو صدمے سے بچانا ہو تو رہ یہی ہے کہ شیشیاں شیشیاں بھی بے حاجت شرعیہ نہ ملنے پائیں کہ آپس میں مل کر بھی ٹھیس کھا جاتی ہیں حاجات شرعیہ وہی جو علمائے کرام نے استثناء فرمادیں غرض احادیث مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہلکا نہیں کہ اجتماع نساء میں خیر و اصلاح نہیں آئندہ اختیار بدست مختار۔

**جواب** (۸ و ۹) ان دونوں سوالوں کا جواب بعد ملاحظہ اصل سوم وجوابات سابقہ ظاہر کہ بعد اسقاط اعتبار ملک و لحاظ سکونت یہ ان سے جدا کوئی صورت نہیں۔

**جواب** (۱۰) ملک کا حال وہی ہے جو اوپر گزرا اور شوہر کے پاس جانا مطلقاً جائز جبکہ ستر حاصل اور تحفظ کامل اور ہر گونہ اندیشۂ فتنہ زائل اور موقع غیر مرقع ممنوع و باطل ہو اور شوہر جس مکان میں رہے اگرچہ ملک مشترک بلکہ غیر کی ملک ہو اُس کے پاس رہنے کی بھی بشرائط معلومہ مطلقاً اجازت بلکہ جب نہ مہر معجل کا تقاضا نہ مکان مغصوب وغیرہ ہونے کے باعث دین یا جان کا ضرر ہو اور خود ہر شرائط سکنائے واجبہ مذکورۂ فقہ بجا لایا ہو تو واجب انہیں شرائط سے واضح ہوگا کہ مسکن میں اوروں کی شرکت سکونت کہاں تک تحمل کی جا سکتی ہے۔ اتنا ضروری ہے کہ عورت کو ضرر دینا بنص قطعی قرآن عظیم حرام ہے اور شک نہیں کہ اجنبی مرد تو وہیں سوت کی شرکت بھی ضرر رساں اور جہاں ساس نند دیورانی جٹھانی سے ہو تو اُن سے بھی جدا رکھنا حق زناں والتفصیل فی رد المحتار۔

**جواب** (۱۱) یہ تقریباً وہی سوال ہے محارم کے یہاں بشرائط جائز۔ جواب سوم بھی ملحوظ رہے ورنہ خدا کے گھر یعنی مساجد سے بہتر عام محفل کہاں ہوگی اور ستر بھی کیسا کہ مردوں کی ادھر ایسی پیٹھ کہ مُنہ نہیں کر سکتے اور اُنہیں حکم کہ بعد سلام جب تک عورتیں نکل جائیں نہ اُٹھو مگر علماء نے اولاً کچھ تخصیصیں کیں جب زمانہ زیادہ فتن کا آیا مطلقاً ناجائز فرما دیا۔

**جواب** (۱۲)۔ اگر جانے کہ میں اِس حالت میں جانے سے انکار کروں تو انہیں منہیات کا چھوڑنا پڑے گا تو جب تک ترک نہ کریں جانا ناجائز اور جانے کہ میں جاؤں

تو میرے سامنے منہیات نہ کر سکیں گے تو جانا واجب جبکہ خود اس جانے میں منکر کا ارتکاب نہ ہو اور اگر نہ یہ نہ وہ تو محل عار و طعن و بدگوئی و بدگمانی سے احتراز لازم خصوصاً مقتدا کو ورنہ بشرائط معلومہ جبکہ حالت حالت مذکورہ سوال ہو کہ اسے نہ حظ نہ توجہ اگرچہ تحریم نہیں مگر حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہ شہنا کی آواز سن کر کانوں میں انگلیاں دیں اور یہی فعل حضور پُر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نقل کیا اُس سے احتراز کی طرف داعی خصوصاً نازک دل عورتوں کے لیے حدیث الخشبۃ ابھی گزری اور اصلاح پر اعتماد نری غلطی ع

بسا کین آفت از آواز خیزد۔ع

حُسن بلائے چشم ہے نغمہ وبال گوش ہے

**جواب** (۱۳) جواب پنجم ملاحظہ ہو عورت کا عورت کے ساتھ ہونا زیادت عورت ہے نہ حفاظت کی صورت سونے پر سونا جتنا بڑھاتے جائیے محافظ کی ضرورت ہوگی نہ کہ ایک توڑا دوسرے کی نگہداشت کرے۔

**جواب** (۱۴) گناہ میں کسی کا اتباع نہیں ہاں وہ صورتیں جہاں منع صرف حق شوہر کے لیے ہے جیسے مہر معجل نہ رکھنے والی کا ہفتے کے اندر والدین یا سال کے اندر دیگر محارم کے یہاں جانا وہاں شب باش ہونا یہ اجازت شوہر سے جائز ہو جائے گا و الالا۔

**جواب** (۱۵) الرّجال قوامون علی النساء۔ مرد کو لازم ہے کہ اپنی اہل کو حتی المقدور مناہی سے روکے یٰایھا الذین اٰمنوا قوا انفسکم واھلیکم نارا۔ عورت بحال نافرمانی دوہری گنہگار ہوگی ایک گناہ شرع و دوسرے گناہ نافرمانی شوہر اس سے زیادہ اثر جو عوام میں مشتہر کرے اذن جائے تو نکاح سے جائے غلط اور باطل مگر جبکہ شوہر نے ایسے جانے پر طلاق بائن معلق کی ہو مرد مجلس خالی عن المنکرات میں شریک ہو سکتا ہے اور نہی عن المنکر کے لیے مجالس منکرہ میں بھی جانا ممکن جبکہ مثیر فتنہ نہ ہو۔ والفتنۃ اکبر من القتل مگر تجسس واتباع عورات و دخول دار غیر بے اذن کی اجازت نہیں۔

**جواب** (۱۶) عورتوں کے لیے محرم عورت کے معنے اصل پنجم میں گزرے اور نہ بھیجے میں اصلا حد در شرعی نہیں اگرچہ مجلس محارم زن کے یہاں ہو بلکہ اگر وعظ اکثر واعظان زمانہ

کی طرح کہ جاہل و ناعاقل و بیباک و ناقابل ہوتے ہیں مبلغ علم کچھ اشعار خوانی یا بے سر و پا کہانی یا تفسیر مصنوع یا تحدیث موضوع نہ عقائد کا پاس نہ مسائل کا احتفاظ نہ خدا سے شرم نہ رسول کا لحاظ غایت مقصود پسند عوام اور نہایت مراد جمع حطام یا ذاکر ایسے ہی ذاکرین غافلین مبطلین جاہلین سے کہ رسائل پڑھیں تو جہاں مغرور کے اشعار گائیں تو شعرائے بے شعور کے انبیاء کی توہین خدا پر اتہام اور نعت و منقبت کا نام بدنام جب تو جانا بھی گناہ بھیجنا بھی حرام اور اپنے یہاں انعقاد مجمع آثام آج کل اکثر مواعظ و مجالس عوام کا یہی حال پُرملال فانا للہ وانا الیہ راجعون۔

اسی طرح اگر عادت نساء سے معلوم یا مظنون کہ بنام مجلس وعظ و ذکر اقدس جائیں اور سنیں نہ سنائیں بلکہ عین وقت ذکر اپنی کھچریاں پکائیں جیسا کہ غالب احوال زنان زماں تو بھی ممانعت ہی سبیل ہے کہ اب یہ جانا اگرچہ بنام خیر ہے مگر مروجہ غیر ہے ذکر و تذکیر کے وقت لغو و لغط شرعاً ممنوع و غلط اور اگر ان سب مفاسد سے خالی ہو اور وہ قلیل و نادر ہے تو محارم کے یہاں بشرائط معلومہ بھیجنے میں حرج نہیں اور غیر محارم یعنی مکان غیر یا غیر مکان میں بھیجنا اگر کسی طرح احتمال فتنہ یا منکر کا مظنہ یا وعظ و ذکر سے پہلے پہنچ کر اپنی مجلس جمانا یا بعد ختم اُسی مجمع زنان کا رنگ منانا ہو تو بھی نہ بھیجے کہ منکر و نامنکر مل کر منکر اور بلحاظ تقریر جواب سوم و ہفتم یہ شرائط عام تر اور اگر فرض کیجیے کہ واعظ و ذاکر عالم سُنی متدین ماہر اور عورتیں جاکر حسب آداب شرع بحضور قلب سمع میں مشغول رہیں اور حال مجلس سابق و لاحق و ذہاب و ایاب جملہ اوقات میں جمیع منکرات و شنائع مالوفہ و غیر مالوفہ معروفہ و غیر معروفہ سب سے تحفظ تام و تحرز تمام اطمینان کافی و وافی ہو اور سبحان اللہ کہاں تحرز اور کہاں اطمینان تو محارم کے یہاں بھیجنے میں اصلاً حرج نہیں ہے اجانب فہذا مما استخیر اللہ تعالیٰ فیہ وجیز کردری میں فرمایا عورت کا وعظ سننے کو جانا لا باس بہ ہے جس کا حاصل کراہت تنزیہی امام فخر الاسلام نے فرمایا وعظ کی طرف عورت کا خروج مطلقاً مکروہ جس کا اطلاق مفید کراہت تحریمی اور انصاف کیجیے تو عورت کا ستر کامل و حفظ شامل اپنے گھر کے پاس کی مسجد صلحا میں محارم کے ساتھ تکبیر کے وقت جاکر نماز میں شریک ہونا اور سلام ہوتے ہی دو قدم رکھ کر گھر میں ہو جانا ہرگز فتنہ کی گنجائشوں توسیعوں کا ویسا احتمال نہیں رکھتا

جلسا غیر محلہ غیر جگہ بے معیت محرم مکان اجانب و احاطہ مقبوضہ اباعد میں جاکر مجمع ناقصات العقل والدین کے ساتھ مخلے بالطبع ہونا پھر اُسے علمائے بلحاظ زماں مطلقاً منع فرمادیا با آنکہ صحیح حدیثوں میں اُس سے ممانعت کی ممانعت موجود اور حاضری عیدین پر تو یہاں تک تاکید کہ حیض والیاں بھی نکلیں اگر چادر نہ رکھتی ہوں دوسری اپنی چادروں میں شریک کرلیں مصلے سے الگ بیٹھی خیر و دُعا مسلمین کی برکت لیں تو یہ صورت اولی بالمنع ہے شرع مطہر فقط فتنہ ہی سے منع نہیں فرماتی بلکہ کلیۃً اُس کا سد باب کرتی اور حیلہ و وسیلہ شر کے یکسر پَر کترتی ہے غیروں کے گھر تو غیروں کے گھر جہاں نہ اپنا قابو نہ اپنا گزر۔ حدیث میں تو اپنے مکانوں کی نسبت آیا لاتسکنوھن الغرف عورتوں کو بالا خانوں پر نہ رکھو یہ وہی طائر نگاہ کے پر کترنے ہیں شرع مطہر نہیں فرماتی کہ تم خاص یلے وسلے پر بدگمانی کرو یا خاص زید و عمرو کے مکانوں کو مظنۂ فتنہ کہو یا خاص کسی جماعت زنان کو مجمع ناشایستنی بتاؤ مگر ساتھ ہی یہ بھی فرماتی ہے کہ ان من الحزم سوء الظن ؎

نگہ دار داں شوخ در کیسہ در
کہ داند ہمہ خلق را کیسہ بُر

صالح و طالح کسی کے منہ پر نہیں لکھا ہوتا ظاہر ہزار جگہ خصوصاً اس زمن فتن میں باطن کے خلاف ہوتا ہے اور مطابق ہو تو صالحین و صالحات معصوم نہیں اور علم باطن وادراک غیب کی طرف راہ کہاں اور سب سے درگزرے تو آج کل عامۂ خاص خصوصاً نساء میں بڑا ہنر ان ہوٹی جوڑ لینا طوفان لگا دینا ہے کاجل کی کوٹھری کے پاس ہی کیوں جائے کہ دھبا کھائے لاجرم سبیل یہی ہے کہ بالکل دریا بلا دیا جائے ع

وہ سر ہی ہم نہیں رکھتے جسے سودا ہو ساماں کا

شرع مطہر حکیم ہے اور مومنین اور مومنات پر رؤف و رحیم اس کی عادت کریمہ ہے کہ ایسے مواضع احتیاط میں ما بہ باس کے اندیشہ سے مالا باس بہ کو منع فرماتی ہے جب شراب حرام فرمائی اُس صورت کے برتنوں میں نبیذ ڈالنی منع فرمادی جن میں شراب اٹھایا کرتے تھے زید کہے بارہا ایسے مجامع ہوتے ہیں کبھی فتنہ نہ ہوا جان برادر علاج واقعہ کیا بعد الوقوع چاہیے۔ ماکل مرۃ تسلم الجرۃ۔ ع

## ہر بار سبو زچاہ سالم نرسد

اکل و شرب وغیرہا کی صدہا صورتوں میں اطبا لکھتے ہیں یہ مضر ہے اور لوگ ہزار بار کرتے ہیں طبیعت کی قوت مند کی مقاومت تقدیر کی مساعدت کہ ضرر نہیں ہوتا اس سے اُس کا بے غائلہ ہونا سمجھا جائے گا۔ خدا پناہ دے بُری گھڑی کہہ کر نہیں آتی اجنبیوں سے علما کا ایجاب حجاب آخر اسی سد فتنہ کے لیے ہے پھر چند تو فیق رفیق بندوں کے چچا ماموں، خالہ، پھوپی کے بیٹوں کنبے بھر کے رشتہ داروں کے سامنے ہونے کا کیسا رواج ہے اور اللہ بچاتا ہے فتنہ نہیں ہوتا اس سے بدتر عام خدا ترس ہندیوں کے وہ بد لحاظی کے لباس آدھے سر کے بال اور کلائیاں اور کچھ حصہ گلو و شکم و ساق کا کھلا رہنا تو کسی گنتی شمار ہی میں نہیں اور زیادہ بانکپن ہوا تو دوپٹہ شانوں پر ڈھلکا ہوا کریب یا جالی باریک یا گھاس ململ کا جس سے سب بدن چمکے اور اس حالت کے ساتھ اُن رشتہ داروں کے سامنے پھرنا بایں ہمہ وہ رؤف رحیم حفظ فرماتا ہے فتنہ نہیں ہوتا ان اعضا کا ستر کیا بعینہ واجب تھا حاشا بلکہ وہی منع و دواعی و سد باب پھر اگر ہزار بار دواعی نہ ہوئے تو کیا وہ حکم حکمت باطل ہو جائیں گے شرع مطہر جب مظنہ پر حکم دائر فرماتی ہے اصل علت پر اصلا مدار نہیں رکھتی وہ چاہے کبھی نہ ہو نفس مظنہ پر حکم چلے گا فقیر کے پاس تو یہ ہے۔ اور جو اس سے بہتر جانتا ہو مجھے مطلع کرے بہر حال اس قدر یقینی کہ بھیجنا محتمل اور نہ بھیجنا بالاجماع جائز و بے خلل لہذا فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ کے نزدیک اسی پر عمل رہا واعظ و ذاکر وہ بشرطیکہ جب منکر پر اطلاع پائے حسب قدرت انکار و ہدایت کرے ہر مجلس میں جا سکتا ہے۔ واللہ سبحٰنہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

## مسئلہ ۴۶: چاندی اور سونے کی گھڑیاں

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ چاندی سونے کی گھڑیاں رکھنا یا سیم و زر کے چراغ میں بغرض اعمال کے فتیلہ روشن کرنا جس سے روشنی لینا کہ مقصود متعارف چراغ ہی مُراد نہیں ہوتا بلکہ قوت عمل و سرعت اثر تنبیہ موکلات مقصود ہوتی ہے جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

# الجواب

دونوں ممنوع ہیں علامہ سید احمد طحطاوی حاشیۂ درمختار میں فرماتے ہیں:

قال العلامة الوانی المنهی عنه استعمال الذهب والفضة اذ الاصل فی هذا الباب قوله علیه الصّلوٰة والسلام هٰذان حرامان علی امتی حل لاناثهم ولما بین ان المراد عن قوله حل لاناثهم ما یکون حلیا لهن بقی ما عداه علی حرمة سواء استعمل بالذات او بالواسطه اه اقره العلامة نوح ولیؔ باطلاق الاحادیث الواردة فی هٰذا الباب اه ابوالسعوؔ ومنه تعلم حرمة استعمال ظروف فناجین القهوة والساعات من الذهب والفضة اه ملخصًا

علامہ شامی ردالمختار میں ان تصریحات علامہ طحطاوی کو ذکر کرکے فرماتے ہیں وھو ظاہر۔

اُسی میں ہے:

الذی کله فضة محرمه استعماله بای وجه کان کما قدمناه ولامس بالید والذا حرم ایقاد العود فی مجمرة الفضة ومثله بالاولیٰ ظروف فنجان القهوة والساعة وقدرة التنباك التی یوضع فیها الماء وان کان لا یمسها بیده ولا یضمه لانه استعمال فیما صنعت له الخ۔

اور یہ عذر کہ چراغ استصباح یعنی روشنی لینے کے لیے ہوتا ہے اور یہاں اس نیت سے مستعمل نہیں تو جواز چاہیئے:

لما فی درالمختار ان هٰذا اذا استعملت ابتداء فیما صنعت له بحسب متعارف الناس والا کراهته۔

مقبول ہے کہ اوّلاً عندالتحقیق مطلق استعمال ممنوع ہے اگرچہ خلاف متعارف ہو لاطلاق الاحادیث والادلة کما مر۔

کٹورا پانی پینے کے لیے بنتا ہے اور رکابی کھانا کھانے کو پھر کوئی نہ کہے گا کہ چاندی سونے کے کٹورے میں پانی پینا یا اُس کی رکابی میں کھانا کھانا جائز ہے۔ علامہ ابن عابدین شامی فرماتے ہیں:

ماذکرہ فی الدار من اناطۃ الحرمۃ بالاستعمال فیما صنعت لہ عرفا فیہ نظر لانہ یقتضی انہ لوشرب او اغتسل با نیۃ الدین او الطعام لہ لا یحرم مع ان ذٰلک استعمال بلاشبھۃ داخل تحت اطلاق المتون و الادلۃ الواردۃ فی ذٰلک الخ

**ثانیاً:** استصباح چراغ خانہ سے مقصود ہوتا ہے۔ یہ چراغ اُس غرض کے لیے بنتا ہی نہیں اور جس غرض کے لیے بنتا ہے اُس میں استعمال قطعاً متحقق تو استعمال فیما صنع لہ موجود ہے اور حکم تحریم سے مفر مقصود وہاں اگر سونے کا ملمع یا چاندی کی قلعی کرلیں تو کچھ حرج نہیں علامہ عینی فرماتے ہیں:

اما التمویہ الذی لا یخلص فلا باس بہ بالاجماع لانہ مستھلک فلا عبرۃ ببقائہ لونا انتھٰی۔ واللہ تعالٰی اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب۔

## مسئلہ ۲۸: میّت کی تعزیت کیلئے آنے والوں کی تواضع

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اکثر بلاد ہند میں یہ رسم ہے کہ میّت کے روز وفات سے اُس کے اعزہ و اقارب و احباب کی عورات اُس کے یہاں جمع ہوتی ہیں اُس اہتمام کے ساتھ جو شادی میں کیا جاتا ہے پھر کچھ دوسرے دن اکثر تیسرے دن واپس آتی ہیں بعض چالیسویں تک بیٹھتی ہیں، اس مدت اقامت میں عورات کے کھانے پینے پان چھالیاں کا اہتمام اہل میت کرتے ہیں جس کے باعث ایک صرف کثیر کے زیر بار ہوتے ہیں اگر اُس وقت اُن کا ہاتھ خالی ہو تو قرض لیتے ہیں یوں نہ ملے تو سودی نکلواتے ہیں اگر نہ کریں تو مطعون و بدنام ہوتے ہیں، یہ شرعاً جائز ہے یا کیا۔ بینوا توجروا۔

### الجواب

سبحان اللہ اے مسلمان یہ پوچھتا ہے یا کیا یوں پوچھ کہ یہ ناپاک رسم کتنے قبیح اور شدید گناہوں سخت و شنیع خرابیوں پر مشتمل ہے۔

**اوّلاً:** یہ دعوت خود ناجائز و بدعت شنیعہ و قبیحہ ہے امام احمد اپنے مسند اور ابن ماجہ سنن میں بہ سند صحیح حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی:

کنا نعد الاجتماع الی اھل المیت وصنعھم الطعام من النیاحۃ

ہم گروہ صحابہ اہل میت کے یہاں جمع ہونے اور ان کے کھانا تیار کرانے کو مُردے کی نیاحت سے شمار کرتے تھے جس کی حرمت پر متواتر حدیثیں ناطق امامؒ محقق علی الاطلاق فتح القدیر شرح ہدایہ میں فرماتے ہیں:

یکرہ اتخاذ الضیافۃ من الطعام من اھل المیت لانہ شرع فی السرور۔ لا فی الشرور وھی بدعۃ مستقبحۃ۔

اہل میت کی طرف سے کھانے کی ضیافت تیار کرنا منع ہے کہ شرع نے ضیافت خوشی میں رکھی ہے نہ کہ غمی میں اور یہ بدعت شنیعہ ہے اسیؒ طرح علامہ شرنبلالی نے مراقی الفلاح میں فرمایا:

ولفظ یکرہ الضیافۃ من اھل المیت لانھا شرعت فی السرور لا فی الشرور وھی بدعۃ مستقبحۃ

فتاویٰ خلاصہؔ فتاویٰ سراجیہ وفتاویٰ ظہیریہ وفتاویٰ تاتارخانیہ اور ظہیریہ سے خزانۃ المفتین کتاب الکراہیہ اور تاتارخانیہ سے فتاویٰ ہندیہ میں بالفاظ متقاربہ ہے:

واللفظ للسراجیۃ لایباح اتخاذ الضیافۃ عند ثلثۃ ایام فی المصیبۃ اھ زاد فی الخلاصۃ لان الضیافۃ یتخذ عند السرور۔

غمی میں یہ تیسرے دن کی دعوت جائز نہیں کہ دعوت تو خوشی میں ہوتی ہے۔ فتاویٰ امام قاضی خان کتاب الحظر والاباحۃ میں ہے:

یکرہ اتخاذ الضیافۃ فی ایام المصیبۃ لانھا ایام تاسف فلا یلیق بھا ما یکون للسرور

غمی میں ضیافت ممنوع ہے کہ یہ افسوس کے دن ہیں تو جو خوشی میں ہوتا ہے ان کے لائق نہیں تبیینؒ الحقائق امام زیلعی میں ہے:

لاباس بالجلوس للمصیبۃ الی ثلث من غیر ارتکاب محظور من فرش البسط والاطعمۃ من اھل المیت۔

مصیبت کے لیے تین دن بیٹھنے میں کوئی مضائقہ نہیں جبکہ کسی امر ممنوع کا ارتکاب نہ کیا جائے جیسے مکلف فرش بچھانے اور میت والوں کی طرف سے کھانے۔ امام بزازی وجیز میں فرماتے ہیں:

یکرہ اتخاذ الطعام فی الیوم الاول والثالث وبعد الاسبوع۔

یعنی میت کے پہلے یا تیسرے دن یا ہفتہ کے بعد جو کھانے تیار کرائے جاتے ہیں سب مکروہ و ممنوع ہیں۔ علامہ شامی ردّ المحتار میں فرماتے ہیں:

اطال ذلک فی المعراج و قال ھٰذہ الافعال کلھا للسمعۃ والریاء فیحترز عنھا۔

یعنی معراج الدرایہ شرح ہدایہ نے اس مسئلہ میں بہت کلام طویل کیا اور فرمایا کہ یہ سب ناموری اور دکھاوے کے کام ہیں ان سے احتراز کیا جائے۔ جامع الرموز آخر الکراہیۃ میں ہے:

یکرہ الجلوس لمصیبۃ ثلثۃ ایام اواقل فی المسجد ویکرہ اتخاذ الضیافۃ فی ھٰذہ الایام وکذا اکلھا کما فی خیرۃ الفتاوی۔

یعنی تین دن یا کم تعزیت لینے کے لیے مسجد میں بیٹھنا منع ہے اور ان دنوں میں ضیافت بھی ممنوع اور اُس کا کھانا بھی منع جیسا کہ خیرۃ الفتاوی میں تصریح کی فتاویٰ القردی اور واقعات المفتیین میں ہے:

یکرہ اتخاذ الضیافۃ ثلثۃ ایام واکلھا لانھا مشروعۃ للسرور۔

تین دن ضیافت اور اس کا کھانا مکروہ ہے کہ دعوت تو خوشی میں مشروع ہوتی ہے

کشف الغطا میں ہے:

ضیافت نمودن اہل میت اہل تعزیت را و پختن طعام برائے آنہا مکروہ است باتفاق روایات چہ ایشاں را بسبب اشتغال بمصیبت استعداد وتہیہ آں دشوار است۔

اسی میں ہے:

پس انچہ متعارف شدہ از پختن اہل مصیبت طعام را در سوم و قسمت نمودن آں میان اہل تعزیت، اقران غیر مباح و نامشروع است و تصریح کردہ بداں در خزانہ چہ شرعیت ضیافت نزد سرور ست نہ نزد شرور وہو الشہور عند الجمہور۔

**ثانیاً**۔ غالباً ورثہ میں کوئی یتیم یا اور بچہ نابالغ ہوتا ہے یا بعض ورثاء موجود نہیں ہوتے نہ اُن سے اس کا اذن لیا جاتا ہے جب تو یہ امر سخت حرام شدید

پر متضمن ہوتا ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے:

| | |
|---|---|
| ان الذین یأکلون اموال الیتمٰی ظلما انما یأکلون فی بطونھم نارا ط وسیصلون سعیرا ہ | بیشک جو لوگ یتیموں کے مال ناحق کھاتے ہیں بلاشبہ وہ اپنے پیٹ میں انگارے بھرتے ہیں اور قریب ہے کہ جہنم کے گہراؤ میں جائیں گے۔ |

مال غیر میں بے اذن غیر تصرف خود ناجائز ہے قال اللہ تعالیٰ لا تأکلوا اموالکم بینکم بالباطل خصوصاً نابالغ کا مال ضائع کرنا جس کا اختیار نہ خود اُسے نہ اُس کے باپ نہ اُس کے وصی کو لان الولایۃ للنظر لا للضرر۔ علی الخصوص اگر اُن میں کوئی یتیم ہو تو آفت سخت تر ہے والعیاذ باللہ رب العالمین۔ ہاں اگر محتاجوں کے دینے کو کھانا پکوائیں تو حرج نہیں بلکہ خوب ہے بشرطیکہ یہ کوئی عاقل بالغ اپنے مال خاص سے کرے یا ترکہ سے کریں تو سب وارث موجود بالغ و نابالغ راضی ہوں۔

خانیہ و بزازیہ و تتارخانیہ و ہندیہ میں ہے:

واللفظ لھا تین ان اتخذ طعاما للفقراء کان حسنا اذا کانت الورثۃ بالغین فان کان فی الورثۃ صغیر لم یتخذ واذٰلک من الترکۃ۔

نیز فتاویٰ قاضی خان میں ہے:

ان اتخذ ولی المیت طعاما للفقراء کان حسنا الا ان یکون فی الورثۃ صغیر فلا یتخذ من الترکۃ۔

**ثالثاً**۔ یہ عورتیں کہ جمع ہوتی ہیں افعال منکرہ کرتی ہیں مثلاً چلا کر رونا پیٹنا بناوٹ سے منہ ڈھانکنا الی غیر ذلک اور یہ سب نیاحت ہے اور نیاحت حرام ہے ایسے مجمع کے لیے میت کے عزیزوں دوستوں کو بھی جائز نہیں کہ کھانا بھیجیں کہ گناہ کی امداد ہوگی قال اللہ تعالیٰ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان۔ نہ کہ اہل میت کا اہتمام طعام کرنا کہ سرے سے ناجائز ہے تو اس مجمع ناجائز کے لیے ناجائز تر ہوگا۔

کشف الغطا میں ہے:

ساختن طعام در روز ثانی و ثالث برائے اہل میت اگر نوحہ گراں جمع باشند مکروہ ست زیرا کہ اعانت ست ایشاں را بر گناہ۔

**رابعًا** - اکثر لوگوں کو اس رسم شنیع کے باعث اپنی طاقت سے زیادہ تکلیف کرنی پڑتی ہے یہاں تک کہ میت والے بیچارے اپنے غم کو بھول کر اس آفت میں مبتلا ہوتے ہیں کہ اس میلہ کے لیے کھانا پان چھالیاں کہاں سے لائیں اور بارہا ضرورت قرض لینے کی پڑتی ہے ایسا تکلف شرع کو کسی امر مباح کے لیے بھی زنہار پسند نہیں نہ کہ ایک رسم ممنوع کے لیے پھر اس کے باعث جو دقتیں پڑتی ہیں خود ظاہر ہیں پھر اگر قرض سودی ملا تو حرام خالص ہو گیا اور معاذ اللہ لعنت الٰہی سے پورا حصّہ ملا کہ بے ضرورت شرعیہ سود دینا بھی سود لینے کے مثل باعث لعنت ہے جیسا کہ صحیح حدیث میں فرمایا غرض اس رسم کی شناعت و ممانعت میں شک نہیں اللہ عزوجل مسلمانوں کو توفیق بخشے کہ قطعاً ایسی رسوم شنیعہ جن سے اُن کے دین و دنیا کا ضرر ہے ترک کر دیں اور طعن بیہودہ کا لحاظ نہ کریں واللہ الھادی۔

**تنبیہ** :- اگرچہ صرف ایک دن یعنی پہلے ہی روز عزیزوں ہمسایوں کو مسنون ہے کہ اہل میت کے لیے اتنا کھانا پکوا کر بھیجیں جسے وہ دو وقت کھا سکیں اور باصرار انہیں کھلائیں مگر یہ کھانا صرف اہل میت ہی کے قابل ہونا سنت ہے اس میلے کے لیے بھیجنے کا ہرگز حکم نہیں اور ان کے لیے بھی فقط روز اوّل کا حکم ہے آگے نہیں۔

کشف الغطاء میں ہے:

مستحب ست خویشاں و ہمسایہ ہائے میت را کہ اطعام کنند طعام را برائے اہل وے کہ سیر کند ایشاں را یک شبانہ روز و الحاح کنند تا بخورند و در خوردن غیر اہل میت ایں طعام را مشہور آنست کہ مکروہ ست اھ ملخصا

عالمگیری میں ہے:

حمل الطعام الی صاحب المصیبۃ والاکل معھم فی الیوم الاول جائز لتوغلھم بالجھاز وبعدہ یکرہ - کذا فی التتارخانیہ -

## تنبیہ

تد اریناک تظافر النقول وانما الواجب اتباع المنقول وان لم یظہر وجہہ للعقول کما صرح بہ العلماء الفحول فکیف اذا کان ہو المعقول ولا عبرۃ بالبحث مع نص ثبت فکیف مع النصوص وقد توافرت ولانظر فیہ العلامۃ الفاضل ابراھیم الحلبی حیث اورد المسألۃ فی اواخر الغنیۃ عن فتح القدیر وعن البزازیۃ ثم قال ولا یخلو عن نظر لانہ لادلیل علی الکراھۃ الا حدیث جریر بن عبد اللہ المتقدم وانما یدل علی کراھۃ ذلک عند الموت فقط علی انہ قد عارضہ مارواہ الامام احمد بسند صحیح وابو داود (ای والبیہقی فی دلائل النبوۃ کلھم) عن عاصم بن کلیب عن ابیہ عن رجل من الانصار قال خرجنا مع رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فی جنازۃ تذکر الحدیث قال فلما رجع استقبلہ داعی امرأتہ فجاء وجیئ بالطعام فوضع یدہ ووضع لقوم فاکلوا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یلوک لقمۃ فی فیہ الحدیث . قال فھذا یدل علی اباحۃ صنع اھل المیت الطعام والدعوۃ الیہ اھ مختصرا وقد تکفل بالجواب عنہ العلامۃ الشامی فی رد المحتار فقال فیہ نظر فانہ واقعۃ حال لاعموم لہا مع احتمال سبب خاص بخلاف مافی حدیث جریر علی انہ بحث فی المنقول فی مذھبنا ومذھب غیرنا کالشافعیۃ والحنابلۃ استدلال بحدیث المذکور علی الکراھۃ الخ۔

اقول ولم یتعرض لاعتراضہ الاول لکونہ اظھر سقوطا فاولا نحن مقلدون لا منتقدون فما بالنا بالدلیل وعدم وجدانہ لایدل علی العدم وثانیا ما ذکروا جمیعا من انہ انما شرع فی السرور لافی الشرور کاف فی الدلیل وثالثا لا ادری من این اخذ رحمہ اللہ تعالی تخصیص افادۃ الکراھۃ فی الحدیث بساعۃ الموت لیس منعھم الطعام فی الیوم الثانی والثالث ومثل صنعا من اھل المیت لاجل المجتمعین فی الماتم ام انما تحرم النیاحۃ عند الموت فقط لا بعدہ فان اراد ان المعروف فی عہدھم کان ہو الاجتماع والصنع عندہ لابعدہ طولب بثبوتہ وعلی تسلیمہ حققنا المناط کما افادوا فلا نذھب خصوصیۃ الوقت ملغاۃ ھذا وراینی کتبت علی ہامش رد المحتار علی قولہ واقعۃ حال مانصہ لان وقائع العین مظان الاحتمالات مثلا یمکن

ههنا ان الدعوت كانت موعودة بهذا اليوم من قبل واتفق فيه الموت فانقلت هل من دليل عليه قلت من دليل على نفيه وانما الدليل عليكم لا علينا فهذا هو النظر الرابع فى كلامه علا ان ضيافة الموت ضيافة تتخذ لاجل الموت وضيافة الصحابة رضى الله تعالى عنهم للنبى صلى الله تعالى عليه وسلم لم تكن موقوفة على موت احد ولاحياته فلوان النبى صلى الله تعالى عليه وسلم جاء ها فى غير موت بما اضافته ومن معه من خدمه صلى الله تعالى عليه وسلم كما وقع عنهم مرارا فلم يكن فيه احداث شئ من اجل الموت بحيث لولم يقع الموت لم يكن بخلاف ما نحن فيه فانه انما يكون لاجله بحيث لولم يكن لم يكن فهذا الخامس علا ان الخاطر والمبيح اذ نقول بالمعارضة بل يقدم الخاطر هذا السادس هذا ما عندى والعلم بالحق عند ربى وبالجملة فليس لنا البحث فى المنقول فى المذهب هو النظر السابع المذكور آخر فى كلام الشامى والله تعالى الموفق اه

ماكتبت عليه مزيد اواما المولى الفاضل على القارى عليه الرحمة البارى فحاول تاويل نصوص المذهب ظنا منه انها تخالف الحديث فقال فى المرقاة شرح المشكوٰة باب المعجزات قبيل الكرامات تحت قول الحديث فاكلوا هذا الحديث بظاهره يرد على ما قرره اصحاب مذهبنا من انه يكره اتخاذ الطعام فى اليوم الاول او الثالث اوبعد الاسبوع كما فى البزازية ثم اورد نصوص الخلاصه والزيلعى والفتح قال والكل عللوه بانه شرع فى السرور لا فى الشرور ذكر قول المحقق حيث اطلق انها بدعة مستقبحة واستدل له بحديث جرير رضى الله تعالى عنه قال ان يقيد كلامهم بنوع خاص من اجتماع يوجب استحياء اهل بيت الميت فيطعمونهم كرها او يحمل على كون بعض الورثة صغيرا اوغائبا اولم يعرف رضاه اولم يكن الطعام من عند احدمعين من مال نفسه لا من مال الميت قبل قسمة ونحو ذلك وعليه يحمل قول قاضى خان يكره اتخاذ الضيافة فى ايام المصيبة لانها ايام تاسف فلا يليق بها ما يكون للسرور اه اقول

اولًا قد نبأ ناك ان الحديث لا ورود له عليهم بوجوه۔

وثانيًا لامساغ للتقيد فى كلماتهم بعد ما نقل هو عنهم انهم جميعا عللوه بانه انما شرع فى السرور لا فى الشرور وان الامام فقيه النفس قال انها ايام تاسف فلا يليق

بها عوائد الشرور فان الالجاء الى الطعام كرها او التصرف فى مال بغير اذن مالكه واحد ما لكه لاسيما الصغير مما لا تجويز قط فى السرور ولا فى الشرور ففى هذا يرتفع الفرق وهم مصرحون به عن آخرهم فيكون تحويلا لا تاويلا۔

وثالثا ما ذكرثانيا من التقييد بمال صغير او غائب الخ العدو ابعد وكيف يحمل عليه كلام الخانية من انه قال متصلا بما مروان اتخذ طعاما للفقراء كان اذا كانوا بالغين فان كان فى الورثة صغير لم يتخذوا ذلك من التركة اه مثله كلام البزازية والتاتارخانية والهندية وغيرها فانه ظاهر فى انهم يفرقون بين الضيافة واتخاذ طعام للفقراء فيحكمون على الاول بالكراهة وعلى الثانى بالحسن ويقيدونه بما اذا كانوا بالغين وقد صرحوا بمفهوم القيد بمنعه من التركة اذا كانوا قاصرين فلو كانت الكراهة فى الاول ايضا مقصورة على ذلك لا رتفع الفرق۔

ورابعًا لرا ردوا هذا الكان من المستبعد تفوهم على التعبير بالكراهة فان الاتخاذ والحال هذه من اشنع المحرمات القطعية كما لا يخفى۔

وخامسًا لئن سلمنا ما افاده فى التاويل اول لكان الحكم فى مسألتنا هذه هو المنع مطلقا فانهن يجتمعن عند اهل الميت ويكن فى بيته يومين او اكثر والانسان يستحيى ان يقيم احدا ببيته جائعا فيضطر الى الطعام رضى او سخط وقد علم كما ذكر فى السؤال انهم ان لم يفعلوا يصيروا عرضة لمطاعن الناس فليس الاطعام المعهود الا على الوجه المردود وهذا ما قال فى معراج الدراية انها كلها للسمعة والرياء كما قدمنا فهذا التخصيص يؤدى الى التعميم ولو راى الفاضلان الحلبى والقارى ما عليه بلادنا لاطلقا القول جازمين بالتحريم لاشك ان فى ترخيصه فتح باب لشيطان رجيم وايقاع المسلمين لاسيما اخفاء ذات فى حرج عظيم و ضيق اليم فنسأل الله الثبات على الصراط المستقيم والحمد لله رب العالمين وصلى الله تعالى على سيدنا محمد وآله اجمعين۔

# مسئلہ ۴۸ جنت میں روایت باری تعالیٰ۔ اسما اور لوح محفوظ

معروض۔ بعض کلمات کے احکام معلوم کرنا چاہتا ہوں اُمید کہ جواب سے جلد معزز ہوں۔

(۱)۔ ایک سُنّی شخص کے سامنے ذکر آیا کہ شیعہ معتزلہ دارِ جنت میں رویت باری عزوجل کے منکر ہیں اُن صاحب نے کہا وہ سچ کہتے ہیں انہیں تو نہیں ہوگی شاید لفظ مومنین کے لیے بھی ذکر میں تھا اگرچہ یہ ایک شبہہ ہی شبہہ سا یاد پڑتا ہے یہ کہنا کیسا ہے ایک صاحب نے خود اپنا نام ابوالبرکات رکھا اُس پر اب آزاد کا اور اضافہ کیا جس کی ایک واہی تباہی روایت چھپوا کر تقسیم کی اس کی بابت ایک صاحب نے کہا کہ یہ نام انہوں نے کہاں سے رکھا کچھ اللہ میاں کے یہاں تو ان کا یہ نام لکھا ہوا ہے نہیں جس پر کہا گیا کہ لوح محفوظ میں تو سب لکھا ہوا ہے یہ بھی لکھا ہوا ہے اس پر ان صاحب نے کہا کہ میں نے اس بنا پر کہا تھا کہ لوگ کہتے ہیں کہ جو نام ماں باپ رکھتے ہیں وہ نام اللہ میاں کے یہاں لکھا جاتا ہے ظاہراً ان قائل کا مطلب یہ تھا کہ نام کرکے وہ نام ہی لکھا جاتا ہے جو ماں باپ کا رکھا ہے اور جو خود گھڑتے ہیں وہ بطور ایک امر واقع کے لکھا ہوتا ہے کہ فلاں اپنا نام یہ رکھے گا نام کرکے نہیں کہ فلاں کا یہ نام ہے غرض اُن کا وہ مقولہ کیسا ہے اور اُس کی کیا اصل ہے کہ نام وہی ہوتا ہے جو ماں باپ کا رکھا ہو نہ خود رکھا ہوا۔ ایک سُنّی صاحب کے سامنے میں نے کہا کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بہت خصائص ہیں بعض وہ احکام شرعیہ جو عام ہیں اُن سے حضور نے بعض صحابہ کو مستثنیٰ کیا تھا اس پر ان صاحب نے کہا جبھی تو بعض جہلا کہنے لگے تھے کہ اللہ عزوجل تو رضاجوئے محمدی ہے اس پر میں نے کہا کہ بعض جہلا کی کیا تخصیص ہے۔ اللہ عزوجل تو رضاجوئے محمدی ہے ہی انہوں نے بھی اس کا اقرار کیا اور کہا کہ ایسے خصائص دیکھ کر شاید بعض ازواج مطہرات رضوان اللہ علیہن بھی یہ کہنے لگی تھیں مگر اصل بات یہ ہے کہ حضور اللہ عزوجل کے فرمودہ سے باہر قدم ہی نہیں رکھتے تھے وہی فرماتے تھے جو اللہ عزوجل کا حکم تھا تو اصل میں حضور متبع حکم الٰہی اور بھی رضاجوئے الٰہی ہوئے ان کا اُس وقت کی طرز تقریر اور حالت سے اُن کا مطلب یہ معلوم ہوتا تھا کہ جہلا تو یہ سمجھ کر اللہ عزوجل کو رضاجوئے محمدی

کہنے لگے تھے کہ حضور خود ایک حکم دیتے ہیں اور پھر اللہ عزوجل بھی ویسا ہی وحی نازل فرما دیتا ہے یعنی اللہ عزوجل حضور کا اتباع فرماتا ہے حالانکہ اصل میں حکم الٰہی وہی ہوتا ہے اور اُسی کے اتباع سے حضور حکم دیتے ہیں غرض اُن کا یہ مقولہ کہ جبھی تو بعض جہلا بھی الخ کا کیا حکم ہے اور اُس کا کل مقولہ جو اُس کے بعد کہا گیا۔ بعض لوگوں کا قاعدہ ہے کہ مثلاً کسی نے کہا کہ فلاں کے گھر چوری ہوئی اُنہوں نے کہا اچھا ہوا چوری ہوئی پھر بعض دفعہ تو ظاہر کلام ہے وہی مُراد ہوتا ہے اور بعض دفعہ یہ مُراد ہوتا ہے کہ چونکہ مثلاً مال رہنا مضر تھا یا اُس کا انہیں غرور تھا لہٰذا اچھا ہوا کہ چوری ہوئی کہ غرور جاتا رہا یا مضر دفع ہوگیا۔ دونوں تقدیروں پر یہ ممنوع چیز کو اچھا کہنا کیسا ہے ایک شخص سے کوئی کلمہ خلاف نکلا بعد کو اُس نے اس سے صراحۃً انکار اور اُس کا قبح تسلیم کر لیا یا اس کو چھوڑ کر اُس کے مخالف کلمہ کا اقرار کیا۔ آیا توبہ ہوگئی یا ضرور ہے کہ لفظ توبہ کہے۔ ہمارے اعزہ میں سے ایک عورت نے اپنے شوہر سے ناراض ہو کر کہا کہ نہ معلوم تمہیں فلاں مکان (نام لے کر) سے کیا عشق ہے شوہر نے کہا خدا جانے اُس پر اُس عورت نے کہا کچھ بھی خدا جانے نہیں ہے اور اس کے بعد ایک اور جملہ کہا جو شاید یہ تھا کہ سب تمہارے حیلے حوالے بیکاریاں بے پرواہیاں ہیں۔ یہ سب تمہارے حیلے حوالے بیکاریاں ہیں یہ جملہ کیسا ہے اس کا کیا حکم ہے نقل اسولہ میرے پاس موجود ہے جواب سے جلد معزز ہوں۔

میرے لیے دُعائے عافیت دارین ضرور فرمائیں اس زمانہ فتن میں مولیٰ تعالےٰ ہم اہل سنت کے ایمان کی خیر رکھے آمین ثم آمین بجاہ النبی الامین صلوات اللہ سلامہ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین۔

## الجواب

مولیٰ عزوجل فرماتا ہے اَنَا عندظن عبدی بی[۱] روافض معتزلہ کہ رویت الٰہی سے مایوس ہیں مایوس ہی رہیں گے وہابیہ کہ شفاعت سے منکر ہیں محروم ہی رہیں گے تو اُن کا انکار ان کے اعتبار سے صحیح ہوا ظاہر اقائل کی یہی مُراد تھی کہ ان کی نفی ان کے حق میں سچی ہے اس میں کوئی حرج نہیں ہاں جو اس کے قول کی تصدیق بمعنی نفی مطلق کرے

[۱] میں اپنے بندہ کے گمان کے مطابق ہوں جیسا وہ گمان کرے۔

وہ صرف گمراہ اور خارج از اہل سنت ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) بلا شبہ لوح محفوظ میں ہر صغیر و کبیر مستطر ہے جو اسم بحیثیت علم دنیا میں کسی کے لیے ہے لوح محفوظ میں وہی بحیثیت علم مکتوب ہے خواہ ماں باپ کا رکھا ہے یا اپنا یا اور کا۔ اور جس میں تغیر واقع ہوا مغیر و مغیر الیہ دونوں اپنے اپنے زمانہ کی قید سے مکتوب ہیں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نام تبدیل فرمائے کہ اگلے نام متروک ہو گئے اور وہ انہیں دوسرے ناموں سے مشہور ہیں تو عند اللہ بھی اب یہی اُن کے نام ہیں اور انہیں ناموں سے روز قیامت پکارے جائیں گے اور جو شخص اپنا نام بدل کر اور کچھ رکھے اور بحیثیت علم معروف نہ ہو تو اللہ عزوجل کے یہاں بھی وہ علم ہو کر نہ لکھا گیا ہاں یہ واقع ضرور مکتوب ہے بظاہر یہی مراد قائل نے یہ نہ کہا اللہ تعالیٰ کے یہاں یہ نہیں لکھا ہے بلکہ یہ کہا کہ اُن کا نام یہ نہیں لکھا ہے تو یہ سلب کتابت نہیں بلکہ سلب کتابت علیت ہے اور یہ صحیح ہے جبکہ اُس وضع کیے ہوئے نام نے حیثیت علمیت پیدا نہ کی۔ ہاں ایسی جگہ کلام بہت ہوشیاری سے چاہیے جس میں کوئی پہلو ئے ناقص نہ نکلے سوال میں اسم جلالت کے ساتھ لفظ میاں مکتوب ہے یہ ممنوع و معیوب ہے زبان اُردو میں میاں کے تین معنی ہیں جن میں دو اُس پر محال ہیں اور شرع سے ورود نہیں لہذا اس کا اطلاق محمود نہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) قائل کا کہنا کہ جبھی تو بعض جہلا الخ بہت سخت قبیح و شنیع واقع ہوا اور جو معنی اُس نے بعد کو قرار دیے اُس میں بھی وہ حقیقت کو نہ پہنچا بلا شبہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تابع مرضی الٰہی ہیں اور بلا شبہ کوئی بات اس کے خلاف حکم نہیں فرماتے اور بلا شبہ اللہ عزوجل حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضا چاہتا ہے۔

ولسوف يعطيك ربك فترضى ہ ..... قد نرى تقلب وجهك فى السماء فلنولينك قبلة ترضها فول وجهك شطر المسجد الحرام۔

حکم الٰہی بیت المقدس کی طرف استقبال کا تھا حضور تابع فرمان تھے یہ حضور کی طرف رضا جوئی الٰہی تھی مگر قلب اقدس استقبال کعبہ چاہتا تھا مولیٰ عزوجل نے مرضی مبارک کے لیے

اپنا وہ حکم منسوخ فرما دیا اور جو حضور چاہتے تھے قیامت تک کے لیے وہی قبلہ مقرر فرما دیا یہ اللہ عزوجل کی طرف سے رضاجوئی محمدی ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان میں سے جس کا انکار ہو قرآن عظیم کا انکار ہے۔ ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کرتی ہیں اری ربك یسارع فی ھواك میں حضور کے رب کو دیکھتی ہوں کہ حضور کی خواہش میں شتابی فرماتا ہے۔

رواہ البخاری۔ یہ ہے وہ کلمہ کہ بعض ازواج مطہرات نے عرض کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انکار نہ فرمایا تو قائل کا کنا کہ ایسے خصائص دیکھ کر بعض ازواج مطہرات یہ کہنے لگی تھیں دراصل بات یہ ہے الخ یہ بتا رہا ہے کہ شاید ان بعض ازواج مطہرات نے خلاف اصل بات کہی اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مقرر رکھی حدیث روز محشر میں ہے رب عزوجل اولین و آخرین کو جمع کر کے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرمائے گا:

کلھم یطلبون رضائی وانا اطلب — یہ سب میری رضا چاہتے ہیں اور اے
رضاك یا محمد۔ — محبوب میں تمہاری رضا چاہتا ہوں ؎

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

بالجملہ کلمہ بہت سخت اور شنیع تھا اور بعد تاویل بھی شناعت سے بری نہ ہوا۔ توبہ لازم ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۴) اس سے یہ مقصود نہیں ہوتا کہ سرقہ اچھی بات ہے جس سے حرام قطعی کا استحلال بلکہ استحسان ہو کر معاذ اللہ نوبت بہ کفر پہنچے بلکہ اس سے مسروق منہ کے نقصان مال کا استحسان سمجھا جاتا ہے اور یہی مقصود ہوتا ہے پھر کبھی یہ براہ حسد ہوتا ہے اور حسد حرام ہے اس صورت میں تو مطلقاً گناہ ہے کبھی براہ عداوت ہوتا ہے کہ دشمن کا نقصان دشمن کو پسند آتا ہے اس کا حکم اس عداوت کا تابع رہے گا اگر عداوت مذمومہ ہے یہ بھی قبیح و مذموم ہے اگر عداوت محمودہ ہے جیسے کہ اعداء اللہ

سے دشمنی تو اس میں بھی حرج نہیں۔

ربنا اشدد علی قلوبهم واطمس علی اموالهم

جب دعا سے اُن کا نقصان چاہنا روا ہے تو بعد وقوع اُس پر خوش ہونا کیا بیجا ہے کبھی وہ صورت ہوتی ہے جو سوال میں مذکور وہ اگر بہ نیت صحیحہ ہو غیر محظور کہ یہ اُس کے نقصان پر خوش ہونا نہیں بلکہ نفع پر و اللہ تعالیٰ اعلم۔

(۵) الفاظ تو بہ نہ ضرور نہ کافی جو قول بیجا صادر ہوا تھا اس پر ندامت اور اس سے بدتری درکار ہے۔ السّر بالسّر والعلانیة بالعلانیة۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۶) قائلہ کا ہرگز یہ مقصود نہیں کہ باری عزوجل سے معاذ اللہ نفی علم کرے نہ زنہار اُس کے کلام سے سامع کا ذہن اِس طرف جا سکتا ہے بلکہ شوہر نے کہا تھا۔ خدا جانے یعنی کوئی سبب خفی ہے جو مجھے نہیں معلوم یا جسے ہیں بتانا نہیں چاہتا اُس نے کہا کچھ بھی خدا جانے نہیں یعنی کچھ بھی سبب خفی نہیں محض تمہاری بے پرواہیاں ہیں اسے اُس ہولناک حکم سے کوئی تعلق نہیں نیز یہاں ایک اور دقیقہ ہے بغرض غلط اگر نفی علم ہی مُراد لیں تو معاذ اللہ نفی مطلق کی ہرگز بو بھی نہیں بلکہ اس امر خاص سے یعنی اس کا کوئی سبب خفی اللہ نہیں جانتا۔ اور علم الٰہی سے کسی شے کی نفی اُس کے وقوع کی نفی ہے کہ واقع ہوتا ہوتا تو ضرور علم میں ہوتا۔

فکان من باب قوله تعالیٰ وجعلوا اللہ شرکاء قل سموهم ام تنبئونه بما لا یعلم فی الارض۔

ہاں ارسال لسان ہے جس سے احتیاط درکار اور خود شوہر کے ساتھ بدزبانی بھی تکفون العشیر میں داخل کرنے کو بس ہے توبہ چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمه جل مجدہٗ اتم و احکم

## مسئلہ ۴۹ - بدعقیدہ اُستاد کی تعظیم

حامی سنت قامع بدعت ماحی فتن لازالت شمس افاداتهم طالعة۔ پس از ابراز مراسم سلام و تحیۃ مدعا نگار گر اس مسئلہ کا جواب روانہ فرمایا جاوے کہ بکر کا اُستاد خالد اب بدمذہب ہو گیا تو آیا بکر کو اُس کی تعظیم بحیثیت اُستاد ہی کرنا چاہیے یا نہیں اگرچہ

بکر بحیثیت بدعقیدگی اُس اپنے اُستاد سے قطعاً محبت نہیں رکھتا ہے بلکہ بُرا سمجھتا ہے صرف ظاہری مدارات اور تعظیم کرتا ہے تو کچھ خرابی تو نہیں اور اگر وہ ظاہری تعظیم بھی بدمذہب اُستاد کی نہ کرے تو کچھ خرابی ہے یا نہیں۔ مدلل ارشاد ہو بکر کہتا ہے کہ میرا دل بہ سبب بدمذہبی اُستاد اُس کی ظاہری تعظیم کو بھی نہیں گوارا کرتا تو زید جو کہ بکر کا ہم مذہب ہے کہتا ہے کہ نہیں ظاہری تعظیم کر لیا کرو بحیثیت اُستادی ہاں اُس سے من حیث الاعتقاد نفرت رکھو۔ یہ قول زید کا کیسا ہے۔ زیادہ ادب فقط

سیّد اولادِ رسول محمد میاں عفی عنہ قادری برکاتی مارہری

۲۴ رجب المرجب روز جمعہ ۱۳۲۹ھ از بدایوں مدرسہ قادریہ

## الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

بشرف ملاحظہ حضرت والا برکت صاحبزادہ رفیع القدر جلیل الشان حضرت مولانا سید شاہ اولادِ رسول محمد میاں صاحب دامت برکاتہم۔

بعد آداب گزارش۔ کرامت نامہ تشریف لایا بعد اس کے رونده مخزولہ میں بریلی بدایوں سے پچاس سے زائد رسائل شائع ہوئے تعظیم بدمذہبان کی شناعت آفتاب سے زیادہ روشن کر دی گئی یہاں تک کہ فتاوے الحرمین شائع ہوا اب کوئی حاجت اس مسئلہ میں کسی تفصیل کی باقی نہ رہ گئی ہے جس کو شک ہے وہ اُن رسائل اور فتاوے الحرمین کی طرف رجوع لائے وہ بھی عام بدمذہبوں کے لیے تھا نہ کہ خاص مرتدین اس کے لیے اسی قدر بس ہے کہ درمختار میں ہے ۔ بتجیل الکافر کفر۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## مسئلہ ۵۰ معصومیت انبیاء

کیا فرماتے ہیں حضرات علمائے دین ومفتیان شرع متین ان مسائل میں

(۱) جملہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والتسلیم قبل بعثت و بعد بعثت بہرحال عمداً وسہواً کفر وضلالت سے باجماع اہل سنت معصوم ہیں۔

(۲) اسی طرح منفرات ذنوب ومحقرات امور سے باجماع۔

(۳) اسی طرح بعد بعثت تمام صغائر و کبائر سے عمداً باجماع

(۴) بعد بعثت تمام صغائر و کبائر کے بارے میں سہواً صدور کے بارے میں کیا حکم ہے۔

(۵) قبل بعثت تمام صغائر و کبائر کے عمداً یا سہواً صدور کے بارے میں کیا حکم ہے۔

(۶) امور تبلیغیہ میں کیا اجماعی ہے اور کیا خلافی۔ بینوا توجروا۔

## الجواب

(۱) بیشک۔

(۲) ہاں نہ صرف ذنوب بلکہ ہر اُس امر سے جو باعث نفرت خلق و ننگ و عار و بدنامی ہو اگرچہ اپنا گناہ نہ ہو جیسے جنون و جذام و برص و دناءت نسب و زنائے امہات و ازواج۔

(۳) بعد بعثت تعمد کبائر سے باجماع اہل سنت معصوم ہیں اور مذہب صحیح و حق و معتمد میں صغائر سے بھی۔ اور خلاف ضعیف ایسے درجہ سقوط میں ہے کہ قابل اعتداد نہیں بلکہ انصافاً سیرت صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس کے خلاف پر اجماع صحابہ بتا رہی ہے مجوز نے اس ... سے غفلت کی لہذا اس کا قول نادانستہ مصادم اجماع واقع ہوا کما یظہر بمطالعۃ الشفاء الشریف و باللہ التوفیق۔

(۴) حق یہ ہے کہ بعد بعثت صدور کبیرہ سہواً سے بھی معصوم ہیں اور سہواً صغیرہ غیر منفرہ میں اکثر اہل ظاہر جانب تجویز ہیں اور جماعت اہل قلب جانب منع واختارہ الامام ابن حجر المکی وغیرہ اور حق یہ کہ نزاع صورت صغیرہ میں ہے ورنہ بحال سہو معنے و حقیقۃً نافرمانی خود ہی مرتفع ہے۔

(۵) کفر و ضلال و منفرات سے قبل بعثت بھی معصوم ہیں باقی میں اختلاف ہے اور اس قدر میں شک نہیں کہ وہ ہر عیب و ریب سے ہمیشہ منزہ ہیں یہ عصمت مصطلحہ اُس وقت ثابت ہو یا نہ ہو۔

(۶) تبلیغ قولاً ہو یا فعلاً اس میں تعمد مخالفت سے بالارادہ معصوم ہیں اور اقوال تبلیغیہ میں سہو و خطاء سے بھی۔ افعال تبلیغیہ میں اختلاف ہے ظاہر اولہ جواز ہے مگر اُس پر تقریر ممکن

نہیں۔ بلکہ انتباہ واجب ہے۔ اور ایک جماعت صوفیہ تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر مطلقاً سہو نا جائز مانتے ہیں اس قول کی تفصیل فتاوی فقیر کے الفیوض المکیہ میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## مسئلہ ۵۱۔ کلمۂ توحید کا ذکر

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل میں:

(۱) کلمہ توحید لاالٰہ الا اللہ کا تلفظ یا طریقہ ذکر بطور مشائخ کرام سکھانے میں پہلے نفی مع منفی ادا کرنا اور پھر اس کی مفصل ضروری ترکیب ہر حرف ادا کرنے کی بتا کر پھر الا اللہ ادا کرنا اور کسی ضرورت یا عذر کی وجہ سے مستثنیٰ منہ میں وقف اور فصل سے ادا کرنے میں کوئی محذور شرعی تو نہیں۔

(۲) اگر ضرورت حرف مستثنیٰ منہ سے متعلق کچھ دریافت یا بتانے کی ہو تو اُس میں حرف تلفظ نفی و منفی پر ہی اقتصار میں کوئی محذور شرعی ہے یا کیا۔ بینوا توجروا۔

## الجواب

حالت ضرورت مستثنیٰ ہے اگر صرف مستثنیٰ منہ تک پہنچا تھا کہ چھینک یا کھانسی آئی یا سانس ٹوٹ جانے سے مجبور اًرکنا پڑا تو حرج نہیں معاً دل میں الا اللہ کہے پھر بعد رفع عذر زبان سے الا اللہ کہے اور بلاعذر مجبوری صرف مستثنیٰ منہ پر اقتصار ممنوع ہے تعلیم طریقہ ذکر میں ایک ایک کلمہ جدا کرنے میں حرج نہیں مثلاً چار ضربی یوں بتائے کہ پیشانی محاذات زانوئے چپ میں لاکر لا کا لام شروع کرے اور اس کے الف کو زانوئے راست تک کھینچ کرے جائے اور الٰہ کا الف یہاں سے شروع کرکے اُس کے ل کو شانۂ راست تک لے جائے اور داہنی طرف منہ پھیر کر کہے اور الا اللہ کی ضرب قلب پر کرے اس میں کہیں نفی محض نہ آئی بچوں کو تعلیم کرنی ہو تو اُس میں بھی یونہی سکھائے کہ پہلے لا کہے جب رہ ا سے کہہ لیں الٰہ کہے پھر "الا اللہ" کہلوائے اگر کسی مسئلہ کا بیان صرف نفی سے متعلق ہو تو وہ پورا کلمہ کر بھی بیان ہو سکتا ہے مثلاً لاالٰہ الا اللہ میں لا نفی جنس کا ہے الٰہ اسم ہے خبر مقدر ہے یا الا اللہ ہیں لا کا مزید نہ بڑھاؤ یا لاالٰہ الا اللہ میں

پڑھنا مگر گویا لاالٰہ الا اللہ میں کی کو اشباع نہ کرے غرض مجبوری و ضرورت کوئی صورت ایسی نہیں معلوم ہوتی کہ خواہی نخواہی نفی پر اقتصار کرنا پڑے اور اگر ایسا معلوم ہو بھی مثلاً بچے کو وہ دو لفظ تعلیم کرنے میں پہلے وہ لفظ کہہ کر اتنا انتظار کرنا ہوگا کہ وہ ان کو ادا کرے پھر الا اللہ کہا جائے گا دبشرطیکہ حاجت اُس کی طرف داعی ہو ورنہ بچے سے بھی اس پر اقتصار کرانا نہ چاہیئے، تو یوں کرے کہ تعلیم کی آواز سے وہ لفظ کہہ کر معاً اُس سے کم آواز سے الا اللہ کہہ لے واللہ تعالیٰ اعلم۔

## مسئلہ ۵۲ کپڑے اور بدن کی نجاست

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسائل ذیل میں:

۱- کپڑے یا بدن پر کوئی حصہ نجس ہوگیا اس پر پانی پہلی مرتبہ ڈالا پھر ہاتھ سے اُس کے قطرے پونچھ ڈالے اسی طرح تین مرتبہ پانی ڈالا اور اُسی ہاتھ سے جس سے پہلی مرتبہ قطرے پونچھے تھے اُس کے دھوئے بغیر قطرے پونچھے تو آیا یہ عضو مغسول اور وہ ہاتھ دونوں پاک ہو جائیں گے بحالیکہ عضو مغسول کو وہ ہاتھ لگا ہے جس نے پہلی مرتبہ اور دوسری تیسری مرتبہ کے غسالہ کو پونچھا تھا اور خود الگ پانی سے دھویا نہ گیا تھا۔

۲- اگر اس ترکیب سے پاک نہ ہوسکے تو کیا کیا جائے۔

۳- بدن کو دھو کر جھٹک دیا سب قطرے گر گئے ہاں وہ رہ گئے جو بال کی جڑ میں ہیں یا بہت ہی باریک ہیں جھٹکنے سے بھی نہیں گرتے تو ایسی صورت میں عضو تین بار دھو ڈالے پاک ہو جائے گا یا نہیں اگر نہیں تو کیا کرے خاص کر اس صورت میں جب دونوں ہاتھ نجس ہوں۔

۴- بدن پاک کرنے میں ہر بار کے دھونے میں تقاطر جاتا رہنا ضروری ہے یا مطلقاً ہر قطرہ کا خواہ وہ چھوٹا ہی ہو اور پونچھنے سے صرف بدن پر پھیل کر رہ جاتا تو اُس کا بھی دور کرنا یعنی وہی پھیلا دینا ضروری ہے۔ بینوا توجروا۔

## الجواب

بدن پاک کرنے میں نہ چھوٹے قطرے صاف کرکے دوبارہ دھونا ضرور نہ انقطاع

تقاطر کا انتظار درکار بلکہ قطرات وتقاطر درکنار۔ دھار کا موقوف ہونا لازم نہیں نجاست اگر مرئیہ ہو جب تو اُس کے عین کا زوال مطلوب اگرچہ ایک ہی بار میں ہو جائے اور غیر مرئیہ ہو تو زوال کا غلبۂ ظن جس کی تقدیر تثلیث سے کی گئی جہاں عصر شرط ہے اور وہ متعذر ہو جیسے مٹی کا گھڑا یا متعسر ہو جیسے بھاری قالین دری توشک لحاف وہاں انقطاع تقاطر ذہاب تری کو قائم مقام عصر رکھا ہے۔ بدن میں عصر ہی درکار نہیں کہ ان کی حاجت ہو صرف تین بار پانی بہہ جانا چاہیے اگرچہ پہلی دھار بھی حصہ زیرین پر باقی ہو مثلاً ساق پر نجاست غیر مرئیہ تھی اوپر سے پانی ایک بار بہایا وہ بھی ایڑی سے بہہ رہا ہے دوبارہ اوپر سے پھر بہایا ابھی اس کا سیلان نیچے باقی تھا سہ بارہ پھر بہایا جب یہ پانی اُتر گیا تطہیر ہو گئی بلکہ ایک مذہب پر تو انقطاع تقاطر کا انتظار جائز نہیں اگر انتظار کرے گا تو طہارت نہ ہو گی کہ ان کے نزدیک تطہیر بدن میں عصر کی جگہ توالی غسلات یعنی تینوں غسل پے در پے ہونا ضرور ہے مذہب ارجح میں اگرچہ اس کی ضرورت نہیں مگر خلاف سے بچنے کے لیے اس کی رعایت ضرور مناسب ہے اس تقریر سے تین سوال اخیر کا جواب ہو گیا۔

درمختار میں ہے:

یطھر محل نجاسۃ مرئیۃ بقلعھا ای زوال عینھا واثرھا ولو بمرۃ اوبما فوق ثلث فی الاصح ولا یضر بقاء اثر لازم ومحل غیر مرئیۃ بغلبۃ ظن غاسل طھارۃ محلھا بلا عدد بہ یفتی وقدر بغسل وعصر ثلثا فیما ینعصر مبالغا بحیث لا یقطر وبتثلیث جفاف ای انقطاع تقاطر فی غیر منعصر مما ینشرب النجاسۃ والا فبقلعھا۔

ردالمحتار میں ہے:

تثلیث جفاف ای جفاف کل غسلۃ من الغسلات الثلاث وھذا شرط فی غیر البدن ونحوہ اما فیہ فیقوم مقامہ توالی الغسل ثلثا قال فی الحلیۃ الاظھر ان کلا من التوالی والجفاف لیس بشرط فیہ وقد صرح بہ فی النوازل وفی الذخیرۃ ما یوافقہ اھ واقرہ فی البحر۔

رہا سوال اول یہ تو ظاہر ہو گیا کہ ہر بار قطرات کا پونچھنا فضول تھا بلکہ بلاوجہ ہاتھ ناپاک کر لینا مگر جبکہ اُس نے ایسا کیا مثلاً پاؤں پر نجاست تھی سیدھے ہاتھ میں لوٹا لے کر اُس پر ایک بار پانی بہایا اور جو قطرات باقی رہے بائیں ہاتھ سے پونچھ لیے تو یہ ہاتھ ناپاک ہو گیا مگر ایسی نجاست سے کہ دوبارہ دھونے سے پاک ہو جائے گی اس لیے کہ ایک بار دھل چکی اب پاؤں پر دوبارہ پانی ڈالنا تھا دوسری بار کے بعد ایک ہی بار ڈالنا رہتا لیکن اُس نے دوبارہ دھو کر نجس ہاتھ سے پھر اس کے قطرے پونچھے تو اب پاؤں کو وہ نجاست لگ گئی جو دوبارہ دھونے کی محتاج ہے تو پاؤں کو پھر دوبارہ دھونے کی ضرورت ہو گئی اور ہاتھ بدستور اُسی نجاست سے نجس رہا اس میں تخفیف نہ ہوئی کہ اُس پر سیلان آب نہ ہوا اب پاؤں پر سہ بارہ کا پانی دوبارہ کے حکم میں ہے کہ اُس کے بعد ایک بار اور دھونے کی حاجت ہے لیکن اُس نے اُس کے بعد بھی وہی نجس ہاتھ اُس کے قطرات صاف کرنے میں استعمال کیا تو اب پھر پاؤں کو دوبارہ دھونے کی ضرورت ہو گئی وہکذا لہٰذا اُسے لازم کہ پاؤں پر دوبارہ پانی نہ بہائے اور قطرات نہ پونچھے اور وہ ہاتھ جُدا دوبارہ دھولے۔

ردالمحتار میں ہے:

قال فی الامداد والمیاہ الثلثہ متفاوتۃ فی النجاسۃ فالاولیٰ یطھر ما اصابتہ بالغسل ثلثا والثانیۃ بالثنتین والثالثۃ بواحدۃ وکذا الاوانی الثلثۃ التی غسل فیھا واحدۃ بعد واحدۃ وقیل یطھر الاناء الثالث بمجرد الاراقۃ والثانی بواحدۃ والاول بثنتین اھ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## مسئلہ ۵۲۔ ہلالِ عید

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر ہلال شوال دن چڑھے تحقیق ہو اور بارش شدید ہو بعض اہل شہر نماز عید پڑھ لیں بعض بسبب بارش نہ پڑھیں تو جماعت باقی ماندہ دوسرے دن ادا کریں یا اب انہیں اجازت نہ دی جائے گی کہ نماز ہو چکی

اور قہستانی میں ہے:

اوصلی الامام صلاتہ مع بعض القوم لایقضی من فاتت تلک الصلاۃ

عنہ لافی الیوم الاول ولامن الغد انتہی ۔ بینوا توجروا ۔

## الجواب

اللھم ہدایۃ الحق والصواب ۔ صورت مستفسرہ میں جماعت باقی ماندہ بیشک دوسرے دن ادا کریں کہ نماز عیدالفطر میں بوجہ عذر ایک دن کی تاخیر جائز ہے اور بارش کا عذر شرعاً مسموع فی الدر المختار:

توخر بعذر کمطر الی الزوال من الغد فقط اھ

اور صلاۃ العید میں جواز تعدد متفق علیہ ہے بخلاف جمعہ کہ اس میں خلاف ہے اور راجح جواز فی الدر المختار:

تودی بمصر واحد بمواضع کثیرۃ اتفاقا اھ۔

تو اداے بعض اہل شہر سے بعض دیگر کو دوسرے روز پڑھنا کیونکر ممنوع ہو سکتا ہے کلام قہستانی وغیرہ اُس صورت میں ہے جب عامۂ اہل بلد پڑھ لیں اور ایک آدمی باقی رہ جائے کہ نماز عید بے جماعت مشروع نہیں ناچار پڑھنے سے باز رہے گا ہدایہ کی تعلیل اس پر صاف دلیل:

حیث قال من فاتتہ صلاۃ العید مع الامام لم یقضھا لان الصلوٰۃ بھٰذہ الصفۃ لم تعرف قربۃ الابشرائط لاتتم بالمنفرد ۔ اھ ۔

اور عبارت تنویر الابصار مورث تنویر الابصار امام ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ غزی نے ابتدا اس مسئلہ کو ایسے پیرایہ میں ادا فرمایا کہ وہم واہم راہ نہ پائے:

حیث یقول ولا یصلیھا وحدہ ان فاتت مع الامام اھ

یونہیں امام حافظ الدین ابو البرکات نسفی کا اپنے متن وشرح وافی وکافی میں ارشاد ازالہ اوھام وایقاظ افہام کے لیے کافی ووافی ۔ قال رحمۃ اللہ تعالیٰ:

لم تقض ان فاتت مع الامام العید وفاتت من شخص فانھا لا تقضی لانھا ما عرفت قربۃ الا بفعلہ علیہ الصلاۃ والسلام وما فعلھا الا بالجماعۃ فلا تؤدی الا بتلک الصفۃ ۔ اھ ملخصًا ۔

علامہ بدرالدین محمود عینی رمز الحقائق میں فرماتے ہیں:

صلاها الامام مع الجماعة ولم يصلها هو لا يقضيها الا فی الوقت ولا بعده لانها شرعت بشرائط لا تتم بالمنفرد۔ اھ۔

مستخلص میں زیر قول کنز لم تقض ان فاتت مع الامام لکھتے ہیں:

معناه لو لم يصل رجل مع الامام لا يقضيها منفرد الان صلاة العيد لم تشرع على سبيل الانفراد۔ اھ

یا یہ معنے ہیں کہ امام معین ماذون من السلطان اگر پڑھ چکا ہو اور ان باقی ماندہ میں کوئی مامور نہیں تو اقامت کون کرے فاضل محقق حسن شرنبلالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا کلام مراقی الفلاح شرح نور الایضاح میں اسی طرف ناظر:

اذ قال من فاتته الصلاة فلم يدركها مع الامام لا يقضيها لانها لم تعرف قربة الا بشرائط لا تتم بدون الامام ای السلطان او مامورہ اھ

اسی لیے فاضل سید احمد مصری اُس کے حاشیہ میں فرماتے ہیں:

ای وقد صلاها الامام او مامورہ فان کان مامورا باقامتها له ان يقيمها اھ۔ قلت وقد یشیر الیه تعریف الامام فی عبارة النقاية المذکورة وغيرها كما لا يخفى على العارف باساليب الكلام۔

بہرطور عبارت جامع الرموز سے بدین وجہ کہ نماز ایک بار ہو چکی باقی ماندہ لوگوں کے لیے ممانعت تصور کرنا محض خطا اقولی بلکہ اگر نظر سلیم ہو تو وہی عبارت بعینہا مانحن فیہ میں جواز پر دال کہ اس میں صرف دوسرے ہی دن کی نسبت ممانعت نہیں بلکہ جب امام جماعت کر چکے تو اُس روز بھی نہ پانے والوں کو منع کرتے ہیں:

حیث قال لا فی الیوم ولا من الغد۔

اول بیان ہو چکا کہ تعدد جماعت نماز عید میں بالاتفاق جائز اور معلوم ہے کہ یہ تعدد تقدم وتاخر سے خالی نہیں ہوتا اگر عبارت شرح مختصر الوقایہ کے یہی معنے ہوتے کہ جب ایک جماعت پڑھ لے تو دوسروں کو مطلقاً اجازت نہیں تو یہ تعدد کیونکر روا ہوتا اور نماز عید

کا بھی حکم اس امر میں اس کے مذہب پر جو تعدد جمعہ روا نہیں رکھتا مانند نماز جمعہ ہو جاتا یعنی جماعت سابقہ کی تو نماز ہوگئی باقی سب کی ناجائز کمافی در المختار:

علی المرجوح فالجمعۃ لمن سبق تحریمۃ اھ۔

تو بالیقین یعنی کلام وہی ہیں جو ہم نے بیان کیے اور قاطع شغب یہ ہے کہ در مختار میں در صورت فوات مع الامام تصریح کی۔

لو امکنہ الذھاب الی امام اٰخر فعل لانھا تؤدی بمصر واحد اھ

حاشیہ طحطاویہ علی مراقی الفلاح میں ہے:

لو قدر بعد الفوات مع الامام علی ادراکھا مع غیرہ فعل للاتفاق علی جواز تعددھا اھ۔

دیکھو نص فرماتے ہیں کہ ایک امام کے پیچھے نہ پڑھی ہو دوسرے کے پیچھے پڑھے اور حالت عذر میں روز اول و دوم یکساں آج نہ پڑھ سکا تو کل کون مانع واللہ تعالیٰ اعلم۔

## مسئلہ ۵۴۔ پہلے دن کی بجائے دوسرے دن نماز عید پڑھنا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر بلا عذر نماز عید روز اول نہ پڑھیں تو روز دوم مع الکراہتہ جائز ہے جیسا کہ بعض خطبوں میں لکھا ہے یا اصلا صحیح نہیں۔ بینوا توجروا۔

## الجواب

نماز عید الفطر میں جو بوجہ عذر ایک دن کی تاخیر روا رکھی ہے وہاں شرط عذر صرف نفی کراہت کے لیے نہیں بلکہ اصل صحت کے لیے ہے یعنی اگر بلا عذر روز اول نہ پڑھی ہو تو روز دوم اصلا صحیح نہیں نہ یہ کہ مع الکراہتہ جائز ہو عامۂ معتبرات میں اس کی تصریح ہے مصنف خطبہ کہ شخص مجہول ہے قابل اعتماد نہیں اُسے نماز عید الاضحیٰ سے اشتباہ گزرا کہ وہاں دو روز کی تاخیر بوجہ عذر بلا کراہت اور بلا عذر بروجہ کراہت روا ہے فی در المختار:

وتؤخر بعذر کمطر الی الزوال من الغد فقط واحکامھا احکام الاضحیٰ لکن ھنا یجوز تاخیرھا الی اٰخر ثالث ایام النحر بلا عذر مع الکراھۃ وبہ۔

اى بالعذر يد ولهذا فالعذر هنا لنفي الكراهة وفي الفطر للصحة اه ملخصا
وفي نور الايضاح وشرحه مراقي الفلاح كلاهما للعلامة الشرنبلالي تؤخر
صلاة عيد الفطر بعذر الى الغد فقط وقيد العذر للجواز لا لنفي الكراهة
فاذا لم يكن عذر لا تصح في الغد اه ملتقطا وفي مجمع الانهر للفاضل
شيخي زاده العذر في الاضحى لنفي الكراهة وفي الفطر للجواز اه وفي الهندية
عن تبيين الامام الزيلعي العذر ههنا لنفي الكراهة حتى لو اخروها الى ثلثة
ايام من غير عذر جازت الصلاة وقد اساء وفي الفطر للجواز حتى لو اخروها
الى الغد من غير عذر لا يجوز اه وفي رمز الحقائق للعلامة العيني مثله وفي
فتح النقايه للشمس القهستاني لو تركت بغير عذر سقطت كما في الخزانة
اه وفي شرح المنية الكبير للعلامة الحلبي صلاة عيد الاضحى تجوز
في اليوم الثاني والثالث سواء اخرت بعذر او بدونه اما صلاة الفطر فلا
تجوز الا في الثاني بشرط حصول العذر في الاول اه وفي الفتاوى الخانية
ان فاتت صلاة الفطر في اليوم الاول بعذر تصلى في اليوم الثاني وان فاتت
بغير عذر فلا تصلى في اليوم الثاني فان فاتت في اليوم الثاني بعذر او بغير
عذر لا تصلى بعد ذلك واما عيد الاضحى ان فاتت في اليوم الاول بعذر
او بغير عذر تصلى في اليوم الثاني فان فاتت في اليوم الثاني بعذر او بغير
عذر تصلى في اليوم الثالث فان فاتت في اليوم الثالث بعذر او بغير عذر
لا تصلى بعد ذلك . اه .

بالجملہ اس کا خلاف کتب متداولہ میں فقیر کی نظر سے کسی روایت ضعیفہ میں بھی نہ گزرا
اللهم الا ما رأيت في جواهر الاخلاطي من قوله اذا فاتت صلوة عيد
الفطر في اليوم الاول بعذر او بغيره صلى في اليوم الثاني ولم يصل بعده اه
فيظن ان يكون خطاء من الناسخ ويحتمل ان يكون خلطا من الاخلاطي
فاني رأيت له غير ما مسئلة خالف فيها الكتب المعتمدة والاسفار

المعتبرۃ۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

## مسئلہ ۵۵۔ کسی درگاہ کا متولی ہونا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک جائداد مصارف درگاہ بعض اولیاء اللہ کے لیے وقف ہے ہمیشہ اُس کا تمام بندوبست و انتظام بدست متولیان والامقام رہا اپنی جگہ دوسرے کو متولی کرنا بھی اکثر انہیں کی رائے پر رہا بعض متولیوں نے اپنے بعد تولیت وصیت کی کہ موصی لہ بربنائے وصیت ان کے بعد متولی ہوا اور بعض نے اپنی حیات وحالت صحت ہی میں تولیت اہل خاندان سے کسی دوسرے کو عطا کر دی کہ وہ اُن کی صحت میں بجائے ان کے متولی ہو گیا غرض ہمیشہ اختیار اُن امور کا بدست متولیان رہا اور عہد قدیم سے اب تک یوہیں اختیارات عامہ انہیں حاصل رہے کہ کسی نے ان کے افعال سے تعرض یا ان کے تصرفات میں دست اندازی نہ کی اب اگر متولی حال اپنی حیات وحالت صحت میں اپنی تولیت کُلاً یا بعضاً کسی امین رشید کو منتقل کرے تو یہ انتقال جائز اور متولی ممدوح کو اس کا اختیار حاصل ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

## الجواب

جبکہ صورت مسئلہ وہ ہے کہ سوال میں مذکور ہوئی تو بلا ریب متولی حال کو اپنی حیات وتندرستی میں نقل تولیت کا اختیار حاصل اور جس امین رشید کو وہ متولی کرے بیشک مثل اس کے متولی ہو جائے گا۔ تنویر الابصار:

اراد المتولی اقامۃ غیرہ مقامہ فی حیاتہ ان کان التفویض لہ عاما صح و الا لاوفی الھندیۃ عن المحیط اذا اراد المتولی ان یقیم غیرہ مقام نفسہ فی حیاتہ وصحتہ لایجوز الا اذا کان التفویض الیہ علی سبیل التعمیم انتھی۔

قلت وتقریر السوال صریح فی عموم الاختیار الناشیٔ عن تعمیم التفویض وفی التقام عند تدقیق النظر تنکشف غوامض لاتکاد تخفی علی الفقیہ واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی عفی عنہ
بمحمدن المصطفی النبی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

صورت مسئولہ بلکہ تمام صور اوقاف میں از روئے قواعد فقہیہ کے اولاً لحاظ شرائط واقف کا تولیت وغیرہ میں اور نیز مصالح قضاۃ و احکام اسلام کا مزور تھا اور در صورت نہ ہونے امر سابق کے تعامل قدیم از قدیم کا اعتبار بغیر عرف حادث کے پس اگر قدیم سے تفویض تولیت کی رائے متصرفین اوقات بر صورت تقسیم ثابت ہو پس بیشک وہ جائز ہے جیسا کہ سوال سے ظاہر ہے۔ حررہ الفقیر عبد القادر عفی عنہ۔

(حاشیہ متعلق مسئلہ نمبر ۵۵ فتویٰ بدایوں)

## سوال

در صورت کہ جائداد وقف برائے خانقاہ و زیارت و مسجد و درگاہ متعلق آستانہ بزرگے از بزرگان دین از قدیم جاری است و عمل معمول متولیان سابق بر ہمین است کہ از اولاد آں بزرگ دو شخص یا زیادہ ازاں متولی می شوند بنا علیہ یکے از متولیان کہ وفات یافتہ در حالت حیات خود برائے تولیت وقف مقبوضہ خود پسر و پسر دیگر متوفی خود بالمناصفہ بطور وصیت در تولیت شریک فرمودہ پس ایں وصیت صحیح است یا باطل۔

## الجواب

در صورت مسئولہ موافق معمول سابق وصیت مذکورہ برائے شرکت در تولیت بالمناصفہ جائے پسر و پسر پسر متوفی سابق صحیح است کہ مسئلہ ینظر فی الوقف الی العهود السابق بین المسلمین در کتب فقہ رد المحتار وغیرہ مصرح است و وصیت کہ برائے وارث مطلقاً باطل است و برائے غیر وارث در زیادہ از ثلث باطل است مراد ازاں وصیت در متروکہ مملوکہ موصی است و انہم از رضامندی ورثہ صحیح میگردد۔ کہ حق جملہ وارثان متوفی است ولیس کما ہو مصرح فی کتب الفقہ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ حررہ الفقیر الحقیر عبد القادر عفی عنہ۔

ما ذکرہ جناب المجیب فلا شک

عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی عفی عنہ

بمحمدن المصطفےٰ النبی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

(فتویٰ فرنگی محل)، ہرچند کہ پسر پسر بوقت وجود پسر از ترکہ میت محروم الارث است مگر شرکتش در وصیت تولیت درست است ہرگاہ متولی تولیت پسر ودو شخص کردہ و پسر پسر راہم شریک کردہ وصیت او نافذ خواہد بود بموافق وصیت نامہ مرقوم متولی تعمیل کردہ خواہد شد الشئ المفوض لاثنین لا یملکہ احدھما کالوکیلین والوصیین والناظرین کذافی الاشباہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ الراجی حضور ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

## مسئلہ ۵۶ متولی اوقاف کی تولیت

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بزرگان دین قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم اجمعین سے ایک بزرگ نے کہ اپنے آبائے کرام کے سجادہ نشین اور جائداد وقفیہ درگاہ خانقاہ کے متولی تھے بنام اپنے صاحبزادہ حامد اور نبیرہ احمد بن محمد کے وصیت فرمائی کہ بعد میرے متولی تمام جائداد و مصارف درگاہ خانقاہ اور جملہ امور متعلقہ ریاست درگاہی میں شریک مساوی رہیں اور احمد بن محمد نبیرہ میرا باتفاق اپنے عم مکرم کے تصرفات تولیت عمل لائے۔ بعد انتقال بزرگ موصوف احمد و حامد دونوں نے اس وصیت کو مقبول و معتبر رکھا لیکن بعد چندروز کے حامد نے تنہا اپنی تولیت چاہی اور احمد کے ساتھ اتفاق پسند نہ کیا از انجا کہ احمد بن محمد کو حامد کے ساتھ اظہار منازعت منظور نہیں لہٰذا بنظر حفظ حقوق و رعایت مصالح احمد بن محمد کا قصد اس جانب ہے کہ اپنی حیات میں تولیت اپنی کلاً یا بعضاً بنام ایسے شخص راشد امین کے منتقل کرے کہ حامد کو استقلال بالتصرف سے مانع آئے اور استخراج حقوق شرعیہ کرسکے آیا یہ انتقال احمد کو جائز اور شرط اتفاق کہ وصیت میں مذکور اس کو مانع اور اس فعل میں غرض موصی و حکم وصیت سے عدول ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

**الجواب**: متولی اوقاف کا اپنی حیات و عالم صحت میں نقل تولیت کرنا اور

دوسرے کو بجائے اپنے نہ بطریق توکیل بلکہ علی وجہ الاستقلال قائم کر دینا صرف اس صورت میں روا کہ اس کے لیے تفویض عام و اختیار تام ثابت ہو ورنہ نہیں۔

تنویر الابصار میں ہے:

اراد المتولی اقامۃ غیرہ مقامہ فی حیاتہ ان کان التفویض لہ عاما صح والا لا۔

پس اگر احمد بن محمد کے لیے تفویض عام حاصل ہے تو بیشک اُسے نقل تولیت پہنچتا ہے اور جبکہ وہ اپنی جگہ متولی کر دیگا تمام تصرفات تو امت میں مثل اس کے نفس کے ہو جائیگا اور اُس پر بھی یہی واجب ہوگا کہ باتفاق حامد تصرفات کرے کہ جب وقف واحد پر دو متولی ہوں ان میں کسی کو تنہا تصرف کا اختیار نہیں ہوتا اور بیع و اجارہ و امثال ذلک جو تصرف ایک تنہا کرے گا دوسرے کی اجازت پر موقوف رہیں گے اگر اجازت نہ دے گا باطل ہو جائیں گے اور یہ حکم ایک کے ساتھ مختص نہیں دو ہوں تو دو تین ہوں تو تین جس قدر ہوں ہر واحد استقلال بالتصرف سے شرعاً ممنوع اور اتفاق باہمی سب پر لازم حتمی۔ والمسئلۃ مصرح بھا فی عامۃ المتون والشروح والفتاوی۔ و الفاضل خیر الدین الرملی اکثر ایرادًا لھا فی فتاواہ۔ وقال العلامۃ زین بن نجیم المصری فی وکالۃ الاشباہ الشیئ مفوض الی اثنین لا یملکہ احدھما کالوکیلین والوصیین والناظرین الخ۔

پس بزرگ موصوف نے کہ احمد بن محمد پر اپنے وصیت نامہ میں حامد کے ساتھ اتفاق شرط کیا یہ شرط جہت شرع سے خود لازم تھا اس شرط نے کسی امر زائد کا ایجاب نہ کیا اور اسی طرح شرع مطہر حامد پر فرض کرتی ہے کہ باتفاق احمد کام کرے اور ان میں کوئی مستقل بتولیت و منفرد بتصرف نہ رہے کما ذکرنا لیکن اس لزوم شرطی و وجوب شرعی سے وہ اختیار کہ احمد بن محمد کو تفویض عام سے حاصل ہوا تھا زائل نہیں ہو سکتا۔ فان الشیئ لا یتضمن ابطال ما لا ینافیہ۔ ہم کہتے ہیں حامد کو تولیت ثابت احمد کو نا روا رکھنا اور اُس کے ساتھ اتفاق کو کہ شرطاً نہ سہی شرعاً فرض تھا پسند نہ کرنا اور اُسے تحصیل حقوق شرعیہ سے مانع آنا کے کی جانب سے تعدی ہے لاجرم کہیے گا احمد بلا جرم ہے اب ہم

پوچھتے ہیں پھر حامد کے ترک اتفاق سے احمد کی تولیت باطل ہو گئی لاجرم کیسے گا نہیں۔

ولقد قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الا یجنی جان الاعلیٰ نفسہ۔ و

قال ربنا تبارک وتعالیٰ ولا تزر وازرۃ وزر اخریٰ۔

اب ہم دریافت کرتے ہیں تولیت مسلم مگر تفویض عام کہ احمد کیلئے ثابت تھی اس نااتفاقی حامد سے زائل ہو گئی لاجرم کہے گا نہیں اور ہاں کہیے تو دلیل کہاں ومن ادعی شیئا فعلیہ البرہان پس جبکہ احمد بدستور متولی صحیح و ماذون عام ہے تو کیا وجہ ہے کہ وہ اس تصرف سے مجور اور نقل تولیت سے ممنوع رکھا جاتا ہے مگر تعدی غیر بھی اسباب حجر سے شمار کی جائیگی علمائین وشرح فتاوٰی میں جہاں مسئلہ نقل تولیت لکھتے ہیں تفویض عام کے سوا دوسری شرط ذکر نہیں کرتے پھر ہمیں اپنی جانب سے احداث قید کب روا اگر یہ کہیے کہ متولی منقول الیہ حامد سے اتفاق نہ کرے گا اور شرط تولیت اتفاق ہے تو نقل صحیح نہ ہو گی قلنا اب بھی تو حامد واحمد متفق نہیں جب باوجود اس کے یہ دونوں بدستور متولی ہیں تو اگر ان دونوں میں ایک کے عوض شخص ثالث آجائے تو سوا شخص کے اور بھی کچھ بدلا اُس کی تولیت کیونکر صحیح نہ ہو گی ظاہر امنشاء اعتراض یہ ہے کہ بزرگ موصوف نے جو ان دونوں کے نام وصیت تولیت کی اُس نے انہیں دو کو پسند فرمایا اور اُس کا مقصود یہی تھا کہ زمام تصرفات انہیں دو کے ہاتھ رہیں تیسرا مداخلت نہ کرے جب باوجود بقائے صلاحیت ہر دو ایک کے عوض شخص ثالث قائم کیا جاتا ہے تو یہ غرض موصی کے خلاف اور حکم وصیت سے سرتابی ہے قلنا موصی متبع شرع کو رعایت مصالح وقف رعایت وصیین سے بالضرورت اہم واقدم ہو گی اور اُس نے دو کے لیے وصیت نہ کی مگر اس لیے کہ اشتراک آراء کو وقف کے لیے اصلح وانفع سمجھا اور ایک کی رائے پر راضی نہ ہو۔

او فی العقود الدریۃ مقصودہ اجتماع رائ شخصین فی تعاطی امور الوقف ولیس رای الواحد کرای الاثنین۔

اب کہ حامد احمد بن محمد کے ساتھ اتفاق نہیں کرتا غرض موصی و مقصود وصیت کے خلاف اُس کی طرف منسوب ہو گا نہ احمد کی جانب بلکہ احمد اس نقل تولیت سے تحصیل

غرض اہم میں ساعی ہے کہ خود بلحاظ مصالح خاصہ حامد سے منازعت نہیں چاہتا لہٰذا ایسے شخص کو متولی کرتا ہے کہ اس غرض اہم کو متروک وزائل اور حامد کو تصرف میں مستبد و مستقل نہ ہونے دے اور استخراج حقوق شرعیہ کرکے بہ معنی عین تمشیت مقصود اعلیٰ و مرام اس نے ہے نہ اُس کے نافی و منافی کما لایخفیٰ بالجملہ بر تقدیر ثبوت تفویض عام حامد کا اتفاق سے دست کش ہونا اختیارات احمد کا ازالہ نہیں کر سکتا اور صرف اس وجہ بے اصل سے عدم جواز نقل پر نقل و عقل سے کوئی دلیل قائم نہیں بلکہ دلیل اُس کے خلاف پر ناطق واللہ اعلم بجمیع الحقائق و صلی اللہ علی النبی الصدق الصادق سیدنا محمد افضل الخلائق وعلیٰ آلہ وصحبہ الذین جہنم جنۃ السلام وجنۃ البوائق۔

## ۵۷ مسئلہ۔ خلاف دین باتیں

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل ذیل میں۔

(۱) ایک مسلم جو نماز خلاف معمول بہت جلدی سے پڑھ لیتا تھا اُس کو زجراً ایک اور مسلم نے کہا کیا تو نے نماز کو کوئی کھیل سمجھ رکھا ہے اس پر ایک دوسرے نے کہا اور کہا بظاہر اُس نے بھی زجراً کہا اس کا کیا حکم ہے؟

(۲) کافر مرتد مبتدع بدمذہب فاسق یا اس کو جس کا ان جیسا ہونا قائل کے نزدیک متردد ہو کوئی رشتہ مثل باپ دادا نانا بیٹا بھائی وغیرہ خود اپنا کہنا یا کسی اور مسلم کا کہنا حالانکہ اُن کو کافر مرتد وغیرہ جیسے ہیں ویسا ہی ماننے یہ کیسا ہے یا ایسے لوگوں کو ابتداً اسلام کہنا یا اُن سے خندہ پیشانی پیش آنا ہنسنا بولنا ایسی دوستی رکھنا جیسے دنیا دار ہنسنے بولنے کے لیے رکھتے ہیں اور اسی سلسلہ میں انہیں تحائف روانہ کرنا یا ان کی ایسی تعظیم کرنا کہ وہ آئیں تو کھڑے ہو گئے یا تحریراً تقریراً انہیں عنایت فرمایا کرم فرمایا مشفق مہربان یا جناب صاحب لکھنا یا اسی طرح کے اور برتاؤ اُن سے برتنا جیسے آج کل کثرت سے شائع ہیں خصوصاً الیسوں میں کے دنیاوی باثر لوگوں سے اگرچہ مذہبی نقطۂ نظر سے انہیں ان کے لائق قبیح ہی سمجھیں جائز ہیں یا ناجائز تو کس درجہ کے اور اگر یہ باتیں کسی دینی یا دنیاوی جائز غرض کے حصول کے لیے کریں تو کیا حکم ہے۔ خلاصہ

سلام یہ کہ ایسے لوگوں سے ایسا برتاؤ جس سے وہ خوش ہوں یا اُس میں اپنی تعظیم جانیں اگرچہ فاعل کی نیت اُس تعظیم یا خوشی کرنے کی نہ ہو یا نہ ہو گمان تک اُس حد تک نہیں پہنچتا کہ فاعل پر بھی خود ان کی طرح حکم کفر یا بدعت وغیرہ کا عائد ہو۔

(۳) بعض لوگ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم پورا نہیں پڑھتے بلکہ عند الحاجۃ جب پڑھتے ہیں صرف لاحول ولاقوۃ پر بے وجہ اقتصار کرتے ہیں یہ اگرچہ سخت قبیح و شنیع ہے مگر اس میں کفر کسی طرح کا بھی نہیں یا کیا اس پورے جملہ کا علم صرف جز اول مدخول نفی متقرر کرنا کہنا کیسا ہے۔

(۴) نصاریٰ وغیرہ کی کچہریوں اور ان احکام آج کل کے زمانہ والوں کو عدالت یا عادل کہنا اگرچہ سخت حرام ہے اور فقہا نے حکم کفر تک فرمایا اس سے احتراز ضرور ہے مگر دریافت طلب یہ امر ہے کہ یہ حکم کفر مسئلہ متفق بہا ہے کہ ایسے استعمال کرنے والے کافر ہو جائیں اور اگر ہے تو کیا قطعی کفر ان پر عائد ہے اور قطعی بھی ایسا کہ جو دوسرا انہیں کافر نہ سمجھے اس کے بھی ایمان میں خلل آجائے۔

(۵) کاتب جو اجرت پر کتابت کرتے اور اُس کتابت میں امر خلاف دین ہو اور اُجرت پر چھاپنے شائع کرنے والے اُس کو شائع کریں یا کوئی شخص بے اُجرت محض مروت سے ایسا کرے تو اُس کا کیا حکم ہے یا کوئی شخص صفائی خط کے لیے کوئی قطعہ وغیرہ لکھے اور اُس میں ایسے کلمات بھی نقل کر جائے یا اُن سب صور میں زبان سے پڑھے تو کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا۔

## الجواب

(۱) اور کیا کچھ کہنے والے پر بھی الزام نہیں جبکہ اُسے بھی اُس سارق نماز پر زجر مقصود ہو۔

(۲) ان لوگوں کو بے ضرورت و مجبوری ابتداء سلام حرام اور بلا وجہ شرعی اُن سے مخالطت اور ظاہری ملاطفت بھی حرام قرآن عظیم میں قعود معہم سے نہی صریح موجود اور حدیث میں اُن سے بکشادہ پیشانی ملنے پر قلب سے نور ایمان نکل جانے کی وعید افعال تعظیمی شل

قیام تو اور سخت تر ہیں یوہیں کلمات مدح حدیث میں ہے۔

اذا مدح الفاسق غضب الرّب واھتزلہ عرش الرحمٰن۔

دوسری حدیث میں ہے:

لا تقولوا للمنافق یا سید فانہ ان یک سیدکم فقد اسخطتم ربکم عزوجل

باقی دنیوی مراسم جن میں تعظیم و اختلاط نہ ہو اُن میں فاسق کا حکم آسان ہے مصالح دینیہ پر نظر کی جائے گی اور مرتد و مبتدع سے بالکل ممانعت اور ضرورات شرعیہ ہر جگہ مستثنیٰ:

فان الضرورات تبیح المحظورات۔

رشتہ بتانے میں مطلقاً حرج نہیں جیسے عمر بن الخطاب، علی بن ابی طالب۔

مع ان الخطاب وابا طالب لم یسلما۔

اُن کے ساتھ برتاؤ قولاً فعلاً ممنوع ہے بے ضرورت اس کا مرتکب عاصی ہے اُن کا مثل نہیں جب تک اُن کے کفر و بدعت و فسق کو اچھا یا جائز نہ جانے۔

(۳) عند الحاجت صرف لاحول یا لاحول ولا قوۃ پر اقتصار قبیح ہے کفر سے کوئی علاقہ نہیں کہ اپنے حول و قوۃ کی نفی کے لیے ہے علم صرف لاحول کہنا حرج نہیں رکھتا۔

(۴) عدالت بطور علم رائج ہے معنی وضعی مقصود نہیں ہوتے لہٰذا تکفیر ناممکن البتہ عادل کہنا ضرور ہے۔ کلمۂ کفر ہے مگر محض براہ خوشامد ہوتا ہے لہٰذا تجدید اسلام و نکاح کافی ہاں خلاف ما انزل کو اعتقاداً عدل جانیں تو قطعی وہی کفر ہے کہ من شك فی کفرہ فقد کفر۔

(۵) القلم احد اللسانین جو زبان سے کہنے پر احکام ہیں وہی قلم پر اور ایسی اُجرت حرام اُس کی اشاعت حرام اور ایسی مروت فی النار ہاں جب اعتقاد نہ ہو تو کفر نہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم۔

## مسئلہ ۵۸: داستانِ امیر حمزہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ داستان امیر حمزہ میں جو عمرو عیار کا

ذکر ہے یہ عمرو کون ہیں اور ان کی نسبت اُس لفظ کا اطلاق کیسا ہے۔ بینوا توجروا۔

## الجواب

سیدنا عمرو بن اُمیہ ضمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اجلۂ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے ہیں فیضی بے فیض نے جب داستان حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ گڑھا اس میں جہاں صدہا کارنا شائستہ و اطوار نا بائستہ مثلاً مہر نگار دختر نوشیرواں پر فریفتہ ہو کر راتوں کو اُس کے محل پر کمند ڈال کر جانا اور معاذ اللہ صحبتیں گرم رکھنا عم مکرم حضور پُر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسد اللہ و اسد رسولہ سید نا حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی طرف نسبت کیے یوں ہیں ہزار ہا شہد پن اور مسخرگی کے بیہودہ حتن ان صحابی جلیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جانب منسوب کر دیے اور انہیں معاذ اللہ عیار زرد و طرار کے لقب دے کر بحیلہ داستان جاہل بیچارے تبرائی بنائے یہ اُس مردک کی ناپاک بیباکی اور بیباک ناپاکی اور خدا و رسول پر سخت جرأت تھی مسلمانوں کو ان ثقیل نقول خصوصاً اُن ناپاک لفظوں سے احتراز لازم ہے۔ واللہ سبحٰنہ وتعالیٰ اعلم۔

**تصدیق بدایوں** ۔للہ در المجیب ما احسنہ من ناطق بالحق مصیب والعلم اللہ

حررہ المفتقر الی اللہ المدعو لعبد المقتدر رضی عنہ۔

## مسئلہ ۵۹۔ اخبار اور شہادت شرعیہ

مولنا المعظم والمکرم والمحترم دامت برکاتہم العالیہ پس از آداب و تسلیمات معروض۔ اخبار محض جو شہادت میں نامقبول ہے۔ اس کے معنے اُردو میں کیا ہیں اور شہادت شرعیہ کے کہتے ہیں۔ بینوا توجروا۔

## الجواب

کسی بات کی خبر اُن لفظوں سے دینی جو کسی ایسے لفظ سے خالی ہوں جس کا ہونا شریعت مطہرہ نے اُس معاملہ کی شہادت میں ضروری رکھا ہے اخبار محض ہے مثلاً یہ کہنا کہ فلاں جگہ چاند ہوا یا آج چاند لوگوں نے دیکھا اخبار محض ہے کہ رمضان مبارک میں بھی معتبر نہیں اور عیدین میں بے لفظ اشہد یہ کہنا بھی کہ میں نے چاند دیکھا اخبار محض ہے ہر امر میں

جتنی شرع میں شریعت نے اس پر صحت شہادت کے لیے رکھی ہیں جو شہادت ان کی جامعہ ہو شرعیہ ہے مثلاً زنا میں تین ثقہ عادل مردوں کی شہادت شہادت شرعیہ نہیں بلال عیدین میں ایک ثقہ عادل کی شہادت شرعیہ جمیں، رمضان مبارک میں دس بیس ہنود وہابیہ روافض نیچریہ قادیانیہ واشالہم کا ہزار حلفوں کے ساتھ شہادت دینا کہ آج ہم نے اس مہینہ کا ہلال دیکھا شہادت شرعیہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## مسئلہ۔ اشہد کہنا

شہادت کی دو صورتیں جن میں بلفظ اشہد شہادت دینا ضرور ہے تو کیا خاص یہی لفظ ہو یا اس کا صرف اردو فارسی وغیرہ کا ترجمہ بھی ہو سکتا ہے جیسے میں شہادت دیتا ہوں یا گواہی دیتا ہوں وغیرہ وغیرہ۔ بینوا توجروا۔

## الجواب

ترجمہ بھی کافی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

## مسئلہ۔ روزے میں جماع پر قضا یا کفارہ

روزہ دار سے مجبوراً اکراہ شرعی کر کے کسی نے جماع کیا یا کرایا تو روزہ صرف قضا کرے یا مع کفارہ یا کیا؟ بینوا توجروا۔

## الجواب

صرف قضا ہے۔ **اقول** اور یہاں اکراہ شرعی کے صرف وہ معنے نہیں کہ قادر کی طرف سے مثلاً قتل یا قطع وغیرہ کی وعید و تخویف ہو جس کا ذکر کتاب الاکراہ میں ہے بلکہ مجرد بے اختیاری بھی مسقط کفارہ ہے اُس کی صورت عورت میں تو ظاہر کہ وہ کمزور ہے پکڑ کر زبردستی علاج کر دیا مرد میں اس کی شکل یہ ہے کہ مریض ہے جنبش کی طاقت نہیں قرب زن سے اس کے آلہ کو انتشار ہوا کہ وہ امر طبعی ہے اس کے دفع پر ہر انسان قادر نہیں عورت کو منع کرتا رہا وہ نہ مانی یہ دفع پر قادر نہ تھا اُس نے زبردستی داخل کر لیا۔ اس صورت میں بھی مرد پر صرف قضا ہے۔

یدل علیہ قول الفتح مستدلا علی وجوب الکفارۃ ذلک امارۃ

الاختیار فعلم ان لاکفارۃ لولا اختیار۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## مسئلہ ۶۲۔ روزے میں کان کے ذریعے پانی ڈالنا

کانوں میں پانی چلا جانا یا خود اُس کا ڈال لینا جزناقض صوم نہیں ہے کیا یہی حکم ہے اگرچہ دماغ تک پانی پہنچ جائے یا اب کچھ اور۔ بینوا توجروا۔

## الجواب

پانی اگر خود چلا جائے اگرچہ دماغ تک بالاتفاق روزہ نہ جائے گا اور اگر یہ ڈالے اور کان کے اندر جوف تک پہنچائے تو اختلاف تصحیح ہے اور فقیر کے نزدیک راجح افطار۔ ردالمحتار میں ہدایہ وتبیین ومحیط و داوالجیہ سے عدم الفطر اور خانیہ وبزازیہ وفتح وبرہان سے فطر کی ترجیح نقل کی اُس پر حاشیہ فقیر میں ہے:

**اقول:** معلوم ان تصحیح قاضی خان مقدم لانہ فقیہ النفس علی مافی دلیل الفطر من القوۃ الاتری ان من غیب حشفۃ فی دبرہ اوھی فرجھا انطرمع عدم صلاح البدن فی ذٰلک۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبـــــــہ عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ
بمحمدن المصطفٰی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

سوانح حیات حضرت سید میراں حسین زنجانی پر ایک نادر اور تحقیقی
کتاب

# آفتاب زنجان

## عالم فقری کی پرواز قلم کا شاہکار

بچہ بچہ جانتا ہے۔ کہ حضرت سید میراں حسین زنجانی حضرت علی ہجویری
المعروف داتا گنج بخش کے پیر بھائی ہیں۔ جن کی سوانح حیات مختلف
کتب میں بکھری پڑی تھیں۔ مگر جناب عالم فقری صاحب نے بڑی
محنت اور جستجو کے بعد اسے کتابی صورت میں پیش کیا ہے۔
جو محبان اولیاء اور اہل قلم کے لئے نادر تحفہ ہے۔
لہٰذا اپنی اولین فرصت میں حاصل کیجئے۔ قیمت

ناشر حاجی انور اختر (امیر)

ادارہ پیغام القرآن۔ افضل مارکیٹ ۱۷۔ اردو بازار۔ لاہور

محبان اولیاء کے لیے نادر تحفہ

عالم فقری کی

# گلزارِ صوفیاء

صفحات ۵۴۰ قیمت /۔ روپے

موقعہ سے فائدہ اٹھائیں

صرف چند کاپیاں بقایا ہیں ورنہ
ایک نادر کتاب سے محروم رہو گے۔

عالم فقری ناظم

ادارہ پیغام القرآن ۴۰ اردو بازار لاہور

# زندہ جاوید کتابیں

| معروف مصنفین کی کتب | عالم فقری کی تصانیف |
|---|---|
| احکامِ شریعت | احکامِ نماز |
| سرور القلوب | احکامِ روزہ |
| انوارِ جمالِ مصطفٰے | احکامِ زکوٰۃ |
| شرح الصدور | احکامِ حج |
| نظامِ شریعت | احکامِ طہارت |
| عجائب الفقہ | اذکارِ قرآنی |
| رُکنِ دین | رزقِ حلال |
| خزینۂ عملیات | اللہ میری توبہ |
| حرزِ سلیمانی | آفتابِ زنجان |
| نقشِ سلیمانی | گلزارِ صوفیاء |
| مکاشفۃ القلوب | حضرت علی احمد صابر کلیری |
| تاریخ الخلفاء | پیارے نبی کی پیاری دعائیں |
| قصیدہ غوثیہ | نماز مترجم (دو رنگ) |
| کفل الفقہ | انجامِ رشوت |
| اتحاد بین المسلمین | انجامِ شراب |

شبیّر برادرز ○ ۴۰۔بی اُردو بازار ○ لاہور ۲